ہفت روزہ
الجمعیۃ
نئی دہلی
جلد:۳۴ شمارہ:۲۸ ۹/تا۱۵/جولائی۲۰۲۱ء — ۲۷/ذی قعدہ تا۴/ذی الحجہ۱۴۴۲ھ
Year-34 Issue-28 9 - 15 July 2021 Page 16

جرائم، بدعنوانی اور بڑھتی ہوئی
عدم رواداری کے زیر سایہ
اتر پردیش کے

اسمبلی انتخابات ۲۰۲۲ء

طے کریں گے یوگی جی کا مستقبل؟

اسمبلی انتخابات ۲۰۲۲ء یوگی جی کی کارکردگی پر عوامی فیصلہ ہوگا جس کا اثر ملکی سطح پر بی جے پی کی سیاست پر بھی پڑے گا اس لیے کہ ہندوتوا کے شدت پسند آج یوگی میں مودی کا متبادل دیکھ رہے ہیں۔ محمد سالم جامعی

اتر پردیش ہندستان کا دل مانا جاتا ہے، یہ پورے ملک میں پھیلے بی جے پی کے سیاسی سامراج کا سب سے بڑا حصہ ہے۔ یہ جہاں سیاسی لڑائی میں پارٹی کی ایک تجربہ گاہ ہے وہیں انتظامی معاملات کیلئے ایک کسوٹی بھی ہے۔ اتر پردیش، جہاں چار سال قبل پورے ملک میں زیر بحث آئے شعلہ بیان ہندو لیڈر یوگی آدتیہ ناتھ کا میدان ہے، وہیں یہ بی جے پی اور وزیر اعلیٰ یوگی کے لیے ۲۰۲۲ء میں انتخابی جنگ کی آماجگاہ بھی ہے، مگر یہاں ۲۰۲۲ء پر بحث سے پہلے ہمیں مئی ۲۰۲۱ء میں بھی جانا ہوگا جب مغربی بنگال میں اسمبلی انتخابات کے نتیجے آئے تھے اور ملک کے اس مشرقی صوبے میں بی جے پی کا پورا تنظیمی و سرکاری نظام بھی ممتا بنرجی کو تیسری مرتبہ اقتدار میں آنے سے نہیں روک پایا تھا۔ بی جے پی کے لیے یہ شکست اتنی غیر متوقع تھی کہ آج مرکز اور صوبہ میں پارٹی کے مستقبل کو لے کر سوال اُٹھنے لگے ہیں۔ یہ صحیح ہے کہ اتر پردیش مغربی بنگال نہیں ہے اور نہ ہی یوگی ممتا ہیں، ان کے نکتہ چیں انھیں خود پسندی اور پولرائزیشن کی ملاوٹ بتاتے ہیں مگر پھر بھی بی جے پی کے کٹر اور شدت پسند ووٹروں میں یوگی کی اہمیت دن بدن بڑھتی جا رہی ہے۔ ہر فیصلہ کے بعد ان پر لوگوں کا اعتماد بڑھ رہا ہے چاہے ان پر جتنی بھی نکتہ چینیاں ہوں۔ بہت سے لوگ سمجھتے ہیں کہ یوگی کا تنازعات سے ہمیشہ کا رشتہ ہے۔ وہ لوگوں میں اپنے لیے وفادار بھی پیدا کرتے ہیں اور دشمن بھی تاہم یہ اس بات پر منحصر ہے کہ سامنے والا شخص کس طرف ہے۔ اسمبلی انتخابات سے پہلے صوبہ میں وہ بی جے پی کے سب سے بڑے دعویدار بن کر سامنے آرہے ہیں اور انھیں نہ صرف اپنے ترقی کے ایجنڈے بلکہ شدت پسند ہندوتو لیڈر کی شبیہ کا بھی فائدہ مل رہا ہے۔ (باقی صـ۱۴ پر)

اندر پڑھئے

• نفاق اور منافقت کا مرض بڑا مہلک ہے صـ۵ • عہد نبویؐ کا نظامِ تعلیم: ایک جائزہ صـ۸
• بیت المقدس تاریخ کے آئینے میں صـ۹ • یومِ عرفہ کی فضیلت احادیث نبویؐ کی روشنی میں صـ۱۰

افغانستان-ستر فیصد حصہ پر طالبان کا قبضہ
اقوامِ متحدہ کا دعویٰ

اقوام متحدہ کا دعویٰ ہے کہ ستر فیصد حصے پر طالبان کا قبضہ ہوچکا ہے، طالبان نے افغانستان اور تاجکستان کی اہم سرحدی گزرگاہ پر قبضہ کرلیا ہے اور اس سرحد کی حفاظت پر تعینات حفاظتی اہلکار سرحد پار کرکے فرار ہوگئے ہیں۔ اس سے قبل طالبان نے دو تحصیلوں پر قبضہ کرلیا تھا۔ غیرملکی خبررساں ایجنسی کے مطابق قندوز شہر سے پچاس کلومیٹر کے فاصلے پر افغانستان کے شمال میں شیرخان بندر پر قبضہ امریکی افواج کے انخلا کے اعلان کے بعد سے طالبان کی سب سے بڑی کامیابی ہے۔ قندوز کی صوبائی کونسل کے رکن خالدین حکیمی نے بتایا کہ آج صبح ڈیڑھ گھنٹہ کی لڑائی کے بعد طالبان نے شیرخان بندرگاہ اور تاجکستان کے ساتھ واقع قصبے اور تمام سرحدی چوکیوں پر قبضہ کرلیا۔ اس کے علاوہ فوج کے ایک افسر نے نام ظاہر نہ کرنے کی شرط پر میڈیا کو بتایا کہ ہمیں تمام چوکیاں چھوڑنے پر مجبور کیا گیا اور ہمارے کچھ فوجی سرحد عبور کرکے تاجکستان چلے گئے۔ انھوں نے مزید کہا کہ صبح تک سینکڑوں کی تعداد میں طالبان جنگجو ہر جگہ موجود تھے۔

دوسری جانب طالبان کے ترجمان ذبیح اللہ مجاہد نے تصدیق کی کہ طالبان جنگجوؤں نے دریائے پانچ کے پار گزرگاہ پر قبضہ کرلیا ہے۔ انھوں نے غیرملکی خبررساں ایجنسی کو بتایا کہ ہمارے مجاہدین شیرخان بندرگاہ اور قندوز میں تاجکستان سے ملحقہ سرحدی گزرگاہوں پر مکمل کنٹرول حاصل کرچکے ہیں۔ صوبائی کونسل کے ایک اور رکن عمر الدین ولی نے بتایا کہ پیر کی شب سے اس علاقے سے رابطہ منقطع ہوچکا ہے۔ اس گزرگاہ پر ۷۰۰ میٹر طویل پل موجود ہے اور امریکہ کے تعاون سے تعمیر کیا گیا یہ پل ۲۰۰۷ء میں کھولا گیا تھا جس کا

> **طالبان نے ہمسایہ صوبوں کو ملانے والی اہم شہروں کی شاہراہوں پر قبضہ کرلیا ہے۔ طالبان نے اس سے قبل بھی متعدد مرتبہ اس شہر پر قبضے کی کوشش کی ہے اور اس سے پہلے ستمبر ۲۰۱۵ء اور اس سے ایک سال بعد بھی شہر پر قبضہ کرلیا تھا۔**

مقصد وسط ایشیائی گزرگاہ ہے جو ایک دن میں ایک ہزار گاڑیاں سنبھالنے کے قابل ہے۔ قندوز کے صوبائی چیمبر آف کامرس اینڈ انڈسٹریز کے ترجمان مسعود وحدت نے بتایا ہے جس وقت قبضہ ہوا اس وقت شیرخان گزرگاہ پر سامان سے لدے ہوئے ۱۵۰ ٹرک موجود تھے اور ہمیں نہیں معلوم کہ ان کا کیا بنے گا۔ یہ ایک بہت بڑا مالی نقصان ہوگا۔ حکام نے بتایا کہ طالبان نے ہمسایہ صوبوں کو ملانے والی اہم شہروں کی شاہراہوں پر قبضہ کرلیا ہے۔ طالبان نے اس سے قبل بھی متعدد مرتبہ اس شہر پر قبضے کی کوشش کی ہے اور اس سے پہلے ستمبر ۲۰۱۵ء اور اس سے ایک سال بعد بھی شہر پر قبضہ کرلیا تھا۔ ۱۹۹۰ء کی دہائی میں اقتدار پر قبضہ کرنے سے قبل قندوز طالبان کا مضبوط گڑھ تھا اور یہاں اکثریتی آبادی پختون ہے جبکہ یہ شہر تاجکستان سے معاشی اور تجارتی نقل وحمل کے لیے اہم گزرگاہ ہے۔ مئی کے شروع سے ہی طالبان نے سرحدی علاقوں میں سرکاری فوجوں کو نشانہ بناتے ہوئے بڑی کارروائی کا آغاز کردیا تھا اور ملک کے ۴۲۱/اضلاع میں سے کم از کم ۸۷ پر قبضہ کرنے کا دعویٰ کیا ہے تاہم افغان فوج کا کہنا ہے کہ وہ جلد ہی کھوئے ہوئے علاقے پر دوبارہ قبضہ کرنے کے لیے وسیع پیمانے پر کارروائی کا آغاز کریں گے۔ سیکورٹی فورسز کے ترجمان جنرل اجمل شنواری نے نامہ نگاروں کو بتایا کہ مرکزی کمانڈ مکمل کنٹرول میں ہے اور دشمن کے خلاف تمام سیکورٹی فورسز اور فوجی وسائل متحرک کردیئے گئے ہیں لہٰذا آپ جلد ملک بھر میں ہماری پیش رفت دیکھیں گے۔ واضح رہے کہ پچھلے کچھ دنوں میں صوبہ قندوز میں شدید لڑائی ہوئی ہے اور پیر کے روز بھی قندوز شہر کے نواح میں طالبان اور افغان فورسز برسرپیکار ہیں۔ □□

سعودی کابینہ کے اجلاس میں متعدد فیصلوں کی منظوری

سعودی عرب کے فرماں رواں شاہ سلمان بن عبدالعزیز کی صدارت میں منعقد ہونے والے سعودی کابینہ کے ورچول اجلاس میں پبلک پنشن ایجنسی کو جنرل آرگنائزیشن فارسوشل انشورنس میں ضم کرنے کے علاوہ متعدد فیصلوں کی منظوری دی گئی۔ عرب میڈیا کی رپورٹ کے مطابق اجلاس کے دوران کابینہ نے جہاں پبلک پنشن ایجنسی کو جنرل آرگنائزیشن فارسوشل انشورنس میں ضم کرنے کی منظوری دی وہیں مہدی اسپورٹس اکیڈمی کے نام سے ایک ادارہ قائم کرنے کی بھی منظوری دی گئی۔ اس کا مقصد کھیلوں سے متعلق سرگرمیوں اور صلاحیتوں کو فروغ دینا ہے۔ علاوہ ازیں سکوک کی حامل اراضی کی سرمایہ کاری سے متعلق ماحولیات، پانی اور زراعت کی وزارت کے فیصلے کو نافذ العمل کیا گیا۔ اجلاس کے آغاز میں مملکت کی جانب سے حرمین شریفین کی مبارک خدمت اور حجاج، معتمرین اور زائرین کی بھرپور دیکھ بھال کے معاملات پر روشنی ڈالی گئی۔ علاوہ ازیں مذکورہ افراد کی سلامتی اور سیکورٹی کے لیے خصوصی اقدامات کا بھی جائزہ لیا گیا۔ بعدازاں سعودی فرماں روا نے کابینہ کو اس تحریری خط کے مندرجات سے آگاہ کیا جو انھیں سلطنت عمان کے سلطان ہیثم بن طارق بن تیمور کی جانب سے ارسال کیا گیا۔ علاوہ ازیں کابینہ کو جمہوریہ کرغستان کے صدر صادیر جباروف کی جانب سے موصول ہونے والی ٹیلی فون کال کے حوالے سے بھی معلومات فراہم کی گئیں۔ وزیر مملکت اور قائم مقام وزیر اطلاعات ڈاکٹر عصام بن سعد بن سعید نے سعودی سرکاری خبررساں ایجنسی (ایس پی اے) کو بتایا کہ کابینہ نے گزشتہ دنوں کے دوران مملکت سعودی عرب کی اپنے کئی برادر اور دوست ممالک کے ساتھ ہونے والی تمام مشاورت اور بات چیت کا مجموعی جائزہ لیا۔ اسی طرح سعودی کابینہ نے افغانستان میں ہونے والے امن اعلان پر بھی غور کیا۔ مملکت کے زیر سرپرستی مکہ مکرمہ میں ہونے والے اس معاہدے پر افغانستان اور پاکستان کے سینئر علمائے کرام نے دستخط کیے۔ اس معاہدے کا مقصد افغانستان میں جاری تنازع اور بحران کا حل تلاش کرنا ہے۔

منی لانڈرنگ: دس سال قید، ۵۰ لاکھ ریال جرمانہ ممکن

سعودی عرب میں پبلک پراسیکیوشن نے واضح کیا ہے کہ منی لانڈرنگ ایک جرم ہے جس کے مرتکب کو دس سال تک کی قید اور پچاس لاکھ ریال جرمانہ کی سزا ہوسکتی ہے۔ اس کے علاوہ اگر ملزم مقامی شہری ہے تو اسے دس سال تک بیرون ملک سفر پر پابندی کی بھی سزا دی جائے گی جبکہ غیرسعودی کی قید اور جرمانے کے بعد ملک بدری کی سزا ہوگی۔ منی لانڈرنگ کیس کی تحقیقات کے دوران قبضے میں لی جانے والی رقم بھی ضبط کرلی جائے گی۔

یورپی پارلیمنٹ کے درجنوں ارکان کا ایران پر مزید پابندیوں کا مطالبہ

یورپی پارلیمنٹ کے درجنوں ارکان نے ایک بیان کے ذریعے ایران میں انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں کی مذمت اور مزید پابندیوں کا مطالبہ کرتے ہوئے یورپی یونین پر زور دیا ہے کہ وہ آزادی اور جمہوریت کے لیے ایرانی عوام کی تڑپ پر توجہ دے۔ عرب نیوز کے مطابق یورپی پارلیمنٹ کے ۶۳/ارکان نے کہا ہے کہ انہیں ایران میں جاری انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں پر شدید تشویش ہے۔ ارکان کا مزید کہنا تھا کہ اقوام متحدہ کا ایران میں انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں اور ۱۹۸۸ء میں تیس ہزار سیاسی قیدیوں کے قتل کے واقعات پر توجہ نہ دینا ادارے کی ناکامی ہے جس سے ملاؤں کی حوصلہ افزائی ہوئی ہے اور اس سے صورت حال مزید خراب ہوگی۔ ارکان نے یورپی یونین کی جانب سے نومبر ۲۰۱۹ء کے مظاہروں کے خلاف کریک ڈاؤن کے بعد ایران کی حکمران اشرافیہ کے خلاف پابندیوں کو سراہا ہے اور اسے درست سمت میں ایک قدم قرار دیا ہے، تاہم ساتھ ہی یہ بھی کہا ہے کہ اس کے بعد دیگر ضروری اقدامات بھی اٹھائے جائیں۔ ارکان پارلیمنٹ نے خاص طور پر ایران میں خواتین کی حالت زار پر روشنی ڈالی ہے۔ بیان میں مزید کہا گیا ہے کہ سابق صدر حسن روحانی کے دور میں ۱۱۸ خواتین کو قتل کیا گیا، اس طرح ایران دنیا میں خواتین کو قتل کرنے والا سب سے بڑا ملک بن گیا۔ ایرانی خواتین نے تمام مظاہروں میں بڑھ چڑھ کر شرکت کی اور اپنے خلاف تمام پابندیوں کا بہادری سے مقابلہ کیا۔ ارکان پارلیمنٹ کے مطابق یورپی یونین کو ایرانی عوام کے مطالبات کی حمایت پر توجہ دینی چاہیے۔ انہوں نے کہا کہ گذشتہ چند برسوں کے دوران ہونے والے ملک گیر مظاہروں کے دوران ایرانی عوام نے واضح طور پر موجودہ آمریت کو مسترد کردیا اور حقیقی تبدیلی کے لیے اپنی خواہش کا اظہار کیا۔ ارکان پارلیمنٹ کا کہنا تھا کہ وہ ایران کو جوہری ہتھیاروں سے پاک ایک جمہوری ملک دیکھنا چاہتے ہیں جو بیرون ملک دہشت گردی کی منصوبہ بندی اور حمایت سے دور رہے۔

مکہ مکرمہ میں دوسرا انڈسٹریل سٹی ریکارڈ وقت میں تیار

سعودی عرب میں صنعتی شہروں کی اتھارٹی فار انڈسٹریل سٹیز اینڈ ٹیکنالوجی زون (مدن) نے کہا ہے کہ مکہ مکرمہ میں دوسرا صنعتی شہر ۳ء۴۵ ملین مربع میٹر کے رقبے پر 'العکیشیہ' محلے میں قائم کیا گیا ہے۔ اخبار ۲۴ کے مطابق مدن کے ترجمان قصی العبدالکریم نے بتایا کہ مکہ مکرمہ کے دوسرے صنعتی شہر کا محل وقوع منفرد ہے۔ یہ پانچویں سرکلر روڈ اور مکہ، طائف، جدہ سڑکوں کے چوراہے پر واقع ہے۔ محل وقوع کے حوالے سے اس کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ یہ السیارات سٹی کے قریب ہے۔ حرم مکی کی حدود سے دس کلومیٹر کے فاصلے پر ہے۔ مقدس شہر کے مرکزی علاقے سے اس کا فاصلہ بیس کلومیٹر ہے۔

دریچۂ پاکستان
محمود شام

سندھ میں سلگتی چنگاریاں شعلے نہ بن جائیں

الفنسٹن اسٹریٹ پر حمید کاشمیری کی کتابوں کی دکان پر کھڑے پیر حسام الدین راشدی یاد رہے ہیں۔ سندھی کے عظیم ادب کو اردو کا پیرہن پہناتے آفاق صدیقی کی آواز کانوں میں رس گھول رہی ہے۔ میر خلیل الرحمٰن کے دفتر میں بے تکلف ماحول میں بیٹھے قاضی محمد اکبر کی پر اعتماد آنکھیں ذہن کے پردے پر جھلملا رہی ہیں۔ ہندوستان سے گھربار چھوڑ کر آنے والے لاکھوں انسانوں کے لیے کالونی آباد کرنے والے نفیس متین پیر الٰہی بخش کی صورت یادوں کا مرکز بن رہی ہے۔ قائداعظم کے مزار کے قریب میر علی احمد تالپور کی رہائش گاہ پر لائبریری میں سندھی۔ مہاجر نوجوان فرانسیسی انقلاب کے مراحل پر بات کرتے سنائی دے رہے ہیں۔ سندھ دھرتی اور سندھو ندی کے کتنے احسانات ہیں ہم سب پر۔ فرزندان زمین پر بھی۔ ہندوستان سے اور پاکستان کے دوسرے حصوں سے آنے والوں پر بھی۔ ہم سب سندھ کے مقروض ہیں۔ اپنے اپنے طور پر سب نے کوشش کی ہے کہ وہ اس میں سے کچھ قرض اتار سکے۔ لیکن یہ احسانات بہت عظیم ہیں اور مسلسل ہیں۔ آج بھی جاری ہیں۔ میں ساٹھ کی دہائی سے سندھ میں آباد نوجوانوں کی آنکھوں میں محرومیاں دیکھ رہا ہوں۔ ۱۹۷۰ء کے انتخابات نے ہر لسانی اور نسلی گروپ کو ایک امید اور ایک یقین دلایا تھا۔ میں ایک صحافی کی حیثیت سے صدر ذوالفقار علی بھٹو کے سندھ کے اس طوفانی دورے میں ساتھ تھا۔ جو لسانی فسادات کی آگ بجھانے کے لیے کیا گیا۔ ہر شہر میں وہ اردو بولنے والوں سے بھی مل رہے تھے۔ سندھی بولنے والوں سے بھی۔ سندھی اور اردو کے عظیم شاعر شیخ محمد ایاز یاد رہے ہیں۔ سندھ یونیورسٹی کے وائس چانسلر کی حیثیت میں ان کی عظیم خدمات۔ ۱۹۷۷ء کے الیکشن میں کراچی میں پی پی پی نے کتنے خلوص سے حکیم محمد سعید، جمیل الدین عالی، ڈاکٹر فرید الدین بقائی اور نامور اردو داں شخصیات کو ٹکٹ دیئے۔ پھر ۵/جولائی ۱۹۷۷ء کو جب جمہوریت کی بساط لپیٹ دی گئی۔ اس سخت ترین مارشل لا کی مزاحمت میں سب پیش پیش تھے۔ بہت طویل جدوجہد ہے۔ کتنی چمکتی جوانیاں کراچی۔ حیدر باد۔ سکھر کی جیلوں کی سلاخوں کے پیچھے گزریں۔ تحریک بحالیِ جمہوریت، ایم رڈی، بڑے بڑے زمیندار، اپنے کارکنوں ہاریوں کے ساتھ خود گرفتاریوں کے لیے پیش ہورہے تھے۔ دوسرے صوبوں میں یہ تحریک جلد دم توڑ گئی۔ سندھ میں اور بالخصوص ہالہ میں تو خر تک چلتی رہی۔ کیا مخدوم طالب المولیٰ۔ مخدوم امین فہیم کو فراموش کیا جاسکتا ہے۔

جب ۱۹۴۷ء میں ہندوستان سے قافلے سندھ پہنچ رہے تھے تو انہیں سندھ کے بڑے بڑے خاندان اپنے گھر، اپنے دفتر پیش کررہے تھے۔ کون بھول سکتا ہے جناب جی ایم سید کو، ان کی لائبریری کو، ان کے خلوص کو، حیدر باد کے قاضی خاندان کو، تالپوروں کو، فندیوں کو، ایم رڈی پھر اخبارات کی بحالی کے لیے صحافیوں کی تحریک سندھ کی جیلوں میں سب ساتھ ساتھ تھے۔ اردو بولنے والے، پشتو بولنے والے ہم کیسے فراموش کرسکتے ہیں۔ رسول بخش پلیجو کو فاضل راہو کو، جن کی عوامی تحریک کے کارکن سینکڑوں کی تعداد میں صحافیوں کے ساتھ گرفتار ہوئے۔ کیسے بھول جاؤں کہ مخدوم خلیق الزماں نے خیرپور جیل میں صحافیوں کے مسلمہ قائد منہاج برنا کا کیسے خیال رکھا۔

جب جمہوریت ممنوع تھی۔ قومی سیاسی جماعتیں کالعدم تھیں۔ تو قوم کو لسانی نسلی فرقہ وارانہ بنیادوں پر بانٹا گیا۔ بنیاد پرستی، شدت پسندی کو ریاستی سرپرستی میں پروان چڑھایا گیا۔ اجتماعی طور پر سب کو حقوق دینے کی بجائے الگ الگ شناخت سے حقوق مانگنے کی شہ دی گئی۔ مہاجرین کی محرومیوں کے مسائل تھے۔ تو مقامی آبادیوں کے بھی تھے۔ مہاجر قومی موومنٹ کے ذریعے مہاجرین کو ایک شناخت دینے کی کوشش کی گئی۔ کراچی، حیدرآباد، میرپور خاص کے سمان نے ان کا عروج بھی دیکھا۔ پھران میں عسکریت پیدا کی گئی۔ بوری بند لاشیں، ہلاکتیں، خوف، فرمان امروز بنا۔ اس عروج کا زوال بھی سب نے دیکھا۔ ان کا قیام بھی غیرسیاسی غیرفطری انداز میں ہوا۔ اور ان کا خاتمہ بھی غیرسیاسی۔ غیرفطری۔ سندھ میں ایک بڑی تعداد میں بچے بزرگ خواتین مائیں بیٹیاں اس وقت محرومی کا شکار ہیں۔

اب پھر سندھ میں چنگاریاں سلگ رہی ہیں۔ بہت سنہرا موقع تھا۔ پاکستان پیپلز پارٹی کے پاس کہ وہ زخم خوردہ مہاجروں کے دل جیت لیتی۔ کراچی حیدرآباد اور دوسرے شہروں میں ایک بڑی لسانی برادری قیادت سے محروم ہوگئی تھی۔ آصف علی زرداری تو مفاہمت کے بادشاہ کہلاتے ہیں۔ ایک مسکراہٹ سے حریف کو رام کرلیتے ہیں۔ انہوں نے اس طرف توجہ نہیں دی۔ اردو کے ایک بڑے محافظ زیڈ اے بخاری کی صاحبزادی کی تربیت انہیں حاصل ہے۔

سندھ اور وفاق کی جنگ اقتصادی بھی ہے، سیاسی بھی لیکن یہ اقتصادی اور سیاسی بنیادوں پر لڑے جانے کی بجائے لسانی حوالوں سے لڑی جارہی ہے۔ شاہ لطیف، شہباز قلندر، سچل سرمست، عبداللہ شاہ غازی تو اپنے زائرین اور عقیدتمندوں سے نہیں پوچھتے کہ کہاں پیدا ہوئے۔ باپ کی کہاں کی پیدائش ہے۔ دادا نے کہاں جنم لیا۔ لیکن اب مختلف سرکاری تقرریوں تبادلوں میں یہ خیال رکھا جارہا ہے۔ شہر قائد میں محرومیاں بڑھ رہی ہیں۔ مہاجر اب عسکریت کی طرف نہیں آنا چاہتے۔ نہ ہی سندھ کے بیٹے شدت پسندی اختیار کرنا چاہتے ہیں۔ یہی وقت ہے جب قومی سیاسی جماعتوں کو اس خلا کو پر کرنا چاہئے جو اس وقت سندھ کے شہری علاقوں میں محسوس کیا جارہا ہے۔ خبریں آرہی ہیں کہ پھر لسانی بنیادوں پر گروہ بندی کی جارہی ہے۔ جن طبقوں اور برادریوں کے نوجوان لسانی بنیادوں پر محرومی میں مبتلا ہیں۔ قومی دھارے میں جانے کے لیے ان کی حوصلہ افزائی نہیں ہورہی ہے۔ وہ بے چین ہورہے ہیں۔ سوشل میڈیا میں بھی کسی حد تک ان احساسات کی ترجمانی ہورہی ہے۔ مگر گلی کوچوں، چورنگیوں، بیٹھکوں، دفتروں، بازاروں میں یہ اضطراب عام ہے۔

یہ ذمہ داری سب قومی سیاسی جماعتوں کی ہے مگر سب سے زیادہ پاکستان پیپلز پارٹی کی کہ اسے سندھ کے لوگوں نے سندھ پر حکمرانی کے لیے منتخب کیا ہے۔ وہ کئی عشروں سے سندھ کی حاکم بھی ہے۔ سندھ میں سب رہنے والوں سے انصاف۔ روزگار کی فراہمی۔ ان کے زخموں کا اندمال۔ ان کے حقوق کی پاسداری پی پی پی کا فرض بنتی ہے۔ ایک ذمہ دار قومی سیاستی جماعت کا کردار ادا کرتے ہوئے بلاول بھٹو زرداری کو اپنے نانا ذوالفقار علی بھٹو کی طرح سب برادریوں کے قائدین سے ملنا چاہئے۔ ان کے محسوسات سے آگاہ ہونا چاہئے۔ سید مراد علی شاہ کو اپنے والد سید عبداللہ شاہ کی طرح سندھ کے ڈاکٹروں۔ انجینئروں۔ ادیبوں۔ ایڈیٹروں۔ فلاحی اداروں کے منتظمین۔ تاجروں۔ صنعت کاروں سے بلاامتیاز مشاورت کرنی چاہئے۔ وفاق کی یلغار کا مقابلہ بھی اسی صورت ممکن ہے۔ شہری طاقت کو لاوارث نہ چھوڑیں۔ کہیں پھر عسکریت غالب نہ جائے۔ کہیں سلگتی چنگاریاں بھڑکتے شعلے نہ بن جائیں۔

ہفت روزہ **الجمعیۃ** نئی دہلی

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

پولیس اصلاح وقت کی اہم ضرورت

امن وامان کی برقراری، قانون کی برتری اور عوام میں فرض شناسی پیدا کرنا، یہ حکومت کی ذمہ داری ہوتی ہے جسے وہ پولیس کے ذریعہ انجام دیتی ہے اور جس کے حوالہ سے حکومت پوری طرح ذمہ دار ہوتی ہے، لیکن یہ بات افسوس کے ساتھ ہی نوٹ کی جائے گی کہ آج ملک کا یہ کلیدی شعبہ فرض شناسی کے بجائے محض اقتدار کی خوشنودی کے لیے سیاسی لیڈروں کی جی حضوری کو ہی اپنا فرض منصبی سمجھنے لگا ہے۔

ہندستان خود کو دُنیا کی سب سے بڑی جمہوریت کہتا ہے اس لیے دُنیا کی اس سب سے بڑی جمہوریت میں نظم و نسق کو بہتر بنائے رکھنے اور سماج میں امن وآشتی کے ماحول کو استحکام عطا کرنے کے لیے یہ ضروری ہے کہ عوام کے حقوق کو تحفظ فراہم کرنے کی غرض سے قائم کیے گئے ادارے کسی تعصب اور جانب داری سے بالاتر ہو کر کام کریں۔ اقتدار کے تعلق سے عوام کے اعتبار اور اعتماد کو یقینی بنانے میں یہ ادارے اہم کردار ادا کرتے ہیں لیکن جب ان اداروں پر تعصب اور فرقہ واریت کا رنگ چڑھ جاتا ہے تو عوام کے حقوق کا تحفظ، قانون کی بالادستی اور انصاف کی فراہمی کا عمل متاثر ہوتا ہے اور شاید اسی لیے آج اس محکمہ کی شفافیت پر سوال اُٹھ رہے ہیں اور تجربہ بھی یہ ہی ہو رہا ہے کہ مجرموں کی سرکوبی یا شرپسند عناصر کی روک تھام کے بجائے ہندستان کی پولیس عام شہریوں کو سختی کا نشانہ بنانے پر زیادہ یقین رکھتی ہے۔ آج چور، بدمعاش، اُچکے اور سماج دشمن عناصر پولیس سے نہیں گھبراتے بلکہ شریف لوگ اور پرامن شہری اس سے زیادہ خوف کھاتے ہیں کیونکہ آئے دن وہی پولیس کی ظلم وزیادتی کا شکار بنتے ہیں۔ اس کے برعکس مجرمانہ وارداتیں نہ ہوں یا ہوں تو ان میں ملوث افراد کو فوراً پکڑ لیا جائے، عوام کا جان ومال محفوظ رہے، لچے لفنگوں کا ناطقہ بند کر دیا جائے اس پر پولیس کی توجہ نہ ہونے کے برابر ہے۔ تبھی تو ملک میں جرائم کا اوسط دن بدن بڑھتا جا رہا ہے۔ آئے دن قاتلانہ وارداتیں ہو جاتی ہیں۔ راہ چلتے لوگوں کو لوٹ لیا جاتا ہے، عوام کی عزت وآبرو سے کھلواڑ ہوتا ہے اور پولیس سوتی رہتی ہے یا پھر اس طرح کی وارداتوں پر قابو پانے کے بجائے ان کو چھپانے کی کوشش ہوتی ہے، ہلکے سے ہلکا کر کے دِکھانے کا رویہ اپنایا جاتا ہے۔ مرکزی ہی نہیں ریاستی دارالحکومتوں میں بھی دن بدن جرائم بڑھ رہے ہیں۔ جس شہر میں ریاست کا آئینی سربراہ، گورنر، وزیر اعلیٰ، وزیر داخلہ اور ڈائریکٹر جنرل آف پولیس رہتے ہوں وہاں جب مجرموں کے حوصلوں کا یہ حال ہے تو دوسرے علاقوں میں کیا ہو رہا ہوگا اس کا اندازہ لگانا کوئی مشکل نہیں ہے۔

پارلیمنٹ اور ریاستی اسمبلیوں کا جب بھی اجلاس ہوتا ہے تو اس میں پیش ہونے والی تحریکاتِ التوا یا توجہ طلب نوٹسوں سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ پولیس انتظامیہ سے اپوزیشن کے ارکان ہی نہیں حکمراں جماعت کے نمائندے بھی شاکی ہیں۔ شاید ہی ایسا کوئی دن جاتا ہو جب پولیس عملہ کے خلاف چیخ وپکار سننے کو نہ ملتی ہو، یہ تو خواص کا حال ہے، عوام کس درجہ پولیس سے نالاں ہوں گے اس سے اس کا بھی بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔

جب بھی کوئی شخص شکایت لے کر متعلقہ پولیس اسٹیشن پہنچتا ہے تو اوّل اسے گھنٹوں انتظار کرنا پڑتا ہے اور یہ اسٹیشن انچارج کی صوابدید پر ہے کہ وہ جس شکایت کو چاہے درج کرائے یا شکایت کنندہ کو بھگا دے حالانکہ ضابطہ کے مطابق ہر شکایت کا اندراج ضروری ہے، جب شکایت ہی درج نہیں ہوگی تو اس کا کوئی ریکارڈ بھی نہیں رہے گا اور پولیس اسی وقت جوابدہ ہوگی جبکہ شکایت درج کی گئی ہو مگر ہمارے ملک کے پولیس اسٹیشنوں میں دستور، شکایات کم سے کم درج کرانے کا ہے تا کہ پولیس جوابدہی سے محفوظ رہے اور اعداد وشمار بھی کم سے کم کر کے دِکھائے جا سکیں۔ اسی طرح پولیس اسٹیشن میں تفتیش کے دوران تھرڈ ڈگری کا استعمال اور اس کی وجہ سے زیر حراست ملزموں کی اموات کے واقعات بھی کافی بڑھتے جا رہے ہیں جن کے خلاف قانون ساز اداروں میں اکثر وبیشتر آواز اُٹھائی جاتی رہی ہے اور لوگ یہ سوچنے پر مجبور ہوتے ہیں کہ آج قانون کے محافظوں کے ہاتھوں عام لوگوں کی جانیں محفوظ نہیں ہیں۔

صحیح بات یہ ہے کہ ملک میں نفرت اور فرقہ واریت کی سیاست کا دائرہ وسیع ہونے کے ساتھ ہی یہ کریہہ حقیقت بھی آئے دن مختلف صورتوں میں سامنے آتی رہی ہے کہ عوام کی جان ومال کا نقصان اقتدار کے نزدیک کوئی ایسا مسئلہ نہیں رہ گیا ہے جس پر غور وفکر کیا جائے اور اس کی روک تھام کے لیے سنجیدہ اقدامات کیے جائیں۔ نفرت اور فرقہ واریت کے سیاسی رجحان کے سبب گزشتہ سات برسوں میں ملک کے مختلف حصوں میں ہجومی تشدد کے جو واقعات ہوئے اور ان سے نمٹنے میں پولیس نے جو طرزِ عمل اختیار کیا اس سے بھی یہ ظاہر ہونے لگا تھا کہ عوام کو تحفظ فراہم کرنے سے زیادہ یہ محکمہ اقتدار کی مرضی کا تابع ہو گیا ہے۔

دلّی کے گزشتہ سال کے فسادات کے تعلق سے دہلی ہائی کورٹ کا سخت تبصرہ بھی پولیس کی کارکردگی کو آئینہ دِکھاتا ہے۔ اگر پولیس تمام تعصّبات اور مصلحتوں سے بالاتر ہو کر اپنے فرض کی ادائیگی کو ترجیح دیتی تو شاید حالات اتنے خراب نہ ہوتے کہ پچاس سے زائد لوگوں کو اپنی جان سے ہاتھ دھونا پڑتا اور تین سو سے زیادہ لوگ شدید طور پر زخمی ہوتے۔ دہلی کے تشدد میں جان ومال کا جو نقصان ہوا وہ کسی ایک فرقہ کے ماننے والوں کا نہیں بلکہ ان عوام کا نقصان ہے جنھیں یہ امید ہوتی ہے کہ اگر ان کی جان ومال کو نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہو تو ایسے وقت میں پولیس ان کو تحفظ فراہم کرے گی۔ دہلی کے تشدد میں عوام کا پولیس کے تئیں یہ بھروسہ بھی مجروح ہوا ہے۔ دہلی میں ہوئے فسادات نے ایک بار پھر پولیس میں اصلاح کی ضرورت کی نشاندہی کی ہے۔ گزشتہ سال کے شاہین باغ معاملہ پر دائر اپیل پر شنوائی کرتے ہوئے عدالت عظمیٰ نے بھی پولیس کے طریقۂ کار پر تنقید کرتے ہوئے کہا تھا کہ دہلی پولیس کو پیشہ وارانہ طریقہ سے حالات کو کنٹرول کرنا چاہیے تھا، یہ ایک بڑا تبصرہ ہے۔ دہلی میں پولیس کمشنر نظام نافذ ہے جس میں پولیس کو مجسٹریٹ والی طاقت اور اختیارات حاصل ہیں جن کا استعمال کر کے وہ خود قانون وانتظام کی حالت کو قابو میں لا سکتی ہے۔ اس کے لیے اسے کسی کی اجازت کی بھی ضرورت نہیں ہے، پھر دہلی پولیس یہ کیوں کہہ رہی ہے کہ وہ حکم کا انتظار کر رہی تھی۔ یہ پولیس کی نااہلی اور لاپروائی تھی کہ بروقت اس نے فسادات کے خلاف کوئی پالیسی تیار نہیں کی اور نہ ہی فسادات روکنے کی کوشش کی۔

پولیس نظام کا مقصد ہوتا ہے علاقہ میں امن وامان بحال کر کے قانون کا راج یقینی بنانا، اس کے لیے وہ ان عناصر اور مقامات پر نظر رکھتی ہے جن کے ذریعہ امن میں خلل اور معاشرہ میں ٹکراؤ کا امکان رہتا ہے۔ گردوپیش کے ماحول کو مدنظر رکھتے ہوئے وہ دفعہ ۱۴۴ کا استعمال کر کے امن وانتظام لاگو کرتی ہے نیز ضرورت پڑنے پر غیر سماجی عناصر کو بدامنی پھیلانے کے شبہ میں حراست میں بھی لے سکتی ہے۔

شاہین باغ، جامعہ ملیہ اور جعفرآباد جیسے علاقوں میں شہریت ترمیمی قانون کے خلاف احتجاج دسمبر ۲۰۱۹ء سے ہی جاری تھا لیکن پولیس نے ان علاقوں کو فسادات سے محفوظ رکھنے کے لیے قبل از وقت کوئی قدم نہیں اُٹھایا جبکہ انھیں علاقوں میں ۱۹۸۴ء میں بھی فسادات ہو چکے تھے۔ یہ بھی غور وفکر کا موضوع ہے کہ دہلی حکومت نے جسٹس ڈھینگرہ جانچ کمیٹی کی جو ۱۹۸۴ء کے فسادات کے لیے تشکیل دی گئی تھی، رپورٹ پر نہ تو غور کیا اور نہ ہی کوئی کارروائی کی۔ اس طرح کے حالات کو دھیان میں رکھتے ہوئے ہی عدالت عظمیٰ نے ۲۰۰۶ء میں پولیس اصلاح کے لیے چھ نکاتی حکم ملک کی سبھی ریاستی حکومتوں کو دیا تھا۔ ان میں سے ایک حکم ہر صوبے میں ریاستی سیکورٹی کمیشن کے قیام کا بھی تھا جس کے ذریعہ صوبے میں بوقت ضرورت حالات کا اندازہ کر کے انتظام وقانون کو مضبوط بنانے کے طریقے تلاش کرنا تھا۔ اگر ریاستوں میں اس کمیشن کا قیام ہو گیا ہوتا تو شاید دہلی ایسے برے حالات کا شکار نہ ہوتی جس کے اثرات آج ڈیڑھ سال بعد بھی صاف نظر آ رہے ہیں، لیکن ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ابھی تک ملک میں پولیس اصلاحات کی سمت میں کوئی اطمینان بخش کوشش ہی نہیں کی گئی ہے جو بہرحال اپنے آپ میں ایک اہم سوال ہے۔ □□

جواھر القرآن

سورۂ لقمان-۳۱ | ترجمہ آیات: ۳۱-۳۲ | **حضرت شیخ الہندؒ**

○ تو نے نہ دیکھا کہ جہاز چلتے ہیں، سمندر میں اللہ کی نعمت لے کر تا کہ دکھلائے تم کو کچھ اپنی قدرتیں (ف۱) البتہ اس میں نشانیاں ہیں ہر ایک تحمل کرنے والے احسان ماننے والے کے واسطے (ف۲)

○ اور جب سر پر آئے ان کے موج جیسے بادل پکارنے لگیں اللہ کو خالص کر کر اسی کیلئے بندگی (ف۳) پھر جب بچا دیا ان کو جنگل کی طرف تو کوئی ہوتا ہے ان میں بیچ کی چال پر (ف۴) اور منکر وہی ہوتے ہیں ہماری قدرتوں سے جو قول کے جھوٹے ہیں حق نہ ماننے والے (ف۵)

فوائد: —————— **علامہ شبیر احمد عثمانیؒ**

ف۱ یعنی جہاز بھاری بھاری سامان اٹھا کر خدا کی قدرت ورحمت سے کس طرح سمندر کی موجوں کو چیرتا پھاڑتا ہوا چلا جاتا ہے۔

ف۲ یعنی اس بحری سفر کے احوال وحوادث میں غور کرنا انسان کے لیے صبر وشکر کے مواقع بہم پہنچاتا ہے۔ جب طوفان اٹھ رہے ہوں اور جہاز پانی کے تھپیڑوں میں گھرا ہو اس وقت بڑے صبر وتحمل کا کام ہے اور جب اللہ نے اس کشمکش موت وحیات سے صحیح وسالم نکال دیا تو ضروری ہے کہ اس کا احسان مانے۔

ف۳ اوپر دلائل وشواہد سے سمجھایا تھا کہ ایک اللہ ہی کا ماننا ٹھیک ہے اس کے خلاف سب باتیں جھوٹی ہیں۔ یہاں بتلایا کہ طوفانی موجوں میں گھر کر کٹر سے کٹر مشرک بھی بڑی عقیدت مندی اور اخلاص کے ساتھ اللہ کو پکارنے لگتا ہے۔ معلوم ہوا کہ انسانی ضمیر اور فطرت کی اصل آواز یہی ہے۔ باقی سب بناوٹ اور جھوٹے ڈھکوسلے ہیں۔

ف۴ یعنی جب خدا تعالیٰ طوفان سے نکال کر خشکی پر لے آیا تو تھوڑے نفوس ہیں جو اعتدال کی راہ پر قائم رہیں ورنہ اکثر تو دریا سے نکلتے ہی شرارتیں شروع کر دیتے ہیں۔ مترجمؒ نے **فمنھم مقتصد** کا ترجمہ کیا "تو کوئی ہوتا ہے ان میں بیچ کی چال پر" حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں یعنی جو حال خوف کے وقت تھا وہ تو کسی کا نہیں، مگر بالکل بھول بھی نہ جائے ایسے بھی کم ہیں، نہیں تو اکثر قدرت سے منکر ہوتے ہیں۔ اپنے بچ نکلنے کو تدبیر پر رکھتے ہیں یا کسی ارواح وغیرہ کی مدد پر۔

ف۵ یعنی ابھی تھوڑی دیر پہلے طوفان میں گھر کر جو قول وقرار اللہ سے کر رہے تھے سب جھوٹے نکلے۔ چند روز بھی اس کے انعام واحسان کا حق نہ مانا۔ اس قدر جلد قدرت کی نشانیوں سے منکر ہو گئے۔

انوارِ احادیث

● حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ایمان کی حلاوت اسی کو نصیب ہوگی جس میں تین باتیں پائی جائیں گی۔ ایک یہ کہ اللہ تعالیٰ اور ان کے رسول کی محبت اس کے دل میں سب سے زیادہ ہو۔ دوسرے یہ کہ جس شخص سے بھی محبت ہو صرف اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ہو۔ تیسرے یہ کہ ایمان کے بعد کفر کی طرف پلٹنے سے اس کو اتنی نفرت اور ایسی اذیت ہو جیسی کہ آگ میں ڈالے جانے سے ہوتی ہے۔ (بخاری)

جرائم، بدعنوانی اور بڑھتی ہوئی عدم رواداری کے زیر سایہ
اترپردیش کے اسمبلی انتخابات ۲۰۲۲ء
طے کریں گے یوگی جی کا مستقبل؟

صفحہ اوّل کا بقیہ

اترپردیش کا انتخابی میدان بی جے پی کے لیے توقع سے کہیں زیادہ آسان ہے۔ یہاں مقامی قیادت کی کوئی کمی نہیں ہے۔ مغربی بنگال میں پارٹی کوئی ایسا لیڈر تیار نہیں کرپائی جو ترنمول کانگریس کی 'دیدی' کو ٹکر دے سکے لیکن یوپی میں بی جے پی کے ہندوتوا کی سیاست کے پوسٹر بوائے یوگی نے خود سامنے آکر مورچہ سنبھال رکھا ہے۔ تبصرہ نگار یوگی کی حکمرانی کو زمین سے کٹا ہوا مانتے ہیں۔ الزام یہ بھی لگ رہے ہیں کہ یوگی انتظامیہ کسی مشکل سے باہر نکلنے کے لیے غیرقانونی طریقے استعمال کرنے سے بھی گریز نہیں کرتی۔ لیکن اترپردیش کے وزیر اعلیٰ کے مداح بھی کم نہیں ہیں۔

سیاسی تنقید نگار اور ماہر معاشیات نول کشور چودھری کہتے ہیں کہ یوگی نے بیشک خود کو اچھا منتظم ثابت کیا ہے، پہلے ان کے متعلق ان کی رائے اچھی نہیں تھی۔ میں بھی سوچتا تھا کہ وہ اترپردیش جیسی بڑی ریاست کو سنبھال نہیں پائیں گے لیکن ان کے کام کو دیکھتے ہوئے اب لگتا ہے کہ وہ موجودہ حالات میں پارٹی کے سب سے مضبوط لیڈر ہیں۔ ماضی میں اندرا گاندھی اور حال میں ممتا بنرجی کی طرح فیصلہ کن ہونا ہندستانی سیاست کو پسند ہے۔ مجھے لگتا ہے کہ یوگی میں بھی وہ عنصر موجود ہے۔

چار سال پہلے لوگوں کو یوگی سے اتنی امیدیں نہیں تھیں۔ ۲۰۱۷ء میں اسمبلی انتخابات کے دوران پارٹی نے کسی کو بھی وزارتِ علیا کا دعویدار بنانے سے پرہیز کیا تھا۔ انتخابات میں ۴۰۳ سیٹوں میں سے ۳۱۲ سیٹیں جیتنے کے بعد ہی پارٹی نے گورکھپور کے ممبر پارلیمنٹ اور گورکھپور سٹی کے یوگی آدتیہ ناتھ کو ایک بہتر منتظم کا خواب پورا کرنے کی ذمہ داری سونپنے کا فیصلہ کیا۔ یہ سوچ سمجھ کر کھیلا گیا ایک سٹہ تھا جس پر سیاسی حلقوں میں ابتدا میں کافی اندیشہ تھا۔ یوگی اس وقت تک گورکھپور سے مسلسل پانچ مرتبہ ممبر پارلیمنٹ رہ چکے تھے لیکن ان کی کوئی انتظامی صلاحیت سامنے نہیں تھی۔ ان کی پہچان صرف بی جے پی کے ہندوتوا بریگیڈ کے ایک شدت پسند لیڈر کے روپ میں تھی۔ آج ان کی وہ شبیہ تو برقرار ہے ہی ان کے حامی یہ بھی دعوا کررہے ہیں کہ انھوں نے اترپردیش کی ترقی میں تیزی لاکر ایک باصلاحیت منتظم کی پہچان بھی بنائی ہے۔ انھوں نے لائن سے ہٹ کر "ایک ضلع ایک پیداوار" جیسی اسکیمیں شروع کیں جو کامیاب ثابت ہوئیں۔ مگر چونکہ یوگی جی جرم اور بدعنوانی، عدم رواداری کی پالیسی، انفرااسٹرکچر میں ترقی کا موضوع، کسانوں، نوجوانوں اور خواتین کی حالت میں اصلاح جیسے اہم موضوعات پر بڑی حد تک ناکام ہی رہے ہیں اس لیے اترپردیش کے عوام کا ایک بڑا حصہ آج بھی ان کی کامیابی کے تعلق سے تذبذب کا شکار ہے۔

سیاسی طور سے غیر متوقع لیکن اہمیت سے پر اترپردیش میں ذات برادری آج بھی کافی اہمیت رکھتی ہے۔ نہ تو بی جے پی اور نہ ہی یوگی آنے والے دنوں میں آرام سے بیٹھ سکتے ہیں۔ یہ صحیح ہے کہ اترپردیش میں گزشتہ سات سالوں سے مسلسل بی جے پی کا دبدبہ ہے۔ اور ۲۰۱۹ء کے لوک سبھا انتخابات میں پارٹی کو بڑی کامیابی ملی ہے۔ پارٹی نے ۲۰۱۷ء میں سولہ سال بعد صوبہ میں اقتدار میں واپسی کی۔ ایک کے بعد ایک انتخابات میں پارٹی اپنے اہم مخالفین سماجوادی پارٹی، بہوجن سماج پارٹی اور کانگریس کو حاشیہ پر لاتے ہوئے مضبوط ہوتی چلی گئی لیکن کہتے ہیں کہ ہر انتخاب اپنے آپ میں منفرد ہوتا ہے اس لیے ۲۰۲۲ء کے اسمبلی انتخابات کو جو روٹین بھر کا انتخاب سمجھ رہے ہیں وہ بڑی سیاسی غلطی کررہے ہیں۔

حال ہی میں مغربی بنگال میں بی جے پی کو ہار کا سامنا کرنا پڑا۔ اترپردیش پنچایت انتخابات میں بھی اجودھیا، متھرا اور گورکھپور جیسے روایتی طور سے مضبوط علاقوں تک میں پارٹی کے امیدوار شکست کھا گئے۔ مرکزی حکومت کے تین زرعی قانونوں کے باعث مغربی اترپردیش انتخابات میں جاٹوں نے بی جے پی کی حمایت کی تھی لیکن نئے زرعی قوانین کے باعث اب وہ پارٹی کے خلاف ہوگئے ہیں۔ مسلمان بھی عام طور پر بی جے پی کے مخالف سمجھے جاتے ہیں اس لیے یوگی کو ان تمام ذاتوں اور طبقوں کے ووٹوں کو بکھرنے سے روکنا ہوگا جو گزشتہ انتخابات میں ان کے ساتھ تھے۔ انھیں ایک ایسا سوشل انجینئرنگ فارمولہ تیار کرنا ہوگا جس سے غیر جاٹو، دلت اور غیر یادو نیز پسماندہ طبقات کا ووٹ انھیں مل سکے۔ اس کے علاوہ برہمن اور ٹھاکر ووٹوں کو بھی ٹوٹنے سے روکنا ہوگا۔

بکھرے ہوئے حزب مخالف کو دیکھتے ہوئے یوگی فی الحال چین کی سانس لے سکتے ہیں۔ ریاست کے ۱۹ فیصد مسلمان رائے دہندگان اگر بی جے پی کے خلاف متحد ہوئے اور ان کے ووٹ منتشر نہ ہوئے تو بہرحال بی جے پی کے لیے مشکل کھڑی ہوسکتی ہے۔ فی الحال تو کورونا کی دوسری لہر کا انجام ہی یوگی کا سب سے بڑا مخالف رہا ہے۔ اس نے ریاست کے ہزاروں لوگوں کو اپنا شکار بنا لیا ہے جس کے لیے یوگی حکومت کو ہی ذمہ دار قرار دیا جارہا ہے۔ ان تمام حالات کے پیش نظر آج اسمبلی انتخابات سے قبل یہ سوال اُٹھنے لگا ہے کہ کیا کووڈ متاثرین اب بھی بی جے پی کو ووٹ دیں گے۔ کیا یوگی کی قیادت میں بی جے پی ایک بار پھر کامیابی حاصل کرلے گی؟ ۲۰۱۴ء میں لوک سبھا انتخابات میں بی جے پی کو صوبے کی ۸۰ میں سے ۷۱ نشستیں ملی تھیں لیکن ۲۰۱۹ء میں جب ایس پی اور بی ایس پی نے اتحاد کرکے انتخاب لڑا تھا تو بی جے پی کی سیٹوں کی تعداد گھٹ کر ۶۲ رہ گئی تھی لیکن انتخابی نتائج ہمیشہ حیرت زدہ کرنے والے ہوتے ہیں۔ ۲۰۱۷ء کے اسمبلی انتخابات میں اکھلیش یادو نے کانگریس کے ساتھ اتحاد کیا تھا، پھر بھی وہ بی جے پی کو بڑی جیت درج کرانے سے روک نہیں پائے تھے۔

ایسا لگتا ہے کہ ۲۰۲۲ء کا اسمبلی انتخابات اپوزیشن پارٹیاں انفرادی طور پر لڑیں گی اور سب کے نشانے پر یوگی حکومت ہوگی جس پر کووِ۱۹ وبا کے دوران بدانتظامی کا الزام ہے لیکن یوگی بے فکر ہیں۔ وہ کہتے ہیں "بی جے پی سرکار اپنی کارکردگی کے سہارے ریاست میں دوبارہ اقتدار میں واپسی کرے گی۔ پارٹی یہاں بار بار کامیابی حاصل کرے گی، صرف بی جے پی یہاں رہے گی۔"

یوگی کہتے ہیں کہ بی جے پی ان کی موجودہ کارگزاریوں پر نہیں بلکہ پانچ دس پندرہ سال کے خاکے پر کام کررہی ہے۔ ان کا یہ بھروسہ ان کی حکومت کے وقت شروع اسکیموں کی وجہ سے ہے۔

ان کا دعویٰ ہے کہ ان کے اقتدار کے پہلے چار سالوں میں اترپردیش کی معیشت ۱۰،۹۰ لاکھ کروڑ سے بڑھ کر ۲۱،۷۳ لاکھ کروڑ کی ہوگئی ہے اور یہ ملک میں دوسرے نمبر پر ہے۔ صوبہ نے ۲،۲۵ لاکھ کروڑ کی پرکشش سرمایہ کاری کی تجاویز پیش کی ہیں اور بزنس فہرست میں بارہ پائیدان اور چڑھ کر ملک میں دوسرے نمبر پر آگیا ہے۔ ایکسپریس وے کا نیٹ ورک، نئے ایئرپورٹ، دیہی علاقوں میں میڈیکل کالج، گریٹر نوئیڈا میں میگا فلم سٹی پروجیکٹ یوگی اپنے رپورٹ کارڈ کی بہت سی حصولیابیاں گنواتے ہیں جبکہ اپوزیشن ان کے دعوے مسترد کرتا ہے۔ ریاستی کانگریس کے صدر اجے کمار للو کہتے ہیں کہ یوگی سرکار ہورڈنگ کے ذریعے وہ حصولیابیاں بتا رہی ہے جو اس نے کبھی حاصل ہی نہیں کی۔ سرمایہ کاری کے دعوے سراسر جھوٹے ہیں۔ کسان پریشان ہے اور اس حکومت کے دورِ اقتدار میں کم سے کم ۸۵۰ کسان خودکشی کرچکے ہیں۔ بیروزگاری کی شرح دوگنی ہوگئی ہے۔ متوسط اور چھوٹے کاروباری مشکل میں ہیں اور یہی حقیقت ہے۔

ریاست سے سابق وزیر اور سماجوادی پارٹی کے قومی سکریٹری راجندر چودھری بھی ان باتوں سے متفق ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ یہ پہلی سرکار ہے جو سابقہ سرکاروں کی اسکیموں کو نیا نام دے کر بے شرمی سے انھیں اپنا بتا رہی ہے۔ بین المذاہب شادیوں کو روکنے کے لیے قانون بنا کر اس حکومت نے سماجی تانے بانے کو کمزور کیا ہے اور دستور کی روح کو نظر انداز کیا ہے۔ نفرت کے ایجنڈے کو آگے بڑھانے کے علاوہ یوگی حکومت نے اور کچھ نہیں کیا ہے۔

تنقیدوں کے باوجود یوگی اپنے فیصلوں پر قائم ہیں۔ اگرچہ وہ کتنے ہی متنازعہ رہے ہوں۔ اینٹی رومیو اسکواڈ، گئو رکشا مہم، غیرقانونی مذبح خانے بند کرانا، بین المذاہب شادیاں کرنے پر پابندی اور مافیاؤں کی ناجائز جائیداد کی ضبطی، ان سب فیصلوں سے لوگوں کی بھنویں تنی ہیں۔ حزب اختلاف نے ان پر خواتین کے تحفظ کے لیے مناسب قدم نہ اُٹھانے کا الزام بھی عائد کیا ہے۔ قتل کرنے کے لیے پولیس کو قانونی حق دینے پر سوال بھی اُٹھائے ہیں لیکن یوگی اپنے فیصلہ پر قائم ہیں۔ وہ کہتے ہیں میرا ہر فیصلہ ریاست کے مفاد میں ہے۔

ان کو سب سے بڑا چیلنج کووڈ۱۹ وبا کی دوسری لہر کے دوران پیش آیا۔ اچانک وائرس کے بڑھتے معاملے صحت سسٹم پر بھاری پڑنے لگے۔ معاملہ اس وقت مزید پیچیدہ ہوگیا جب میڈیکل آکسیجن اور زندگی بچانے والی ادویہ کی کمی ہونے لگی اور لوگ مرنے لگے اور سابق وزیراعلیٰ اکھلیش یادو نے حکومت کی قیادت میں تبدیلی کا مطالبہ کرڈالا۔ انھوں نے ایک ٹویٹ میں کہا کہ گنگا میں تیرتی لاشیں صرف لاشیں نہیں، وہ کسی کے والد، کسی کی والدہ، کسی کے بھائی اور کسی کی بہنیں تھیں۔ جو ہوا وہ آپ کو اندر سے جھنجھوڑنے والا ہے۔ اس کی ذمہ داری طے ہونی چاہیے۔ بی ایس پی رہنما مایاوتی نے اترپردیش سرکار پر کووڈ-۱۹ سے ہونے والی اموات کی تعداد میں ہیرا پھیری کا الزام عائد کیا۔ انھوں نے ٹویٹ کیا کہ دیہی علاقوں میں کورونا تیزی سے پھیل رہا ہے اور بڑی تعداد میں لوگوں کی موت ہورہی ہے۔ لوگ کسی طرح اپنے اعزاء کی لاشوں کا انتم سنسکار کررہے ہیں۔ سرکار کو ایسے پریواروں کی مدد کرنی چاہیے۔ اپوزشن کو لگتا ہے کہ وزیراعلیٰ کے طور پر یوگی کے دن اب تھوڑے ہی بچے ہیں۔ راجندر چودھری کہتے ہیں کہ حال کے پنچایت انتخابات اشارہ کرتے ہیں کہ لوگ بی جے پی سے ناراض ہیں۔ کووڈ کے دوران ان کی حکومت کی ناکامیوں کا خمیازہ عام لوگوں کو بھگتنا پڑا ہے۔ اب ۲۰۲۲ء کے انتخابات میں وہ بی جے پی کے دعوؤں سے بیوقوف بننے والے نہیں ہیں۔

لیکن وزیراعلیٰ یوگی کا دعویٰ ہے کہ ان کی حکومت نے تھری ٹی (ٹیسٹ، ٹریس، ٹریٹ) فارمولے سے کووڈ کو جلد ہی قابو کرلیا۔ وہ کہتے ہیں: یہ سچ ہے کہ دوسری لہر کافی خطرناک تھی، اس کے لیے ہم تیار نہیں تھے، پھر بھی ہم نے حالات کو بے قابو ہونے نہیں دیا۔ ہماری پالیسی کو ماہرین نے بھی سراہا ہے۔ یوگی اس الزام کو بھی خارج کرتے ہیں کہ آکسیجن کی کمی ہے، کسی کی جان گئی ہے۔ دوسری لہر کے دوران گنگا کے کنارے بےشمار لاشیں پائی گئی تھیں۔ وزیراعلیٰ کے مطابق یہ صدیوں پرانی روایت ہے۔ کچھ دیہی لوگ اپنے عزیزوں کی لاشوں کو نہیں جلاتے بلکہ انھیں ندیوں میں بہا دیتے ہیں یا ندی کے کنارے دفن کردیتے ہیں۔ سچ ہے کہ یہ روایت ایکو سسٹم کے خلاف ہے۔

بہرحال اس بات سے انکار نہیں کیا جاسکتا کہ وبا کی دولہروں نے یوگی کے ترقیاتی ایجنڈے کو پٹری سے اُتار دیا ہے۔ مارچ ۲۰۲۰ء میں جب وبا کی ابتدا ہوئی اس وقت ریاست میں جانچ کی کوئی سہولت نہیں تھی۔ مریضوں کو دہلی کے صفدر جنگ اسپتال اور نمونوں کی جانچ کے لیے پونے میں واقع نیشنل انسٹی ٹیوٹ آف وائرولوجی میں بھیجنے کے علاوہ کوئی چارہ کار نہیں تھا۔ ملکی سطح پر لاک ڈاؤن کے وقت اپنے گھروں کو لوٹنے والے لاکھوں مزدور الگ ہی ایک چیلنج تھے۔ وزیراعلیٰ کو اپنے دورِ حکومت کا لمبا وقت تقریباً پندرہ مہینہ اس مشکل سے نمٹنے کے لیے صرف کرنا پڑا۔ سوال یہ ہے کہ کیا یہ سب باتیں انتخابات کے دوران کوئی معنی رکھیں گی؟

بعض سیاسی مبصرین کا کہنا ہے کہ لوگ ذاتی نقصان کے باعث اس وقت یوگی حکومت سے ناراض ہوسکتے ہیں، لیکن یہ نہیں کہہ سکتے کہ اگلے سال ہونے والے انتخابات تک وہ ناراض رہیں گے۔ وہ کہتے ہیں، وزیراعلیٰ ہر ضلع کا دورہ کررہے ہیں اور دیہی علاقوں میں خود لوگوں سے ملاقات کررہے ہیں۔ ایسے وقت جب لوگ ناراض ہیں، ان کا لوگوں سے اس طرح ملنا ۲۰۲۲ء میں کافی مؤثر ثابت ہوسکتا ہے۔ سماجی ماہرین کا بھی ماننا ہے کہ اترپردیش کا آنے والا انتخاب پوری طرح یوگی پر مرکوز ہوگا۔ وہ کہتے ہیں ۲۰۲۲ء میں انھیں کچھ چیلنجوں کا سامنا کرپڑسکتا ہے۔ کیونکہ کئی بار اپوزیشن کو حکومت کی غلطیوں کا فائدہ ملتا ہے، پھر بھی یوگی فیکٹر معنی تو رکھے گا۔ جو بھی ہو اگلے اسمبلی انتخابات دوسری باتوں کے علاوہ یوگی کی کارکردگی پر بھی عوامی فیصلہ ہوسکتا ہے۔ اس کا اثر ریاست سے باہر کی سیاست پر بھی پڑے گا اس لیے کہ ہندوتوا کے شدت پسند آج یوگی میں متبادل کا دیکھ رہے ہیں۔ اگر یوگی یوپی میں کامیاب ہوجاتے ہیں تو مرکز میں اگر مودی کی جانشینی کا سوال آتا ہے تو یوگی جی ہی اس کیلئے مضبوط دعویدار ہوں گے۔ ◻◻

> **سیاسی طور سے غیر متوقع لیکن اہمیت سے پر اترپردیش میں ذات برادری آج بھی کافی اہمیت رکھتی ہے۔ نہ تو بی جے پی اور نہ ہی یوگی آنے والے دنوں میں آرام سے بیٹھ سکتے ہیں۔ یہ صحیح ہے کہ اترپردیش میں گزشتہ سات سالوں سے مسلسل بی جے پی کا دبدبہ ہے اور ۲۰۱۹ء کے لوک سبھا انتخابات میں پارٹی کو بڑی کامیابی ملی ہے۔ پارٹی نے ۲۰۱۷ء میں سولہ سال بعد صوبہ میں اقتدار میں واپسی کی۔ ایک کے بعد ایک انتخابات میں پارٹی اپنے اہم مخالفین سماجوادی پارٹی، بھوجن سماج پارٹی اور کانگریس کو حاشیہ پر لاتے ہوئے مضبوط ہوتی چلی گئی لیکن کہتے ہیں کہ ہر انتخاب اپنے آپ میں منفرد ہوتا ہے اس لیے ۲۰۲۲ء کے اسمبلی انتخابات کو جو روٹین بھر کا انتخاب سمجھ رہے ہیں وہ بڑی سیاسی غلطی کررہے ہیں۔**

میزان — مولانا ندیم احمد انصاری

نفاق اور منافقت کا مرض بڑا مہلک ہے

نفاق ایک گھناؤنی خصلت اور مہلک باطنی مرض ہے۔ منافق گویا دو رخا ہوتا ہے، ظاہر میں کچھ اور اصل میں کچھ اور۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، رسول اللہؐ نے فرمایا: منافق کی مثال ایسی ہے جیسے ایک بکری دو ریوڑوں کے درمیان آ جائے، وہ کبھی تو ایک ریوڑ کی طرف جاتی ہے اور کبھی دوسرے ریوڑ کی طرف، وہ نہیں جانتی کہ کس ریوڑ کے ساتھ رہوں۔ (مسلم)

منافق کو دوہرا عذاب

نفاق رکھنے والا شخص مشرک اور کافر سے خطرناک ہوتا ہے، وہ نہ صرف مخلوق کو بلکہ خالق کو بھی دھوکا دینے کی کوشش کرتا ہے۔ قرآن مجید میں فرمایا گیا: کچھ لوگ وہ ہیں جو کہتے ہیں کہ ہم اللہ پر اور آخرت کے دن پر ایمان لے آئے، حالاں کہ وہ حقیقت میں مومن نہیں ہیں۔ وہ اللہ کو اور ان لوگوں کو جو واقعی ایمان لا چکے ہیں، دھوکا دیتے ہیں اور حقیقت میں وہ اپنے سوا کسی اور کو دھوکا نہیں دے رہے، لیکن انھیں اس بات کا احساس نہیں ہے۔ ان کے دلوں میں روگ ہے، چناں چہ اللہ نے اُن کے روگ میں اور اضافہ کر دیا ہے، اور ان کے لیے دردناک سزا تیار ہے، کیوں کہ وہ جھوٹ بولا کرتے تھے۔ (البقرہ)

نفاق ایک باطنی مرض سہی، لیکن اللہ تعالیٰ تو دلوں کے بھید کو جاننے والے ہیں، اسی لیے ایک موقع پر اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب سے ارشاد فرمایا: اور آپ کے ارد گرد جو دیہاتی ہیں، ان میں بھی منافق لوگ موجود ہیں، اور مدینے کے باشندوں میں بھی۔ یہ لوگ منافقت میں اتنے ماہر ہو گئے ہیں کہ آپ انھیں نہیں جانتے، انھیں ہم جانتے ہیں۔ ان کو ہم دو مرتبہ سزا دیں گے، پھر ان کو ایک زبردست عذاب کی طرف دھکیل دیا جائے گا۔ (التوبہ)

عقیدے اور کردار کا نفاق

ایک نفاق تو ایمان و عقیدے کا نفاق ہے، جو کفر کی بدترین قسم ہے، لیکن اس کے علاوہ کسی شخص کی سیرت کا منافقوں والی سیرت ہونا بھی نفاق ہے مگر وہ عقیدے کا نفاق نہیں بلکہ سیرت اور کردار کا نفاق ہے، اور ایک مسلمان کے لیے جس طرح یہ ضروری ہے کہ وہ کفر و شرک اور اعتقادی نفاق کی نجاست سے بچے، اسی طرح یہ بھی ضروری ہے کہ منافقانہ سیرت اور منافقانہ اعمال و اخلاق کی گندگی سے بھی اپنے کو محفوظ رکھے۔ (معارف الحدیث)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ان کو اپنے نفس کے متعلق ہمیشہ نفاق کا خطرہ لگا رہتا تھا۔ امام اوزاعی فرماتے ہیں کہ ان کو یہ خطرہ نفاقِ اصغر سے تھا۔ صحیح بخاری میں ابن ابی ملیکہ سے روایت

> **ایک نفاق تو ایمان و عقیدے کا نفاق ہے، جو کفر کی بدترین قسم ہے، لیکن اس کے علاوہ کسی شخص کی سیرت کا منافقوں والی سیرت ہونا بھی نفاق ہے مگر وہ عقیدے کا نفاق نہیں بلکہ سیرت اور کردار کا نفاق ہے۔**

ہے کہ تیس صحابہ سے میری ملاقات ہوئی، سب کو اپنے نفس پر نفاق کا خطرہ لگا رہتا تھا، ان میں کوئی یہ نہ کہتا تھا کہ ہمارا ایمان حضرت جبرئیل و میکائیل کے ایمانوں کی طرح خطرۂ نفاق سے مامون ہے۔ امام احمدؒ سے پوچھا گیا: جس شخص کو اپنے متعلق نفاق کا خطرہ بھی نہ گزرتا ہو، اس کے متعلق آپ کا کیا ارشاد ہے؟ انھوں نے تعجب سے فرمایا: ایسا کون مومن ہو سکتا ہے، جس کو اپنے متعلق یہ خطرہ بھی نہ آتا ہو۔ (ماخوذ از ترجمان السنہ)

ڈرنے کی ضرورت

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہؐ نے ارشاد فرمایا: مجھے اپنی امت پر سب سے زیادہ خوف اس منافق کا ہے جس کا علم زبان کی حد تک ہو۔ (کنز العمال) ایک روایت میں ہے: مجھے تمہارے اوپر تین چیزوں کا خوف ہے اور وہ ہو کر رہیں گی: (۱) عالم کے پھسل جانے کا (۲) قرآن کے ساتھ منافق کے جدال کا (۳) دنیا کا جس کے خزانے تمہارے اوپر کھول دیے جائیں گے۔ (کنز العمال) حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ آج کل کے منافقین ان سے زیادہ برے ہیں جو حضرت نبی کریمؐ کے زمانے میں تھے، وہ لوگ اس زمانے میں اپنے بداعمال پوشیدہ رکھتے تھے اور یہ لوگ آج علی الاعلان کر رہے ہیں۔ (بخاری)

مومن اور منافق میں فرق

ابو یحییٰ سے مروی ہے کہ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا گیا: منافق کون ہے؟ آپ نے فرمایا: منافق وہ ہے جو اسلام کی باتیں تو کرے، مگر اس پر عمل پیرا نہ ہو۔ (کنز العمال)

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: مومن کی نیت اس کے عمل سے اور منافق کا عمل اس کی نیت سے بہتر ہوتا، ہر ایک اپنی نیت کے مطابق عمل کرتا ہے۔ مومن جب کوئی عمل کرتا ہے تو اس کے قلب میں ایک نور پیدا ہو جاتا ہے۔ منافق عمل تو مجبوراً کرتا ہے، لیکن اس کی نیت میں بگاڑ ہوتا ہے۔ (کنز العمال) حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: مومن کا رونا اس کے دل سے ہوتا ہے اور منافق کا رونا دماغ کی عیاری سے ہوتا ہے۔ (کنز العمال) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: مومن کا کام سخیوں والا ہوتا ہے، وہ اپنے بھائی پر وسعت و فراخی کرتا ہے، اور منافق کنارہ کش رہنے والا ہوتا ہے، جو اپنے بھائی پر سختی کرتا ہے۔ مومن سلام سے ابتدا کرتا ہے اور منافق منتظر رہتا ہے کہ دوسرا خود مجھے سلام کرے۔ (کنز العمال) حضرت کعب رضی اللہ عنہ (باقی صـ۱۴ پر)

گوشہ روزگار

تجارت میں کامیابی کا تسلسل کیسے حاصل کریں؟

ایک تاجر کے لیے مناسب ہے کہ ہفتہ میں یک آدھ دن تجارتی سرگرمیوں سے الگ رہ کر گھر پر اپنے بیوی بچوں کے ساتھ گزارے۔ یہ چھٹی جہاں آپ کی تجارتی پریشانیاں کم کرنے کا باعث بنے گی، وہاں آپ کی سوچ کو مثبت رُخ پر بحال کرنے میں مددگار ثابت ہوگی۔ اس ایک آدھی چھٹی کی وجہ سے آپ کی کاروباری سرگرمیوں پر بھی کوئی منفی اثر نہیں پڑے گا کیونکہ اگر آپ باقی دنوں میں ٹھیک طرح سے کام کر رہے ہیں تو اس ایک دن کی اس سے تلافی ہو جائے گی۔ اگر تلافی نہ بھی ہو تو کم از کم اس چھٹی کی وجہ سے آپ کی پریشانیاں کم ہوں گی۔ آپ ریفریش اور تازہ دم ہوں گے۔ یوں آپ باقی ہفتہ بھرپور طریقے سے کام کرنے کے قابل ہوں گے، نیز چھٹی پر رہ کر آپ کو کئی نئی جہتوں سے مارکیٹ کے معاملات پر غور کرنے کا موقع ملے گا۔

اگر کبھی شکوک و شبہات اور وساوس و خیالات کا اتنا ہجوم ہو جائے جس سے آپ کی تجارتی سرگرمیاں یا حساب و کتاب متاثر ہونے لگیں اور آپ کو بالکل سمجھ نہ آئے کہ مجھے کیا کرنا ہے؟ یا رات کو بستر پر جائیں تو نیند نہ آئے۔ ایسی پریشان کن صورتِ حال سے چھٹکارا پانے کا واحد حل یہ ہے کہ آپ کچھ دنوں کے لیے گھر پر رہ کر آرام کریں تاکہ منتشر خیالات اور الجھی سوچ زائل ہو جائے اور آپ پھر سے تازہ دم ہو کر ایک نئے ولولے اور جذبے سے کام کے قابل ہو جائیں۔

ایک تاجر کے لیے ضروری ہے کہ وہ اصول پسند ہو اور دوسروں سے جلد متاثر ہونے والا نہ ہو۔ ایسا نہ ہو کہ وہ آس پاس کے ماحول سے متاثر ہو کر ہر دوسرے دن فیصلے بدلتا رہے۔ مارکیٹ میں روزانہ کی بنیاد پر اس طرح بہت سی چیزیں رونما ہوتی رہتی ہیں جس سے انسان متاثر ہو کر اپنی ایک رائے اور فیصلے پر قائم نہیں رہ پاتا اور وقتاً فوقتاً رائے بدلتا رہتا ہے۔ ایسا کرنا ایک کامیاب تجارت کے اصولوں کے منافی اور خسارے کا باعث ہے۔ لہٰذا تاجر کو وقتی حالات سے متاثر ہو کر اصول پسندی کے دامن کو نہیں چھوڑنا چاہیے۔ واضح رہے کہ اصول پسندی اور فیصلوں پر پختگی ہی سے ایک تاجر کامیابی اور ترقی سے ہمکنار ہو سکتا ہے۔ تاجر کے لیے جس طرح یہ بات ضروری ہے کہ وہ ایک تجارتی منصوبہ ایک لائحۂ عمل طے کرے۔ اسی طرح تاجر کے لیے یہ بھی لازم ہے کہ اس کی منصوبہ بندی نرخوں کے اتار چڑھاؤ کی بنیاد پر نہ ہو کیونکہ نرخوں کے اتار چڑھاؤ یا افواہوں کی بنیاد پر بنائے گئے منصوبے آپ کی تجارت کے لیے تباہ کن ثابت ہو سکتے ہیں، لہٰذا آپ اپنا کاروبار شروع کرنے اور مارکیٹنگ کی دنیا میں قدم رکھنے سے پہلے ہی ایک بنیادی منصوبہ بنائیں پھر اس منصوبے کو عملی جامہ پہنانے کے لیے مناسب وقت کا انتظار کریں۔

مسلسل کام کرتے رہنے سے طبیعت میں تھکاوٹ، سستی و کاہلی کا پیدا ہونا یقینی بات ہے جس کی وجہ سے انسان کو راحت و آرام کی ضرورت ہوتی ہے۔ ایک تاجر کو چاہیے کہ وہ کاروباری سرگرمیوں میں منہمک ہو کر اپنے راحت و آرام سے غافل نہ ہو۔ بالخصوص ہر بڑے سودے کے بعد کچھ دیر کے لیے آرام اور سکون حاصل کیجیے۔ اس سے آپ کو ذہنی اطمینان ملے گا۔ کام کرنے کا ایک نیا ولولہ اور جذبہ پیدا ہوگا۔ یوں آپ آئندہ ہفتے تک بحسن و خوبی اپنے فرائض انجام دینے کے قابل ہوں گے۔

کاروبار کے دوران دسیوں لوگ آپ کو مفت مشوروں سے نوازنے کی کوشش کریں گے۔ اگر آپ نے ان کے مشوروں پر عمل درآمد شروع کر دیا تو لحہ بہ لحہ رائے بدلنی پڑے گی۔ بسا اوقات تو ایسا ہوگا کہ کسی کی باتوں میں اگر آپ ایک کاروبار کو چھوڑ کر دوسرے کاروبار میں ہاتھ ڈال لیں گے مگر بعد میں کف افسوس ملتے رہ جائیں گے کہ کاش! اسی کاروبار کو جاری رکھتا تو آج میں اس کے ثمرات و نتائج سے لطف اندوز ہوتا۔ تاجر کو چاہیے کہ وہ اپنے آپ کو ایک وقت میں متعدد کاروباروں کے اندر نہ الجھائے کیونکہ بیک وقت کئی کاروبار کرنے کے لیے آپ کو متعدد مارکیٹوں کی معلومات اور ان تک رسائی کے لیے آپ کو جتن کرنے پڑیں گے جس کے نتیجے میں آپ کو سخت تھکاوٹ اور مشکلات کا سامنا کرنا پڑ سکتا ہے، لہٰذا آپ چادر دیکھ کر پاؤں پھیلایئے۔ اپنی حدودِ کار کو پہچانئے۔ انھی حدود میں رہ کر تجارت کو آگے بڑھاتے رہیے۔ امید ہے آپ کامیابی کے ان آزمودہ نکات سے ضرور مستفید ہوں گے۔ ❑❑

دریچے — م۔س۔ج۔

سوئس بینک میں ہندستانیوں کی رقم بڑھی

کورونا بحران میں جمع رقومات میں اضافہ پر کانگریس کا مودی حکومت سے جواب طلب

ملک میں امیری اور غریبی کا فرق کس قدر عروج پر ہے اس کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ کورونا بحران کے دوران ملک میں بھکمری مزید بڑھ گئی جبکہ ہندستان کے امراء کی سوئس (سوئٹزر لینڈ کے) بینکوں میں جمع رقومات میں اضافہ ہو گیا۔ ایک رپورٹ کے مطابق کورونا والے سال ۲۰۲۰ء میں سوئٹزر لینڈ کے مختلف بینکوں میں ہندستانی شہریوں اور فرموں کی جانب سے جمع رقومات میں زبردست اضافہ ہوا ہے۔ کورونا وبا کی شروعات والے سال ۲۰۲۰ء میں سوئٹزر لینڈ کے مختلف بینکوں میں ہندستانی شہریوں اور فرموں کی رقم بڑھ کر ۲۵۵/ارب سوئس فرینک (تقریباً ۲۰۷۰۰ کروڑ روپے) پہنچ گئی ہے جو گزشتہ تیرہ سالوں میں سب سے زیادہ ہے۔ سال ۲۰۱۹ء میں سوئس بینکوں میں ہندستانیوں کی جمع رقم ۶۶۲۵ کروڑ روپے تھی یعنی ایک سال میں ہی اس میں تین گنا سے زیادہ کا اضافہ ہو گیا ہے۔ پی ٹی آئی کے مطابق ان اعداد و شمار میں ان ہندستانی یا غیر مقیم ہندستانیوں کی جمع کی گئی رقم شامل نہیں ہے جو کسی تیسرے ملک کی تنظیم یا کمیٹی کی جانب سے جمع کرائی گئی ہے۔ یہ ضروری نہیں کہ یہ کالا دھن ہو، کیونکہ کالے دھن کی اطلاع سوئٹزر لینڈ کی حکومت علاحدہ سے فراہم کرتی ہے۔ خیال رہے کہ اس سے پہلے ہندستانیوں کی سال ۲۰۰۶ء میں سب سے زیادہ ۶ء۵/ارب فرینک کی رقم سوئس بینکوں میں جمع ہوئی تھی لیکن اس کے بعد سے اس میں ہر سال گراوٹ درج کی گئی ہے۔ سوئس بینکوں میں ہندستانیوں کی رقومات میں یہ اضافہ ایسے وقت میں ہوا ہے جب ہندستان غریبی اور بھکمری کے حالات سے نبرد آزما ہے۔ گزشتہ روز کانگریس کے صدر راہل گاندھی نے ایک رپورٹ مشترک کر کے کہا تھا کہ جو لوگ وبا کے دوران خط افلاس سے نیچے چلے گئے ہیں اور یومیہ دو امریکی ڈالر بھی نہیں کما پا رہے ہیں ان میں ہندستان کی حصہ داری سب سے زیادہ ہے۔ المناک بات یہ ہے کہ عالمی غریبی میں ہندستان کی حصہ داری ۵۷ء۳ فیصد ہے۔ ادھر عالمی بھکمری کے انڈیکس میں بھی ہندستان ۱۰۷ ممالک میں ۹۴ ویں مقام پر ہے۔ وبا اور بے روزگاری کی وجہ سے ملک کی حالت خستہ ہو چکی ہے اور تقریباً سولہ ریاستوں میں بچوں کا وزن معمول سے کافی کم ہے۔ کانگریس نے کہا ہے کہ وزیر اعظم نریندر مودی جس بینک میں جمع کالے دھن کو واپس لانے کے وعدے کے ساتھ سات سال قبل اقتدار میں آئے تھے انھی مودی حکومت کے دوران ۲۰۲۰ء میں ہندستانیوں نے سوئس بینک میں بیس ہزار کروڑ روپے جمع کرائے ہیں۔ کانگریس ترجمان گورو ولبھ نے پریس کانفرنس میں کہا کہ ہندستانیوں نے ۲۰۲۰ء میں جو رقم سوئس بینک میں جمع کرائی ہے وہ ۲۰۱۹ء کے مقابلے میں تقریباً ۴۰ فیصد زیادہ ہے جو گزشتہ تیرہ برسوں میں سب سے زیادہ ہے۔ انھوں نے کہا کہ ۲۰۲۰ء میں سوئس بینک میں کل جمع رقم سال ۲۰۱۹ء کے مقابلے میں ۲۸۶ فیصد ہو گئی ہے۔ اس طرح سے کل جمع رقم ۲۰۰۷ء کے بعد سب سے بلند سطح پر ہے۔ سوئس بینک نے جو ڈیٹا جاری کیا ہے اس میں جو انکشاف ہوا ہے اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ہندستانی شہریوں کے ذریعہ سوئس بینک میں جمع کی گئی رقم ۲۰۱۹ء کے مقابلے میں ۲۰۲۰ء میں ۳۹ فیصد زیادہ ہے۔ ترجمان نے کہا کہ سال ۲۰۱۴ء میں اقتدار میں آنے سے قبل بی جے پی نے دعویٰ کیا تھا کہ ملک کو کالی کمائی کرنے والے لوگوں کے ۵ء۱۷ لاکھ کروڑ روپے صرف سوئس بینکوں میں جمع ہیں۔ بی جے پی نے یہ کالا دھن واپس لانے اور ہر ہندستانی کے کھاتے میں پندرہ لاکھ روپے ڈالنے کی بات کہی تھی۔

بی جے پی کے 'اچھے دن' بھی غائب ہو گئے

سال ۲۰۱۴ء میں عوام کو لگا تھا کہ ملک بہت ہی برے دنوں سے گزر رہا ہے اور ملک کو ایسی قیادت کی ضرورت ہے جو ملک میں اچھے دن لے آئے۔ ذرائع ابلاغ نے معصوم عوام کے سامنے اس وقت کے گجرات کے وزیر اعلی نریندر مودی کی ایسی تصویر پیش کی کہ بس ان کو لگنے لگا کہ ملک کے اچھے دن اسی شخص کی قیادت میں آ سکتے ہیں اور انہوں نے آنکھیں اور عقل دونوں بند کر کے ان اچھے دنوں کا خواب دیکھنا شروع کر دیا۔ بی جے پی نے ان بیچارے عوام کو ایسے اچھے دنوں کا خواب دکھایا جس میں ان کو نظر آیا کہ ملک سے کالا دھن ختم ہو گیا ہے اور نتیجہ میں ان کے نجی کھاتوں میں پندرہ پندرہ لاکھ جمع ہو گئے ہیں، پٹرول کی بڑھتی قیمتوں کی وجہ سے انہوں نے اپنی گاڑی استعمال کرنی بند کر دی تھیں، وہ اب ان گاڑیوں کو محض ۳۴ روپے فی لیٹر پٹرول ڈلوا کر سڑکوں پر دوڑاتے پھر رہے ہیں، ڈالر کے مقابلہ روپے کی قیمت جو سابق وزیر اعظم منموہن سنگھ کی عمر کی طرح بڑھ رہی تھی وہ بھی نوجوانوں کی عمر سے مقابلہ کرنے لگی ہے، مہنگائی کا تو پوچھو ہی نہیں، ایسا لگ رہا ہے جیسے ہر چیز مفت مل رہی ہو۔ کافی دنوں تک تو عوام اس خواب میں اتنے مست رہے کہ انہوں نے آنکھ کھولی ہی نہیں، لیکن بیچارے کب تک آنکھیں بند کیے سوتے رہتے، جینے کے لئے آنکھ تو کھولنی ہی تھی، لیکن آنکھ کھلتے ہی خواب چکنا چور ہو گیا کچھ لوگوں نے ابھی بھی ان اچھے دنوں کے لالچ میں آنکھیں بند کر رکھی ہیں اور اس خواب کے حقیقت ہونے کا انتظار کر رہے ہیں۔

اب جب مہنگائی میں ۳۰ فیصد سے زیادہ کا اضافہ ہو چکا ہے، ڈالر کے مقابلہ روپے کی قیمت بڑھتی ہی جا رہی ہے، پٹرول اور ڈیزل کی قیمتیں عالمی منڈی میں وزیر اعظم کے 'نصیب' سے کم ہو گئی ہیں، لیکن عوام کے لئے یہ مستقل آسمان چھو رہی ہیں، یہ ضرور ہے کہ کالے دھن کے نام پر کی گئی نوٹ بندی نے عوام کے کاروبار تو ختم کر دیئے ہیں، لیکن کالا دھن ختم نہیں ہوا بلکہ 'سوئس' بینک میں ہندوستانیوں نے رقم خوب جمع کی ہے، جو ایک ریکارڈ بن گیا ہے، جب کالا دھن ختم نہیں ہوا تو پندرہ لاکھ بینک کھاتوں میں کیسے آتے۔ اوپر سے کورونا کی وبا نے حکومت کی کارکردگی پر اور سوال کھڑے کر دیئے ہیں۔ اسپتالوں میں بستر نہ ہونے کی وجہ سے مریض دھکے کھاتے رہے، آکسیجن کی قلت کی وجہ سے مریض تڑپ تڑپ کر دم توڑتا ہوا نظر آیا، شمشان گھاٹ پر جب جگہ نہیں ملی تو کیسے کیسے آخری رسومات ادا کیں، اس کا حال اس کو ہی معلوم ہے۔

قصہ مختصر عوام کے نہ کبھی اچھے دن آئے تھے اور اچھے دنوں کا وعدہ کرنے والوں نے پندرہ لاکھ کو شروع میں ہی 'جملہ' قرار دے دیا تھا۔ اس میں کوئی دو رائے نہیں، اچھے دن کے جملوں کی وجہ سے برسر اقتدار جماعت بی جے پی اور اس کے قائد کے دن بہت اچھے آئے۔ زیادہ تر ریاستوں میں انتخابی فائدہ ہوتا نظر آیا، عوام میں اپنے قائد کے لئے ایسا بھکتی والا رجحان پیدا ہوا کہ وہ اپنے قائد کی تنقید سننے کے لئے تیار نہیں تھے۔ بہر حال اب ایسا لگتا ہے کہ اس پارٹی اور اس کے قائد کے بھی (باقی صـ۱۴ پر)

ایل جے پی رام ولاس پاسوان کی امانت ہے جس کی حفاظت ہم سب کا فرض ہے

میرا قدم پارٹی کے مفاد میں ہے، میں اسے کہیں گروی رکھنے والا نہیں ہوں

پاسوان کے ایم پی بھائی پشوپتی کمار پارس کا ایک انٹرویو

سیاسی پارٹیوں میں لیڈروں کا آنا جانا لگا ہی رہتا ہے، لیکن لوک جن شکتی پارٹی (ایل جے پی) کا جو واقعہ ہے وہ اس وجہ سے اہم مانا جارہا ہے کہ اس میں ٹکراؤ چچا اور بھتیجے کے درمیان ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ رام ولاس پاسوان کے وقت بہار میں ایل جے پی ایک اہم فیکٹر ہوا کرتی تھی لیکن ان کے نہ رہنے سے پارٹی پر قبضہ کی جو لڑائی شروع ہوئی ہے اس میں پارٹی کا وجود داؤ پر لگ گیا ہے۔ رام ولاس پاسوان کے برادر خورد اور ایل جے پی کے ایک گروپ کے صدر پشوپتی کمار پارس سے بات کرکے جاننا چاہتے ہیں کہ چچا اور بھتیجا کے درمیان ٹکراؤ کی کیا وجہ ہے اور اب آئندہ کا کیا راستہ ہوگا۔ پیش ہیں گفتگو کے خاص حصے۔

س: چچا اور بھتیجے کے بیچ تقسیم کی وجہ سے کیا ایل جے پی اور پاسوان خاندان کی طاقت کمزور نہیں ہوگی؟

ج: یہ غلط فہمی دور کر لینی ضروری ہے کہ لوک جن شکتی پارٹی میں کوئی بٹوارہ ہوا ہے۔ اصلیت یہ ہے کہ پارٹی ختم ہونے سے بچی ہے۔ اگر پارٹی ختم ہو جاتی ہے تب وہ طاقتور ہوتی یا اب جب وہ متحد ہو کر مضبوط کھڑی ہے۔ ہم پارٹی کو ختم ہوتے دیکھنے کے لیے نہیں پیدا ہوئے ہیں، ہمیں پارٹی کو مضبوط بنانا ہے۔

س: آپ کو کیسے محسوس ہوا کہ پارٹی ختم ہونے والی ہے اور اب آپ کو کوئی حتمی فیصلہ لینا چاہیے؟

ج: این ڈی اے میں جانے کا فیصلہ رام ولاس پاسوان جی نے اپنی زندگی میں ہی لیا تھا۔ جب

پاسوان جی زندہ ہوتے تو ۲۰۲۰ء کا اسمبلی انتخاب بھی این ڈی اے کے ساتھ ہی لڑتے، تمام پارٹی کے لوگ ایسا ہی چاہتے تھے، لیکن ان کے نہ رہنے پر این ڈی اے سے الگ ہوکر انتخاب لڑا گیا جس کی وجہ سے پارٹی کو بڑی قیمت چکانی پڑی۔ ۱۳۵ میں سے ایک سو دس امیدواروں کی ضمانت ضبط ہوگئی۔ ہم کہیں کے نہیں رہے۔

تک وہ زندہ رہے پارٹی کو این ڈی اے میں ہی بنائے رکھا۔ این ڈی اے میں رہنے پر اگر این ڈی اے کو فائدہ ہوا تھا تو ہمیں بھی ہوا۔ ۲۰۱۹ء کے لوک سبھا نتیجہ دیکھئے، پارٹی کے تمام چھ امیدوار کامیاب ہوگئے۔ پاسوان جی زندہ ہوتے تو ۲۰۲۰ء کا اسمبلی انتخاب بھی این ڈی اے کے ساتھ ہی لڑتے، تمام پارٹی کے لوگ ایسا ہی چاہتے تھے، لیکن ان کے نہ رہنے پر این ڈی اے سے الگ ہوکر انتخاب لڑا گیا جس کی وجہ سے پارٹی کو بڑی قیمت چکانی پڑی۔ ۱۳۵ میں سے ایک سو دس امیدواروں کی ضمانت ضبط ہوگئی۔ ہم کہیں کے نہیں رہے۔ کارکنوں اور پارٹی لیڈروں کا حوصلہ ٹوٹ رہا تھا، وہ دوسری پارٹیوں کی طرف دیکھنے لگے تھے۔

س: یہ کہا جارہا ہے کہ جو صورتِ حال بنی اس کے پس پشت نتیش کمار کا رول تھا؟

ج: یہ غلط بات ہے۔ کسی کا کوئی رول نہیں ہے۔ سیاست میں کوئی کسی کے کہنے پر فیصلہ نہیں لیتا۔ میں ۱۹۷۷ء میں پہلی مرتبہ ممبر اسمبلی منتخب ہوا تھا، سیاست میں میں کوئی بچہ نہیں ہوں۔ میں نے جو قدم اُٹھایا وہ پارٹی کے مفاد میں اُٹھایا۔ اگر میں چپ چاپ خاموشی سے بیٹھا رہتا تو پارٹی کا وجود ختم ہو جاتا۔ ایک ختم ہوتی پارٹی میں کون رہنا چاہتا ہے۔ سب کو پارٹی میں یکجا رکھنے کے لیے میں نے فیصلہ کیا کہ پارٹی کو بچاؤں گا۔

س: چراغ کا کہنا ہے کہ والد کے نہ رہنے پر آپ ان کیلئے پتا سمان تھے، لیکن آپ نے انھیں دھوکہ دیا؟

ج: چراغ کیا کہتے ہیں میں ان کی بات کا جواب دینے کے لیے یہاں نہیں بیٹھا ہوں۔ مجھے چراغ کے کسی بات کا جواب دینا بھی نہیں ہے۔ میری جواب دہی صرف پارٹی کے تئیں ہے، کسی فرد واحد کے لیے نہیں۔ میرے لیے پارٹی ہی سب سے اوپر ہے۔ مجھے اب اسی کے بارے میں سوچنا ہے۔

س: اب جب آپ ایل جے پی کی قیادت کررہے ہیں تو آئندہ کا لائحہ عمل کیا ہے؟

ج: رام ولاس پاسوان جی نے جن خوابوں کے ساتھ ۲۰۰۰ء میں لوک جن شکتی پارٹی بنائی تھی ہمیں ان خوابوں کو ٹوٹنے نہیں دینا ہے۔ ان کا خواب تھا کہ دلتوں، پسماندوں، اقلیتوں اور پسماندہ طبقات کے غریبوں کو صف اوّل میں لانا ہے۔ اعلیٰ ادنیٰ کی تفریق مٹانے اور انھیں ان کا حق دلانے کے لیے ہی انھوں نے اپنی پارٹی قائم کی تھی۔ ہم ان کے خوابوں کی تکمیل کے لیے کام کرتے رہیں گے۔ بہار میں آنے والے وقت میں ایل جے پی نہ صرف مضبوط ہوگی بلکہ وہاں کی سیاست کی کنجی بھی اسی کے پاس ہوگی۔

س: پارٹی چلانا آسان نہیں ہوتا، رام ولاس پاسوان بھی اب نہیں ہیں، یہ کیسے ممکن ہوگا؟

ج: تنظیم کا کام کافی دنوں سے کررہا ہوں۔ رام ولاس پاسوان کی زندگی میں ہی پارٹی میرے ہاتھوں میں تھی۔ ایسا نہیں ہے کہ مجھے تنظیم چلانے کا کوئی تجربہ نہیں ہے۔ جہاں تک رام ولاس پاسوان جی کے ہمارے درمیان نہ رہنے کی بات ہے تو وہ صرف جسمانی طور پر ہمارے درمیان نہیں ہیں لیکن ان کی پالیسیاں اور اصول ہمیشہ زندہ رہیں

رام ولاس پاسوان کی زندگی میں ہی پارٹی میرے ہاتھوں میں تھی۔ ایسا نہیں ہے کہ مجھے تنظیم چلانے کا کوئی تجربہ نہیں ہے۔ جہاں تک رام ولاس پاسوان جی کے ہمارے درمیان نہ رہنے کی بات ہے تو وہ صرف جسمانی طور پر ہمارے درمیان نہیں ہیں لیکن ان کی پالیسیاں اور اصول ہمیشہ زندہ رہیں گے اور انھیں کیلئے لوک جن شکتی پارٹی کا کارواں آگے کی طرف بڑھتا رہے گا۔

گے اور انھیں کے لیے لوک جن شکتی پارٹی کا کارواں آگے کی طرف بڑھتا رہے گا۔

س: لیکن ایک پارٹی تو چراغ بھی چلا رہے ہوں گے؟

ج: میں کہہ چکا ہوں کہ چراغ سے متعلق کسی بات کا جواب نہیں دینا ہے۔ چراغ سے متعلق باتوں کا جواب چراغ سے لینا چاہیے۔ پاسوان جی سے وابستہ جو کارکن ہیں، لیڈر ہیں وہ سب ہمارے ساتھ ہیں۔

س: کہا جاتا ہے کہ آنے والے دنوں میں آپ جے ڈی یو میں شامل ہو سکتے ہیں؟

ج: یہ غلط پروپیگنڈہ ہے۔ کسی بھی پارٹی میں ہمارا انضمام ہونے والا نہیں ہے۔ ہمارے لیے یہ پارٹی سے زیادہ بڑے بھائی کی امانت ہے جسے میں کہیں گروی نہیں رکھ سکتا اور اسے پہلے سے کہیں زیادہ مضبوط بنایا ہے۔ ❑❑

اپنی غلطی چھپانے کیلئے مرکز ریاستوں پر الزام ڈال رہا ہے: ٹی ایس سنگھ دیو

س: مرکزی سرکار کی ویکسین پالیسی کے متعلق کیا کہیں گے؟

ج: وزیر اعظم کے اعلان کا خیر مقدم ہے۔ پالیسی ابتدا میں ہی صحیح تھی۔ حکومت نے تین مرحلوں میں تیس کروڑ لوگوں کو ویکسین لگانے کی بات کہی۔ پہلے ایک کروڑ صحت کارکنان، پھر دو کروڑ فرنٹ لائن ورکر، اس کے بعد ساٹھ سال سے زیادہ عمر والے ۲۶ کروڑ اور ۴۵ سے اوپر عمر کے ایک کروڑ ایسے لوگ جو کسی پرانی بیماری سے متاثر ہیں۔ ابتدائی اندازہ کے مطابق مئی کے نصف تک ان سب کو پہلی خوراک مل جاتی۔

س: تو خامی کہاں شروع ہوئی؟

ج: مرکز نے شروع میں ہی ویکسین کی پیداوار بڑھانے کے متعلق تیاری نہیں کی۔ اسے اکتوبر، نومبر میں ہی کمپنیوں سے پیداوار بڑھانے کے لیے کہنا چاہیے تھا۔ مرکز نے ۲ر جنوری کو دو کمپنیوں کے ٹیکے کو اجازت دی اور کہا کہ ۱۶ر جنوری سے ٹیکہ لگائے جائیں گے۔ اسے اس وقت بھی کمپنیوں سے پیداوار بڑھانے کے لیے کہنا چاہیے تھا جو اس نے نہیں کیا۔ اس وقت مرکزی حکومت نے سیرم انسٹی ٹیوٹ اور بھارت بایوٹک سے ہر مہینہ صرف سات کروڑ ویکسین لینے کی بات کہی تھی۔ مرکز کہنے لگا کہ ویکسین کی کوئی کمی نہیں ہے تو کچھ ریاستیں ۱۸ سال سے زیادہ عمر والوں کے لیے ویکسین کا مطالبہ کرنے لگیں۔ مرکز نے یہاں مزید غلطی کی۔ اسے معلوم تھا کہ ویکسین نہیں ہے پھر بھی ایک مئی سے اٹھارہ سال سے زیادہ عمر والوں کے لیے ویکسی نیشن کی اجازت دے دی، ساتھ ہی کہہ دیا کہ اس کی ذمہ داری صوبائی حکومتوں کی ہوگی۔

س: مرکزی سرکار کا کہنا ہے کہ ریاستوں کے مطالبوں پر ہی پالیسی بدلی ہے؟

ج: مرکزی حکومت اپنی غلطی چھپانے کے لیے ایسی بات بتا رہی ہے۔ ایک دو ریاستوں نے ہی یہ مطالبہ کیا تھا۔ ریاستیں ویکسین خریدنے کے لیے تیار تھیں لیکن ملتی تب تو۔ مرکز نے شروع میں کہا کہ اوپن پالیسی رہے گی، پھر ریاستوں سے مشورہ کیے بغیر ویکسین کی قیمتوں کا اعلان کردیا گیا۔

س: دسمبر تک سبھی بالغوں کو ویکسین لگ سکے گی؟

ج: مرکز دوسری لہر کے ختم ہو جانے کے بعد ایسی بات کہہ رہا ہے۔ اس کا کہنا ہے کہ اگست تک فی ماہ بیس کروڑ اور اس کے بعد تیس کروڑ ڈوز تیار کرنے کی صلاحیت حاصل ہو جائے گی۔ تب یومیہ ایک کروڑ ویکسین لگائی جاسکے گی، پھر بھی دو سو دس کروڑ ڈوز لگانے میں سات مہینے لگیں گے۔

س: چھتیس گڑھ میں ویکسین کی کتنی قلت ہے؟

ج: ۱۸ سے ۴۴ سال تک کے لوگوں کو روزانہ کچھ ہزار ویکسین لگ رہی ہے، اسے اچھی حکمت عملی نہیں کہہ سکتے کیونکہ اتنے بڑے عملہ کو کچھ ہزار ویکسین کے نام پر بیکار رہنا پڑ رہا ہے۔

س: دوسری ڈوز کے لیے ویکسین ہے؟

ج: ۴۵ سال سے زیادہ عمر والوں کے لیے تو کافی ویکسین ہے لیکن ابھی انھیں دوسری ڈوز لگانے کا وقت نہیں آیا ہے۔ ہم اس زائد ویکسین کو ۴۵ سال سے کم والوں کو لگانا چاہتے تھے جن کے لیے ویکسین نہیں ہے۔ ہم نے مرکز سے کہا تھا کہ اس کے پیسے دینے کے لیے تیار ہیں لیکن مرکزی سرکار اس پر راضی نہیں ہوئی۔ ❑❑

ہوا کے دوش پر

ڈائناسور کے ۱۱۰ ملین سال قدیم قدموں کے نشانات دریافت

ایک نئی رپورٹ کے مطابق ماہرین نے برطانیہ میں ڈائناسور کے زمین پر چلنے کے ۱۱۰ ملین سال قدیم قدموں کے نشان دریافت کیے ہیں۔ معدوم ہو جانے والے عظیم الجثہ جاندار ڈائناسور کے قدموں کے یہ نشان کینٹ میں واقع فوکس اسٹون کے ساحل کے قریب واقع علاقے اور چٹانوں میں دریافت کیے ہیں جہاں طوفانی صورت حال اور ساحل کے قریب پانی نے چٹان کو متاثر کیا اور مسلسل نئے فوسلز کو سامنے لائے۔ ڈائناسور کے قدموں کے نشان پر مبنی یہ دریافت ڈسنگز میوزیم اینڈ آرٹ گیلری کے کیوریٹر اور یونیورسٹی آف پورٹس ماؤتھ کے ایک سائنس داں نے کی۔ یہ برطانیہ میں ڈائناسور کی موجودگی کے حوالے سے آخری ریکارڈ ہے۔ پروفیسر آف پالائیو پائیولوجی ڈیوڈ مارٹل کا کہنا ہے کہ فوکس اسٹون میں ڈائناسور کے قدموں کے نشان ملنے کا یہ پہلا موقع ہے اور یہ غیر معمولی دریافت ہے۔

فلپائن میں ٹیکس نہ دینے والوں کی ۳۴ لگژری گاڑیوں کو توڑ دیا گیا

فلپائن کے صدر کی ہدایت پر ٹیکس نہ دینے والے دولت مندوں کی بارہ لاکھ ڈالر مالیت کی ۳۴ لگژری گاڑیوں کو بلڈوزر سے ٹکڑے ٹکڑے کردیا گیا۔ عالمی خبر رساں ادارے کے مطابق فلپائن میں ٹیکس نہ دینے والے دولت مندوں سے پریشان صدر روڈریگو دوتیرتے نے محکمہ کسٹم کو بارہ لاکھ ڈالر مالیت کی ۳۴ لگژری گاڑیوں کو نیلام کرنے کے بجائے تباہ کرنے کا حکم دے دیا۔ فلپائنی صدر روڈریگو دوتیرتے کے حکم پر محکمہ کسٹم نے اسمگل شدہ ۳۴ لیکسس، بی ایم ڈبلیو، مسیڈیز، آڈی، جیگوار اور کارویٹ برانڈز والی لگژری کاروں کو بلڈوزر کی مدد سے ناکارہ بنادیا اور اس عمل کی صدر نے خود نگرانی کی۔ یہ کاریں ۲۰۱۸ء سے ۲۰۲۰ء کے درمیان مختلف ممالک سے اسمگل کی گئی تھیں جن میں نیو برانڈ رملک لارین ۶۲۰ آر بی شامل ہے۔ فلپائن میں رواں برس اسمگل شدہ کاروں کو تباہ کرنے کا یہ دوسرا واقعہ ہے۔

گٹھیا کے مریض بوڑھی پینگوئن کو خاص جوتے پہنادیئے گئے

بوڑھا ہونا بھی کئی مسائل اپنے ساتھ لاتا ہے اور جانور بھی اس سے محفوظ نہیں۔ میسور کے ایک چڑیا گھر میں عمر رسیدہ پینگوئن کی ٹانگوں کو سکون پہنچانے کے لیے اسے خاص ڈیزائن شدہ جوتے پہنادیئے ہیں جو گٹھیا کا مریض بن چکا تھا۔ یہ سدرن راک ہاپر نسل سے تعلق رکھتا ہے اور اپنی طبعی عمر سے زائد عرصے سے زندہ رہا ہے کیونکہ ابھی اس کی عمر تیس برس سے بھی زائد ہے حالانکہ وہ قدرتی ماحول میں دس برس تک ہی زندہ رہتے ہیں۔ سینٹ لوئی چڑیا گھر میں اسے ۲۰۱۶ء میں لایا گیا تھا، پھر چند سال قبل دھیرے دھیرے اس کے پیروں میں گٹھیا کی تکلیف پیدا ہوئی جو ہر سال بڑھ رہی تھی۔ پینگوئن کی بیماریوں کے ماہرین نے دیکھا کہ اس کے پیروں کے تلووں میں کھال موٹی اور بڑی ہو رہی ہے جو اس مرض کی اہم علامت ہے۔ اس پر کئی مرہم اور دوائیں نکالی گئیں لیکن خاص فائدہ نہیں ہوا۔ اس کے بعد چڑیا گھر کے ڈاکٹر جانسن نے اسے خاص جوتے پہنانے کی تجویز پیش کی کیونکہ اس سے قبل وہ ایک بیمار ہنس کو جوتے پہنا چکے تھے۔

میزورم میں والدین کیلئے نقد انعام کا اعلان

میزورم میں ایک وزیر کی جانب سے زیادہ بچوں والے والدین کے لیے ایک لاکھ روپے نقد انعام کا اعلان کیا گیا ہے۔ بھارتی میڈیا کے مطابق یوں تو کئی ریاستیں آبادی میں کمی کے لیے خصوصی مہم چلا رہی ہیں تاہم ایک ریاست ایسی بھی ہے جہاں معاملہ اس کے برعکس ہے اور زیادہ بچے پیدا کرنے والے والدین کے لیے انعامات کا اعلان کیا گیا ہے۔ شمالی ریاست میزورم کے کھیل کے وزیر رابرٹ روماویا نے اپنے حلقے میں زیادہ بچوں والے والدین کے لیے ایک لاکھ بھارتی روپے، ٹرافی اور تعریفی سند دینے کا اعلان کیا ہے تاہم انھوں نے یہ نہیں بتایا کہ کتنے بچے ہونے پر یہ انعام دیا جائے گا۔ اس موقع پر رابرٹ روماویا نے مزید کہا کہ زیادہ بچوں والے والدین کو انعام سرکاری خزانے سے نہیں دیا جائے گا بلکہ ان کے بیٹے کی ایک تعمیراتی کنسلٹنسی فرم انعامات کے لیے رقم فراہم کرے گی۔ وزیر کھیل نے اپنے موقف کی تائید میں کہا کہ ریاست میں بانجھ پن میں اضافے اور آبادی میں مسلسل کمی تشویشناک ہے جس سے مختلف قبائل اور برادریوں کی بقا خطرے میں پڑ گئی ہے جبکہ کئی شعبوں میں ترقی کے لیے ریاست کی آبادی میں اضافہ ناگزیر ہو گیا۔

ماضی کے جھروکے سے
تاریخ اسلام کا ایک ورق

تحریکِ آزادی اور فکری انقلاب کے داعی

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ ۲

تحریر: فاروق ارگلی

ہندوستان کو بجاطور پر فخر ہے کہ شاہ صاحب نے اپنی مشہور عالم کتاب حجۃ اللہ البالغہ، اس دور میں تصنیف فرمائی جب اقوام عالم ان تعمیری واصلاحی نظریات سے آگاہ نہیں تھیں۔ بلا شبہ یہ انقلابی نظریات اسلامی اور قرآنی تعلیمات کی روشنی میں اپنے عہد کی اس تاریخ ساز شخصیت نے مرتب کیے:

(۱) دولت کی اصل بنیاد محنت ہے، مزدور کا شتکار قوت کا سبہ ہیں، باہمی تعاون شہریت کی روح رواں ہے۔ جب تک کوئی شخص ملک اور قوم کے لیے کوئی کام نہ کرے ملک کی دولت میں اس کا کوئی حصہ نہیں۔

(۲) جوا، سٹہ اور عیاشی کے اڈے ختم کیے جائیں جن کی موجودگی میں تقسیم دولت کا صحیح نظام قائم نہیں ہوسکتا اور بجائے اس کے کہ قوم اور ملک کی دولت میں اضافہ ہو، وہ دولت بہت سی جیبوں سے نکل ایک طرف سمٹ آتی ہے۔

(۳) مزدور اور کاشتکار اور جو لوگ ملک اور قوم کے لیے دماغی کام کریں دولت کے اصل مستحق ہیں۔ ان کی ترقی اور خوشحالی ملک اور قوم کی خوشحالی ہے۔ جو نظام ان قوتوں کو دبائے وہ ملک کے لیے خطرہ ہے، اس کو ختم کیا جانا چاہیے۔

(۴) جو سماج محنت کی صحیح قیمت ادا نہ کرے، مزدروں اور کسانوں پر بھاری ٹیکس لگائے قوم کا دشمن ہے۔ اس کو ختم ہونا چاہیے۔

(۵) ضرورت مند مزدور کی رضا مندی قابل اعتبار نہیں، جب تک کہ اس کی محنت کی صحیح قیمت ادا نہ کی جائے جو امداد باہمی کے اصول پر لازم ہوتی ہے۔

(۶) جو پیداوار یا آمدنی تعاون باہمی کے اصول پر نہ ہو وہ خلاف قانون ہے۔

(۷) کام کے اوقات مقرر کیے جائیں، مزدروں کو اتنا وقت ضرور ملنا چاہیے کہ وہ اپنی روحانی واخلاقی اصلاح کرسکیں اور ان کے اندر مستقبل کے متعلق غور وفکر کی صلاحیت پیدا ہوسکے۔

(۸) تعاون باہمی کا سب سے بڑا ذریعہ تجارت ہے، لہٰذا اس کو تعاون کے اصول پر ہی جاری رہنا چاہیے۔ جس طرح تاجروں کے لیے جائز نہیں کہ وہ بلیک مارکیٹ یا غلط قسم کی مسابقت سے روح تعاون کو نقصان پہنچائیں، ایسے ہی حکومت کے لیے یہ درست نہیں کہ بھاری ٹیکس لگا کر تجارت کے فروغ وترقی میں رکاوٹ پیدا کرے یا رخنہ ڈالے۔

(۹) وہ کاروبار جو دولت کی گردش کو کسی خاص طبقہ میں منحصر کردے ملک کے لیے تباہ کن ہے۔

(۱۰) وہ شاہانہ نظام زندگی جس میں چند اشخاص یا چند خاندانوں کی عیش وعشرت کے سبب سے دولت کی صحیح تقسیم میں خلل واقع ہو، اس کا مستحق ہے کہ اس کو جلد از جلد ختم کرکے عوام کی مصیبت ختم کی جائے اور ان کی مساویانہ نظام زندگی کا موقع دیا جائے۔

(۱۱) زمین کا مالک حقیقی اللہ (اور ظاہری نظام کے لحاظ سے اسٹیٹ) ہے۔ باشندگان ملک کی حیثیت وہ ہے جو کسی مسافر خانہ میں ٹھہرنے والوں کی۔ ملکیت کا مطلب ہے کہ اس کے حق انتفاع میں دوسرے کی دخل اندازی قانوناً ممنوع ہو۔

(۱۲) تمام انسان برابر ہیں، کسی کو یہ حق نہیں کہ وہ اپنے آپ کو مالک ملک الناس، مالکِ قوم یا انسانوں کی گرونوں کا مالک تصور کرے، نہ کسی کے لیے جائز ہے کہ وہ کسی صاحب اقتدار کے لیے ایسے الفاظ استعمال کرے۔

(۱۳) اسٹیٹ کے سربراہ کی وہ حیثیت ہے جو کسی وقف کے متولی کی ہے، وقت کا متولی اگر ضرورت مند ہو تو اتنا وظیفہ لے سکتا ہے ملک کے عام باشندے کی طرح زندگی گزار سکے۔

(۱۴) روٹی کپڑا اور مکان اور ایسی استطاعت کہ نکاح کرسکے اور بچوں کی تعلیم وتربیت کرسکے، بلا لحاظ مذہب ونسل ہر انسان کا پیدائشی حق ہے۔

(۱۵) اسی طرح مذہب، رنگ ونسل کے کسی تفاوت

> **اپنے دور کے اس عہد ساز مدبر اعظم نے اچھی طرح سمجھ لیا تھا کہ شہنشاہیت کا زمانہ ختم ہوا اس وقت کے ہندوستان کی صورت حال ان کے سامنے تھی۔ انگریزوں کی چیرہ دستیاں بڑھ رہی تھیں، وطن کی آزادی خطرے میں تھی، آپ نے وقت کی اس نازک صورتِ حال میں اپنی اس ہمہ گیر تحریک کا آغاز کیا جو درحقیقت ہندوستان کی تحریک آزادی کی تاریخ کا پہلا قدم تھا۔ ان کے پیش نظر پورا ہندوستان تھا۔**

کے بغیر باشندگان ملک کے معاملات میں یکسانیت کے ساتھ عدل وانصاف، ان کے جان ومال کا تحفظ، ان کی عزت وناموس کی حفاظت، حق ملکیت میں آزادی، حقوق شہریت میں یکسانیت ہر باشندۂ ملک کا بنیادی حق ہے۔

(۱۶) اپنی زبان وتہذیب کو زندہ رکھنا ہر ایک فرقہ کا بنیادی حق ہے۔ بین الاقوامی نظام کے بارے میں عظیم انقلابی مفکر حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ نے رہنما اصول وضع فرمائے ہیں ”خودمختار علاقے بنائے جائیں، یہ خودمختار اکائیاں اپنے معاملات میں آزاد ہوں گی۔ ہر یونٹ میں اتنی طاقت ضرور ہونی چاہیے کہ اپنے جیسے یونٹ کے اقدام کا مقابلہ کرسکے۔ یہ تمام اکائیاں ایک ایسے بین الاقوامی نظام (بلاک) میں منسلک ہوں جو فوجی طاقت کے لحاظ سے اقتدار اعلیٰ کا مالک ہو، اس کو یہ حق نہیں ہوگا کہ کسی مخصوص مذہب یا مخصوص تہذیب کو کسی دیگر یونٹ پر لاد سکے البتہ اس کا یہ فرض ضرور ہوگا کہ کسی قوم کے یونٹ کو یہ موقع نہ دے کہ کسی دوسری قوم یا تہذیب پر حملہ کرسکے۔“

شاہ صاحب نے آج سے 3 صدی قبل ہندوستانی سیکولرزم یعنی احترام کل مذاہب کا انقلابی نظریہ پیش کیا تھا:

”دین اور سچائی کی بنیاد ایک ہے، اس کے پیش کرنے والے ایک سلسلہ کی کڑیاں ہیں، والیان صداقت ہر ملک اور قوم میں گزرے ہیں، ان سب کا احترام ضروری ہے۔ سچائی اور دین کے بنیادی اصول تمام فرقوں میں تقریباً تسلیم شدہ ہیں، مثلاً اپنے پروردگار کی عبادت، اس کے لیے نذرونیاز، صدقہ وخیرات اور روزہ وغیرہ، یہ سب کام اچھے ہیں، البتہ عملی صورتوں میں اختلاف ہے۔ ساری مہذب دنیا کے سماجی اصول اور ان کا منشا ومقصد ایک ہے مثلاً ہر ایک مذہب اور فرقہ جنسی انارکی کو ناپسند اور اخلاقی جرم قرار دیتا ہے۔ جسمانی تعلقات کے لیے مرد اور عورت میں ایک معاہدہ ہر فرقہ میں ضروری ہے البتہ اس کی صورتیں مختلف ہیں۔ ہر فرقہ اپنے مُردوں کو دنیا کی نظروں سے غائب کردینا ضروری سمجھتا ہے، اختلاف اس میں ہے کہ زمین میں دفن کرکے نظروں سے اوجھل کردیا جائے یا جلا کر۔“ (حجۃ اللہ البالغہ)

شاہؒ صاحب جہاد کو ایک مقدس فریضہ قرار دیتے ہیں، آپ نے جہاد کے معنی یہ بتائے ہیں کہ مقدس اصول کے لیے انسان اپنے اندر جذبۂ فدائیت پیدا کرے یہاں تک کہ وہ اپنی ہستی مقدس اصول کے لیے فنا کردے۔

اپنے دور کے اس عہد ساز مدبر اعظم نے اچھی طرح سمجھ لیا تھا کہ شہنشاہیت کا زمانہ ختم ہوا اس وقت کے ہندوستان کی صورت حال ان کے سامنے تھی۔ انگریزوں کی چیرہ دستیاں بڑھ رہی تھیں، وطن کی آزادی خطرے میں تھی، آپ نے وقت کی اس نازک صورتِ حال میں اپنی اس ہمہ گیر تحریک کا آغاز کیا جو درحقیقت ہندوستان کی تحریک آزادی کی تاریخ کا پہلا قدم تھا۔ ان کے پیش نظر پورا ہندوستان تھا۔ چونکہ مرکزی ہندوستان کی قیادت اس وقت مسلمانوں کے ہاتھوں میں تھی، اس لیے یہ قدرتی امر ہے کہ شاہ صاحب نے مسلمانوں سے خطاب کیا۔ لیکن شاہ صاحب کی دعوت کے اصول عام انسانیت کے اصول تھے۔ ان کا زور مذہب کی رسوم پر نہیں بلکہ مذہب کی روح پر تھا، ان کی ظاہری شکل پر نہیں بلکہ قانون کی جان یعنی عدل وانصاف پر تھا۔ مرہٹوں جاٹوں سکھوں اور اس عہد کی چھوٹی چھوٹی تحریکیں اپنی اپنی جگہ پر ٹھیک ہوں گی لیکن ان میں سے کسی تحریک میں اتنی وسعت اور ہمہ گیری نہیں تھی کہ وہ ہندوستان کی مرکزیت اور وحدت کو بحال کرسکنے کی تدبیر سوچتی۔ شاہ صاحب اپنے مجوزہ نظام میں اکبر، جہانگیر، شاہجہاں اور اورنگ زیب کے زمانے کی مرکزیت اور سلطنت ہند کے اقتدار اعلیٰ کو بحال دیکھنا چاہتے تھے لیکن اس طرح سے کہ مطلق العنان بادشاہوں کے بجائے انصاف کی حکومت ہو۔“ (شاہ ولی اللہ اور ان کی سیاسی تحریک از مولانا محمد سرور) (جاری)

ریاستہائے متحدہ امریکہ کا نظام حکومت (۴)

دستور کی بنیاد مشہور سیاسی مفکر مانٹسکو (Montesque) کے نظریۂ تفریق اختیارات (Theory of Separation of Powers) پر ہے۔ اس کے ساتھ ہی ساتھ اس میں Checks and Balances کے نظریے کو بھی جگہ دی گئی ہے۔ اس کی ایک اہم خصوصیت یہ ہے کہ اس میں ایک آزاد عدلیہ (Judiciary) قائم کی گئی ہے جو انتظامیہ اور مقنّنہ یا مجلس قانون ساز (Legislature) کے اثر سے بالکل آزاد ہے اور ملک کی سب سے بڑی عدالت سپریم کورٹ (Supreme Court) کی تعبیر (Interprete) اور تشریح کرنے اور مقنّنہ کے پاس کیے ہوئے قانون کو خلاف دستور (Ultra Vires) قرار دینے کا حق بھی حاصل۔

لارڈ برائس (Bryce) کے نزدیک ریاستہائے متحدہ امریکہ کا دستور عام حالات کے مطابق اپنے کو بدلنے، اپنی سادگی، اختصار زبان کی غیر پیچیدگی اور ہر ضروری بات کی تفصیل کے لحاظ سے دوسرے تمام دستوروں سے افضل اور برتر ہے۔

وفاقی دستوروں کی طرح امریکن دستور تحریری دستور ہے۔ یہ ایک مختصر سی دستاویز ہے جو کل ۷ دفعات اور ۲۲ ترمیموں پر مشتمل ہے اور جس کے پڑھنے میں آدھ گھنٹہ بھی نہیں لگتا۔ پچھلے ۱۹۳ برسوں میں اس میں ۲۷ ترمیمیں کی گئی ہیں۔

گاھے گاھے باز خواں...... ہفت روزہ الجمعیۃ ۱۶ سال پہلے

(ماضی کے جھروکوں سے حال پر روشنی ڈالتے ہوئے مستقبل کا اشاریہ!)

ہفت روزہ **الجمعیۃ** نئی دہلی

۱۶؍تا۲۲؍ستمبر۲۰۰۵ء

دلت مسلم ریزرویشن کے موضوع پر بحث
فرقہ پرست بوکھلاہٹ کا شکار کیوں؟

> ۲۰۰۵ء میں بعض سیاسی پارٹیوں کی طرف سے دلت مسلم ریزرویشن پر بحث شروع کی گئی تھی جس پر فرقہ پرست بری طرح بوکھلا اُٹھے تھے، اس پر ہفت روزہ الجمعیۃ کے مدیر تحریر ایم ایس جامعی نے ایک اداریہ تحریر کیا تھا جو حسب ذیل ہے۔

کسی بھی جمہوری نظام میں سیاست کا بنیادی رول ہوتا ہے۔ اگر سیاست میں شفافیت ہو تو نہ صرف دستور کا نفاذ آسان ہوتا ہے بلکہ تمام ادارے بھی اپنے فرائض منصبی بخوبی ادا کرتے رہتے ہیں، سماج میں انصاف کی حکمرانی ہوتی ہے اور پورا ملک ترقی کی راہ پر گامزن ہوتا ہے۔ لیکن اگر سیاست پراگندہ ہوجائے تو پورے ملک میں عدم مساوات، ظلم وزیادتی، ناانصافی وحق تلفی، اور بدامنی وانتشار کا چلن عام ہوجاتا ہے۔ جب سیاست اخلاقی اقدار کو بالائے طاق رکھ دیتی ہے تو طرح طرح کے مسائل پیدا ہونے لگتے ہیں۔ اس وقت ملک میں کچھ ایسی ہی سیاست کا دور دورہ ہے۔ خواتین کے ریزرویشن کا معاملہ ہو یا غیر امداد یافتہ اقلیتی تعلیمی اداروں کی خودمختاری کا ذات برادری کا مسئلہ ہو یا سیاست میں مذہب کی آمیزش کا، ہر جگہ سیاسی کھیل شباب پر ہے اور اس کھیل میں تقریباً سبھی پارٹیاں شامل ہیں، ذات پات اور مذہب کے نام پر کی جانے والی سیاست کا کوئی اصول وضابطہ اور کوئی مستقل نظریہ نہیں ہوتا۔ سب کچھ ایسی سیاست کرنے والوں کے مفادات پر منحصر ہے۔ وقت وضرورت کے اعتبار سے اپنا موقف بدلنے، مقصد برآری کے لیے مناسب وغیر مناسب ہر طرح کے حربے استعمال کرنے اور ایک ہی واقعہ کی مختلف انداز سے توجیہ کرنے میں سیاستدانوں کو کوئی شرم محسوس نہیں ہوتی۔

اس وقت ہندوستان کی سیاست پر ذات پات اور مذہب مکمل طور پر حاوی ہے۔ ذات پات کے نام پر تو نہ جانے کتنی پارٹیاں وجود میں آ گئیں۔ لیکن پسماندہ ذاتیں طبقات، دلتوں، اچھوتوں اور اقلیتوں کا اس سے کوئی فائدہ نہیں ہوا۔ وہ جہاں کل تھے آج بھی وہیں ہیں اور اس طرح ان کے مسائل جوں کے توں برقرار ہیں۔ ہمارے سیاسی رہنما اگر کمزور طبقات کے مسائل کبھی اُٹھاتے بھی ہیں تو وہ محض اپنی سیاسی ضرورت کے حساب سے ہی اُٹھاتے ہیں۔

ابھی حال ہی میں بعض سیاسی رہنماؤں کی طرف سے ایک بار پھر دلت ریزرویشن کے تعلق سے ایک بحث چل پڑی ہے اور یہ بحث پارلیمنٹ تک پہنچ چکی ہے حالانکہ ہمیں بہت اچھی طرح معلوم ہے کہ جن لوگوں کی طرف سے آج یہ مسئلہ اُٹھایا گیا ہے وہ ذہنی فکری اور سیاسی طور پر ایک ایسی پارٹی سے وابستہ ہیں جس کا بنیادی اصول ہی مسلمانوں اور اقلیتوں کو مراعات سے محروم رکھ کر انھیں دوسرے درجہ کی شہریت قبول کرلینے پر مجبور کردینا ہے مگر چاہے اس کے پس پردہ کوئی انتخابی نظریہ ہو یا اپنی حلیف پارٹی سے آنے والے بہار اسمبلی انتخابات میں دوری بنالینے کا اشارہ، ہم بہرحال اسے اقلیتوں کے حق میں اُٹھنے والی ایک آواز ہی سمجھتے ہیں۔ این ڈی اے کی حلیف پارٹی جنتا دل یونائیٹڈ نے لوک سبھا میں بحث کے دوران دلت مسلمانوں اور عیسائیوں کو ریزرویشن دیئے جانے کے لیے مرکز سے بل لانے کا مطالبہ کیا ہے۔ جنتا دل یونائیٹڈ کے لیڈر نتیش کمار نے یہ دلیل دیتے ہوئے کہ مذہب بدلنے سے ذات نہیں بدل جاتی، مرکزی حکومت سے سوال کیا ہے کہ مسلمان اور عیسائی دلتوں کو ہندو دلتوں کی طرح ریزرویشن دینے کے فیصلے کو کب تک ٹالا جائے گا۔

انھوں نے مزید کہا کہ یہ بات انتہائی غیر منصفانہ ہے کہ ہندو، بودھ اور سکھ دلتوں کو تو ریزرویشن دیا گیا ہے لیکن مسلم عیسائی دلتوں کو اس سے محروم رکھا گیا ہے۔ نتیش کمار نے دیگر مذاہب کے دلتوں کی طرح مسلم وعیسائی دلتوں کو بھی ریزرویشن دینے کا مطالبہ کیا ہے۔ بی جے پی نے اپنی حلیف پارٹی کے اس مطالبہ کی سخت مخالفت کی ہے اور بی جے پی پارلیمانی پارٹی کے ترجمان وِجے کمار ملہوترا نے اسے ووٹوں کی سیاست قرار دیا ہے۔ اس سے بھی آگے بڑھ کر انھوں نے ایک بات اور کہی ہے جسے ان کی دروغ گوئی ہی کہا جائے گا کہ ملک میں مسلمانوں کی کل آبادی کم وبیش بارہ فیصد ہے جس میں سے نو فیصد مسلمان پہلے سے ہی پسماندہ طبقات کے زمرے میں ریزرویشن حاصل کررہے ہیں۔ انھوں نے کانگریس پر الزام عائد کیا کہ وہ باقی ماندہ تین فیصد مسلمانوں کو بھی ریزرویشن دے کر اسے صد فیصد کرنا چاہتی ہے۔ بی جے پی کی مسلم دشمنی تو کسی سے مخفی نہیں ہے، لیکن تعجب اس بات پر ہے کہ وِجے کمار ملہوترہ کی اس دروغ گوئی کا ایوان میں موجود کسی بھی پارٹی نے نوٹس نہیں لیا۔ وِجے کمار ملہوترہ نے جو کہا اگر سچ یہی ہے تو سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ آخر وہ مسلمان جو جنرل کٹگری میں آتے ہیں مسٹر ملہوترہ انھیں کس زمرے میں شامل کرتے ہیں۔ انھیں کس طرح کا ریزرویشن حاصل ہے۔ اس سے بھی دلچسپ بات یہ ہے کہ بودھ اور سکھ مذہب اختیار کرنے والے دلت کو تو ریزرویشن کی مراعات حاصل رہتی ہیں لیکن اسلام اور عیسائیت کو قبول کرنے پر وہ ان مراعات سے محروم کردیا جاتا ہے۔ مذہب کے نام پر مراعات سے محرومی بی جے پی کے نزدیک درست ہے لیکن جب یہی دلت یہ کہتا ہے کہ مذہب کی تبدیلی سے ذات نہیں بدل جاتی اس لیے اسے بھی ریزرویشن کے فوائد حاصل ہونے چاہئیں تو بی جے پی کو اس پر اعتراض ہوتا ہے اور اس مطالبہ میں اسے مذہب کی بو آنے لگتی ہے۔ بی جے پی کی اس دہری پالیسی پر توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ ذات پات اور برادری کے تعلق سے سچ تو یہ ہے کہ بذات خود نہ تو اس کی کوئی حقیقت ہے اور نہ ہی اس کی بنیاد پر کسی قسم کے امتیاز کی گنجائش ہے۔ معاشرے کے ہر طبقہ کو مساوی حقوق حاصل ہونے چاہئیں۔ حکومت کی یہ ذمہ داری ہے کہ اگر معاشرے کا کوئی طبقہ کسی بھی اعتبار سے کمزور ہے، خواہ اس کا تعلق کسی بھی مذہب سے ہو اس کی فلاح وبہبود کی کوشش کرے اور اس کی تعمیر وترقی کے مواقع فراہم کرے کہ انصاف کا یہی تقاضا ہے اور پورے ملک کی تعمیر وترقی کے لیے ضروری بھی ہے۔

یہاں ہم مسٹر وِجے کمار ملہوترہ سے پوچھنا چاہتے ہیں کہ دلت ہندوؤں، سکھوں اور بودھوں کو جو ریزرویشن دیا گیا ہے اس کی بنیاد کیا ہے۔ اگر بنیاد صرف پسماندگی ہے تو ریزرویشن عام ہونا چاہیے اسے کسی مخصوص مذہب یا چند مذاہب تک محدود نہیں رکھنا چاہیے جبکہ موجودہ ریزرویشن پالیسی کو دیکھتے ہوئے کوئی ادنیٰ عقل وشعور رکھنے والا شخص بھی یہ کہے بغیر نہیں رہ سکتا کہ اس ریزرویشن کی بنیاد صرف پسماندگی نہیں بلکہ مذہب بھی ہے اس لیے کہ اس پالیسی کے مطابق جب کوئی دلت (باقی صـ۱۴ پر)

عہد نبوی ؐ کا نظام تعلیم

ایک جائزہ

تحریر: عبدالعزیز، کلکتہ

رسول اللہ علیہ وسلم کے عہد میں نظام تعلیم اور علوم کی سرپرستی یہ بہت اہم موضوع ہے۔ مسلمانوں نے بعد کے زمانے میں جو علمی ترقیاں کیں اور جس کے باعث وہ ساری دنیا کے معلم بنے اور ساری دنیا کے لوگ عربی کتب کو پڑھ کر جدید ترین تحقیقات سے آگاہ ہوئے، اس کی اساس، ظاہر ہے عہد نبوی کی تیار کردہ بنیاد ہی ہوسکتی تھی۔

مواد بہت اہم ہے، اس کی ترتیب و تدوین کا کام بھی آسان نہیں اور مجھے دعویٰ نہیں کہ مجھے ان ساری چیزوں کا علم ہو چکا ہے۔ ایک چیز سے میں ہمیشہ متاثر ہوا ہوں اور یہ ایک نہایت ولولہ انگیز چیز ہے۔ نبی امی صلی اللہ علیہ وسلم کو سب سے پہلا جو خدائی حکم ملتا ہے وہ یہ کہ اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّکَ الَّذِیْ خَلَقَ، خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ، اِقْرَأْ وَ رَبُّکَ الْاَکْرَم، الَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَالَمْ یَعْلَم. (۹۶:-۵)

اس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پڑھنے کا حکم دیا جاتا ہے۔ پہلے جملے میں اللہ کی طرف سے ایک حکم آتا ہے اور پھر پڑھنے کی اہمیت بھی اس وحی میں بیان کردی جاتی ہے، یعنی یہ کہ قلم ہی وہ واسطہ ہے جو انسانی تہذیب و تمدن کا ضامن و محافظ ہے۔ اسی ذریعہ سے انسان وہ چیزیں سیکھتا ہے جو اسے معلوم نہیں ہوتیں۔ انسانی علوم اور دیگر مخلوقات خاص کر جانوروں کے علم میں سب سے نمایاں فرق یہی ہے کہ حیوانات کا علم محض جبلی ہوتا ہے، اسی لئے اس میں اضافہ نہیں ہوتا۔ اس کے برخلاف انسانی علم صرف جبلی ہی نہیں ہوتا بلکہ کسبی بھی ہے، اور اس میں روزانہ اضافہ بھی ہوتا رہتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ہم اپنے آباء واجداد کے تجربوں سے بھی فائدہ اٹھاتے ہیں اور اپنے ذاتی تجربوں سے بھی اپنے علم میں اضافہ کرتے رہتے ہیں اور یہ سارا علم اپنی آئندہ نسلوں کو منتقل کردیتے ہیں۔

پہلی ہی وحی میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پڑھنے کے بارے میں حکم دینا ایسی بات ہے جو ہمیں سوچنے پر مجبور کرتی ہے نبی امی کو کیوں پہلے ہی حکم میں اس کی طرف متوجہ کیا گیا اور اس کے بعد جو تیئس سالہ عرصہ گزرا، اس میں کچھ نہیں تو بیسیوں آیتیں ایسی ملتی ہیں جن میں علم کی تعریف اور علم کی اہمیت سمجھائی گئی ہے اور امیں عجیب و غریب چیزیں بھی نظر آتی ہیں، مثلاً ایک طرف یہ کہا جائے گا: وَمَا اُوْتِیْتُمْ مِنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِیْلًا (۸۵:۱۷) (اور تمہیں علم نہ دیا گیا ہے مگر تھوڑا)۔ دوسری طرف یہ بھی کہا گیا: 'قُلْ رَّبِّ زِدْنِیْ عِلْمًا' (۱۱۴:۲۰) (اور عرض کرو کہ اے میرے رب مجھے مزید علم عطا کر)، اسی طرح کی ایک ضرب المثل بھی مشہور ہے "اُطْلُبُوْا الْعِلْمَ مِنَ الْمَھْدِ اِلَی اللَّحْد" (گھوارے سے قبر تک یعنی پیدا ہونے سے موت آنے تک علم سیکھتے رہو)۔ ایک اور چیز ہے جس کی صحت کے متعلق ہمارا محدثین ٹیکنیکل نقطۂ نظر سے اعتراض کریں گے لیکن بہت حال وہ بھی اثر انگیز چیز ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ "علم سیکھو چاہے وہ چین ہی میں کیوں نہ ہو" عقلی اور تاریخی نقطۂ نظر سے مجھے اس پر اعتراض کی کوئی وجہ نظر نہیں آتی۔

بہر حال اس سلسلے میں پہلا سوال ہوگا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو چین کا علم کیسے ہوا؟ جبکہ عرب، ایشیا کے انتہائی مغرب میں ہے اور چین، ایشیا کے انتہائی مشرق میں ہے اور ان دونوں ممالک میں کسی طرح کا کوئی ربط یا تعلق نظر نہیں آتا۔ ان حالات میں رسول اللہ کو کیسے علم ہوا کہ چین میں علوم و فنون پائے جاتے ہیں؟ سوال معقول ہے لیکن اگر ہمارا مطالعہ ذرا وسیع ہو اور ہمیں اپنی علمی میراث سے ذرا زیادہ واقفیت ہو تو پھر یہ سوال باقی نہیں رہتا بلکہ خود بخود حل ہو جاتا ہے مثلاً مسعودی کی کتاب 'مروج الذہب' کے نام سے ہمارا ہر پڑھا لکھا شخص واقف ہے۔ وہ بیان کرتا ہے کہ اسلام سے پہلے چینی تاجر عمان تک آتے تھے؛ بلکہ عمان سے آگے ابلہ یعنی بصرہ تک بھی پہنچتے تھے اور یوں یہ بات طے ہو جاتی ہے کہ اس زمانے میں عربوں کیلئے چین اور چینی اجنبی نہیں تھے۔ اس سے بھی زیادہ قابل غور واقعہ ایک اور ہے کہ محمد بن حبیب البغدادی نے جو ابن قتیبہ کا بھی استاد ہے، اپنی کتاب المحبر میں لکھا ہے کہ ہر سال فلاں مہینے میں 'دبا' نامی مقام پر ایک میلہ لگتا تھا، جس میں شرکت کیلئے سمندر پار سے بھی لوگ آیا کرتے تھے، ان لوگوں میں ایرانی بھی ہوتے تھے، چینی بھی ہوتے تھے، ہندی اور سندھی بھی ہوتے تھے، مشرقی لوگ بھی ہوتے تھے، مغربی لوگ بھی ہوتے تھے وغیرہ وغیرہ۔ 'دبا' کی اہمیت کے سلسلے میں ایک چھوٹا سا واقعہ آپ کو یاد دلاؤں۔

جب عمان کا علاقہ اسلام قبول کرتا ہے تو عمان میں ایک گورنر ہوتا ہے، اس کے علاوہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک اور گورنر کا تقرر صرف بندرگاہ دبا کے امور کیلئے فرماتے ہیں۔ اس سے اس مقام کی اہمیت کا پتہ چلتا ہے۔ غالباً اس انٹرنیشنل میلے کی وجہ سے بہت سے مسائل پیدا ہوتے ہوں گے، تجارتی جھگڑے، کاروباری معاملات وغیرہ۔ اس لئے عہد نبویؐ میں خصوصی افسر کی ضرورت محسوس کی گئی۔ ان دو واقعات کے بعد مسند احمد بن حنبل پر نظر ڈالئے، جس کے بعد ہمیں کوئی شبہ نہیں رہتا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ان چینیوں سے ملاقات ہوئی تھی۔ میں ذکر کرچکا ہوں کہ مسعودی کے بیان کے مطابق چینی تاجر اپنے جہازوں میں سمندری راستے سے عمان کے علاقہ ابلہ یعنی بصرہ تک جاتے تھے۔ اس دوسری روایت میں آپ دیکھ چکے ہیں کہ دبا نامی بندرگاہ میں جو جزیرہ نمائے عرب کی دو سب سے بڑی بندرگاہوں میں سے ایک بندرگاہ تھی، ہر سال میلہ لگتا تھا، وہاں ہر سال چینی لوگ آتے تھے۔ ان دو چیزوں کو ذہن میں رکھ کر مسند احمد بن حنبل کو پڑھیں۔ اس میں لکھا ہے کہ قبیلہ عبدالقیس کے لوگ جو بحرین و عمان میں رہتے تھے، مدینہ آئے اور اسلام قبول کیا۔ ایک چھوٹی سی چیز پر آپ کی توجہ منعطف کراتا ہوں وہ یہ کہ اس میں بحرین کا جو لفظ آیا ہے، اس روایت میں اس سے مراد وہ جزیرہ نہیں ہے جسے آج کل 'بحرین' کہتے ہیں اور جو جزیرہ نمائے عرب میں خلیج فارس کے اندر واقع ہے۔ اس زمانے میں اس جزیرہ کا نام "اوال" تھا اور بحرین کا لفظ اس علاقے کو ظاہر کرتا تھا جسے آج کل ہم الاحساء اور القطیف کا نام دیتے ہیں۔

بہر حال اس میں لکھا ہے کہ بحرین کے لوگ جن کا نام قبیلہ عبدالقیس ہے، اسلام لانے کیلئے مدینہ آتے ہیں۔ اس روایت میں اس بات کی بھی تفصیل ملتی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں سے کچھ سوالات کئے۔ مثلاً فلاں شخص ابھی زندہ ہے؟ یا کیا فلاں سردار زندہ ہے؟ فلاں مقام کا کیا حال ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ان سوالات کو سن کو وہ لوگ حیرت سے پوچھتے ہیں، یارسول اللہ! آپ صلی اللہ علیہ وسلم تو ہم سے بھی زیادہ ہمارے ملک کے شہروں اور باشندوں سے واقف ہیں۔ یہ کیسے ہوا؟ ان لوگوں کے اس سوال کے جواب میں آپؐ نے فرمایا کہ "میرے پاؤں تمہارے ملک کو بہت عرصے تک روندتے رہے ہیں۔" دوسرے لفظوں میں وہاں بہت دنوں تک مقیم رہا ہوں۔ اس صراحت کے بعد ہمیں شبہ نہیں رہتا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم غالباً شادی کے بعد حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا مال تجارت لے کر نہ صرف شام جاتے ہیں، جس کی صراحتیں موجود ہیں بلکہ مشرق عرب کو بھی جاتے ہیں تاکہ دبا کے میلے میں شرکت کرسکیں اور کوئی تعجب نہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہیں پر چینی تاجروں کو بھی دیکھا ہو اور ممکن ہے ان سے کچھ گفتگو بھی کی ہو؛ کیونکہ اگر چینی وہاں آیا کرتے تھے تو انھیں کچھ ٹوٹی پھوٹی عربی آجانی چاہئے۔ اس کے علاوہ وہاں پر یقیناً ایسے مترجم ہوتے ہوں گے جو چینی اور عربی دونوں زبانیں جانتے ہوں۔

بہر حال اس کا امکان ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان چینیوں سے ملاقات کی اور میرا گمان ہے کہ ان کے ریشمی سامان پر خاص کر آپؐ کی توجہ ہوئی ہوگی، کیونکہ چین کا ریشم نہایت ہی مشہور چیز تھی، ممکن ہے کہ ان کی صنعت و حرفت کے متعلق آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت ہی اچھا تاثر لیا ہو اور ان سے پوچھا ہو کہ تمہارے ملک سے یہاں تک آنے میں کتنے دن لگتے ہیں اور مثلاً انھوں نے کہا ہو کہ چھ مہینے لگتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے ایک اندازہ قایم کرنے کیلئے یہ کافی تھا اور اس روشنی میں اب اس حدیث کو پڑھئے۔ "علم سیکھو چاہے چین ہی جانا پڑے" (جو تمہارے لئے دنیا کا بعید ترین ملک ہے) کیونکہ "علم کا سیکھنا ہر مسلمان کیلئے ضروری ہے۔" غرض ان ابتدائی چیزوں کے عرض کرنے کا منشا یہ تھا کہ قرآن مجید و حدیث شریف میں علم حاصل کرنے کی بڑی تاکید آئی ہے، کیونکہ یہ انسانوں کیلئے انتہائی مفید چیز ہے اور اسلام سے زیادہ فطری مذہب کون سا ہوسکتا ہے جو انسانوں کو ان کے فائدے کی چیز بتائے۔

یہ کہنا دشوار ہے کہ مکہ معظّمہ میں ہجرت سے قبل رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تعلیم کے متعلق کیا کام کیا؟ کوئی مدرسہ قائم کیا یا مدرس مامور کئے؟ اس کا پتہ چلنا آسان نہیں ہے۔ غالباً ایسا ہوا بھی نہیں بجز قرآن مجید کو مستند استاد سے پڑھنے کے، لیکن ایک چیز قابل ذکر ہے وہ یہ کہ ہمارے مورخین کے مطابق عربی زبان طویل عرصے تک صرف بولی جانے والی زبان رہی تھی، تحریری زبان نہیں تھی۔ لکھنے کا رواج مکہ معظّمہ میں حرب کے زمانے میں ہوا۔ یہ ابوسفیان کا باپ تھا؛ یعنی یہ دور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نوجوانی کا دور ہے۔ جو لوگ آپ سے معمر تر تھے، شہر مکہ میں ان کے زمانے میں پہلی مرتبہ عربی زبان کی تحریر و کتابت ہونے لگی۔ اس کی وجہ بھی یہ بیان کی گئی ہے کہ ایک شخص عراق کے علاقے حیرہ سے وہاں آیا کرتا تھا۔ اس نے مکہ معظّمہ میں حرب کی بیٹی سے شادی کی اور اظہار شکر گزاری کیلئے حرب کو یہ راز بتلایا کہ ایسی کام کی باتیں، جنھیں تم بھول جاتے ہو اور جنھیں یاد رکھنے کی ضرورت ہے، انھیں لکھ لیا کرو۔ یہ روایت ہمیں مختلف کتابوں میں ملتی ہے، مثلاً قدامہ بن جعفر کی کتاب 'الخراج' اور اس کے استاد بلاذری کی 'فتوح البلدان' وغیرہ میں۔ دوسرے الفاظ میں مکہ میں لکھنے پڑھنے کا رواج عہد نبویؐ سے کچھ ہی پہلے شروع ہوا تھا اور بلاذری کو تو اصرار ہے کہ عہد نبوی کے آغاز پر وہاں سترہ سے زیادہ آدمی لکھنا پڑھنا نہیں جانتے تھے۔ ممکن ہے یہ مبالغہ ہو یا کسی خاص عہد کا ذکر ہو اور بعد میں اس صورت حال میں ترقی ہوئی ہو اور زیادہ لوگ لکھنا پڑھنا جان گئے ہوں لیکن اس کی کوئی خاص اہمیت نہیں ہے۔ البتہ یہ امر ضرور قابل ذکر ہے کہ قبل از اسلام مکے میں عورتیں بھی لکھنا پڑھنا جانتی تھیں؛ چنانچہ شفاد بنت عبداللہ کو جو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی رشتہ دار تھیں لکھنا پڑھنا آتا تھا اور اسی واقفیت کے سبب سے بعد میں، جب وہ ہجرت کر کے مدینہ آئیں تو ابن حجر کے بیان کے مطابق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو مدینہ کے ایک بازار میں ایک عہدہ پر مامور کیا؛ چونکہ انھیں لکھنا پڑھنا آتا تھا اس لئے کوئی ایسا کام ہی ان کے سپرد کیا ہوگا جس کا تعلق لکھنے پڑھنے سے ہو۔ ایک امکان میرے ذہن میں آتا ہے کہ اس بازار میں عورتیں بھی سامانِ تجارت لاتی ہوگی، لہٰذا ان کی نگرانی، ان کی مدد اور ان کی ضرورتوں کو پورا کرنے کیلئے کسی عورت کو مامور کیا جاسکتا تھا۔ بہر حال لکھنے پڑھنے کا رواج عہد نبویؐ کے آغاز کے زمانے میں ایک بالکل نئی چیز تھی اور اس کا نتیجہ یہ تھا کہ اس نے ابھی زیادہ ترقی نہیں کی تھی۔ یہ کہا جاسکتا ہے کہ دنیائے عرب کی سب سے پہلی تحریر میں لائی ہوئی کتاب قرآن مجید ہے۔ اس سے پہلے کوئی کتاب نہیں لکھی گئی تھی۔ صرف چند ایک چیزیں مثلاً سبعہ معلقات، جن کو لکھ کر کہتے ہیں کہ بطور اعزاز واحترام کعبہ میں لٹکا دیا گیا تھا۔ اسی طرح بعض معاہدے بھی لکھے گئے ہوں گے۔ الفہرست میں ابن ندیم نے لکھا ہے کہ خلیفہ مامون کے خزانے میں ایک مخطوطہ یا ایک کاغذ کا پرچہ تھا جس میں ذرا بھدے خط کی کچھ عبارت تھی۔ لکھا ہے کہ عورتوں کے خط سے مشابہ تھا اور کہا ہے کہ وہ عبدالمطلب کا خط تھا وغیرہ۔ (استفادہ از: عہد نبویؐ میں نظام تعلیم) ◻◻

> **یہ کہنا دشوار ہے کہ مکہ معظمہ میں ہجرت سے قبل رسول اکرمؐ نے تعلیم کے متعلق کیا کام کیا؟ کوئی مدرسہ قائم کیا یا مدرس مامور کئے؟ اس کا پتہ چلنا آسان نہیں ہے۔ غالباً ایسا ہوا بھی نہیں بجز قرآن مجید کو مستند استاد سے پڑھنے کے، لیکن ایک چیز قابل ذکر ہے وہ یہ کہ ہمارے مورخین کے مطابق عربی زبان طویل عرصے تک صرف بولی جانے والی زبان رہی تھی، تحریری زبان نہیں تھی۔ لکھنے کا رواج مکہ معظمہ میں حرب کے زمانے میں ہوا۔ یہ ابو سفیان کا باپ تھا۔**

عالم اسلام

اوپیک پلس کا اجلاس غیر معینہ مدت تک ملتوی

تیل پیدا کرنے والے ممالک کی تنظیم اوپیک اور ان کے اتحادیوں کا تیل کی پیداوار میں اضافے کے حوالے سے اجلاس غیر معینہ مدت کے لیے ملتوی ہو گیا ہے۔ گذشتہ ہفتے اوپیک پلس کے ممبران تیل کی پیداوار میں اضافے کے حوالے سے معاہدے میں توسیع پر کسی اتفاق رائے تک پہنچنے میں کامیاب نہیں ہوسکے تھے۔ عرب نیوز کے مطابق روس اور سعودی عرب کے وزرائے توانائی سے مشاورت کے بعد اوپیک سیکرٹریٹ نے تمام ممبر ممالک کے وزرا کو پیر کے اجلاس کی منسوخی کے حوالے سے خط بھیجا ہے۔ خط میں کہا گیا ہے اجلاس کے لیے نئی تاریخ کا اعلان بعد میں کیا جائے گا۔ جمعے کو اوپیک پلس گروپ کے ممبران نے خام تیل کی پیداوار میں بیس لاکھ بیرل ڈالر یومیہ اضافے کے حوالے سے رائے دی۔ اجلاس میں تیل کی پیداوار میں کوٹی کے موجودہ معاہدے کو ۲۰۲۲ء کے آخر تک توسیع کی تجویز بھی دی گئی۔ متحدہ عرب امارات نے تیل کی پیداوار میں اضافے سے اتفاق کیا تاہم موجودہ معاہدے میں ۲۰۲۲ء تک توسیع کی مخالفت کی اور کہا کہ اسے اپنی پیداوار میں اضافے کی اجازت دی جائے۔

اس سال تمام عازمین اور اہلکار اسمارٹ حج کارڈ استعمال کریں گے

سعودی عرب میں مرکزی حج کمیٹی کا اجلاس پیر کو گورنر مکہ مکرمہ شہزادہ خالد الفیصل کی صدارت میں منعقد ہوا ہے۔ کمیٹی کے ارکان نے نئے حج موسم سے متعلق متعلقہ اداروں کی اسکیموں کا جائزہ لیا۔ اداروں کی تیاریاں زیر بحث آئیں جبکہ کورونا وبا کے ماحول میں عازمین حج کی صحت وسلامتی کے تحفظ کے لیے تمام انتظامات کا خاکہ سامنے لایا گیا۔ سبق ویب سائٹ کے مطابق گورنر مکہ مکرمہ شہزادہ خالد الفیصل نے اس موقع پر کہا کہ زائرین کی خدمت کے لیے ایک ٹیم کے طور پر سب کو کام کرنا ہوگا۔ انہوں نے کہا کہ اس سال حج موسم کے لیے ہر ادارہ اور اس کے اہلکار، زائرین کو بہترین خدمات فراہم کرنے کی ہر ممکن کوشش کریں۔ مرکزی حج کمیٹی کے ارکان نے مقدس شہر کے باہر شاہراہوں پر واقع چار استقبالیہ مراکز اور حجاج کو مسجد الحرام پہنچانے اور وہاں سے رہائش پر لانے کے لیے مقرر ٹرانسپورٹ سہولتوں کا بھی جائزہ لیا ہے۔ وزارت حج وعمرہ نے بتایا کہ اس سال ۱۲۰ ممالک کے ۶۰ ہزار افراد حج کریں گے، ان میں سعودی اور مقیم غیر ملکی دونوں شامل ہیں۔ وزارت حج وعمرہ نے بتایا کہ اس سال تمام عازمین اور حج اہلکار اسمارٹ حج کارڈ استعمال کریں گے، حاجیوں کے خیموں میں داخلے، ٹرانسپورٹ وسائل، ہوٹلوں اور راستہ بھول جانے والے حاجیوں کی رہنمائی جیسی تمام سہولتیں موجود ہیں۔

سعودی عرب ابھی ڈیلٹا وائرس سے محفوظ ہے

سعودی عرب میں کنگ سعود یونیورسٹی کے معاون پروفیسر ڈاکٹر ناصر توفیق نے کہا ہے کہ سعودی عرب اب تک ڈیلٹا وائرس سے محفوظ ہے۔ وائرس کو یہاں آنے سے روکنے کے لیے احتیاطی تدبیر کے طور پر چار ممالک سے مسافروں کی آمد پر پابندی بھی لگائی گئی ہے۔ الاخباریہ چینل سے گفتگو کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ عالمی ادارہ صحت کے اس بیان نے خدشات بڑھا دیے ہیں کہ ڈیلٹا وائرس پر ویکسین اثر انداز نہیں ہورہی ہے۔ انہوں نے کہا کہ موجودہ صورتحال میں ہمیں ہر ممکن حفاظتی تدبیر کرنا ہوگی۔

بیت المقدس تاریخ کے آئینے میں

تحریر: محمد فرقان

گذشتہ دنوں ماہ رمضان المبارک میں غزہ اور فلسطین میں اسرائیل کے انسانیت سوز مظالم کے بعد قبلۂ اول بیت المقدس اور فلسطین ایک مرتبہ پھر دنیا بھر کی نظروں کے سامنے آ گئے۔ بیت المقدس کی آزادی کے خواب سجائے ہوئے اہل فلسطین کی داستان تقریباً ایک صدی پر پھیلی ہوئی ہے۔ جس سے آج ہماری نئی نسل بالکل ناواقف ہے۔ اہل فلسطین کی کہانی روشنائی سے نہیں بلکہ انکے خون سے لکھی گئی ہے۔ فلسطین کے ہر چپہ چپہ پر قربانیوں کی ایسی لازوال داستانیں نقش ہیں جس سے وہاں کے باشندوں کی جرأت، ہمت، غیرت اور استقامت کا پتہ چلتا ہے۔ فلسطین کے معصوم بچے، مائیں، بہنیں، جوان اور بوڑھے سب ہی جس ظلم کی چکی میں پس رہے ہیں اس کے بارے میں اور دنیا بھر کے مسلمانوں کو بزبان حال یہی کہ سکتے ہیں:

تم شہرِاماں کے رہنے والے! درد ہمارا کیا جانو
ساحل کی ہوا تم موج صبا طوفان کا دھارا کیا جانو

اس میں کوئی شک نہیں کہ فلسطینی مسلمان اب تقریباً ایک صدی سے تکلیف اور آزمائش کی چکی میں پس رہے ہیں اور یہ دنیا کی وہ واحد قوم ہے جو خود اپنے ہی علاقے اور اپنے وطن میں مہاجروں کی سی زندگی گزارنے پر مجبور ہے لیکن یہ بھی سچ ہے کہ دنیا بھر کے مسلمانوں کے دل اہل فلسطین کے ساتھ دھڑکتے ہیں اور وہ کسی بھی صورت اسرائیل کا غاصبانہ قبضہ تسلیم کرنے کیلئے تیار نہیں ہیں۔ فلسطین کا غم امت مسلمہ کا مشترکہ غم ہے اور اہل فلسطین کا درد بھی سانجھا ہے۔ اور یہ بات روزِ روشن کی طرح عیاں ہے کہ بیت المقدس کا مسئلہ فقط اہل فلسطین کا مسئلہ نہیں بلکہ پوری ملت اسلامیہ کا مسئلہ ہے۔ لہٰذا ضرورت ہے کہ ہم اپنی نسلوں کو بیت المقدس اور فلسطین وغزہ کی مجاہدانہ تاریخ سے واقف کروائیں تا کہ ہماری نسلیں بیت المقدس کی حفاظت اور آزادی کیلئے ہمیشہ تیار رہیں۔ کسی شاعر نے کیا خوب کہا:

اقصیٰ کی زمین کو ہم سب مل کے چھڑائیں گے
تاریخ فلسطین ہم گھر گھر میں بتائیں گے

قارئین! القدس فلسطین کا شہر اور دارالحکومت ہے۔ یہ یہودیوں، مسیحیوں اور مسلمانوں تینوں کے نزدیک مقدس ہے۔ یہاں مسلمانوں کا قبلہ اول مسجد اقصیٰ اور گنبد الصخرہ واقع ہیں۔ مکہ مکرمہ سے بیت المقدس کا فاصلہ تقریباً ۱۳۰۰ کلومیٹر ہے۔ شہر ۳۱ درجے ۴۵ دقیقے عرض بلد شمالی اور ۳۵ درجے ۱۳ دقیقے طول بلد مشرقی پر واقع ہے۔ بیت اللحم اور الخلیل اس کے جنوب میں اور رام اللہ شمال میں واقع ہے۔ القدس کو یورپی زبانوں میں یروشلم کہتے ہیں۔ القدس پہاڑیوں پر آباد ہے اور انہی میں سے ایک پہاڑی کا نام 'کوہِ صیہون' ہے جس پر مسجد اقصیٰ اور گنبد الصخرہ واقع ہیں۔ مسجد اقصیٰ کے اطراف ۱۶۰۰ میٹر لمبی پتھر کی دیوار ہے، اس کے اندر نو دروازے ہیں، جو (۱) باب رحمت (۲) باب حطہ (۳) باب فیصل (۴) باب غوانمہ (۵) باب ناظر (۶) باب حدید (۷) باب قطانیین (۸) باب سلسلہ (۹) باب مغاربہ کے نام سے موسوم ہیں۔

مسجد اقصیٰ کی بنیاد مکہ مکرمہ کی بنیاد ڈالنے کے چالیس سال بعد حضرت سیدنا آدم علیہ السلام یا ان کی اولاد میں سے کسی نے ڈالی۔ پھر اس کی تعمیر حضرت سیدنا سام بن نوح علیہ السلام نے کی۔ عرصۂ دراز کے بعد حضرت سیدنا داؤد علیہ السلام نے بیت المقدس کی بنیاد اس مقام پر رکھی جہاں حضرتِ سیدنا موسیٰ علیہ السلام کا خیمہ نصب کیا گیا تھا۔ اس عمارت کے پورا ہونے سے قبل حضرت سیدنا داؤد علیہ السلام کی وفات کا وقت آ گیا تو آپ نے اپنے فرزندار جمند حضرت سیدنا سلیمان علیہ السلام کو اس کی تکمیل کی وصیّت فرمائی۔ چنانچہ حضرت سیدنا سلیمان علیہ السلام نے جنوں کی ایک جماعت کے ساتھ مسجد اقصیٰ کو تعمیر کیا۔

بیت المقدس مسلمانوں کا قبلۂ اول ہے، ہجرت کے بعد سولہ سے سترہ ماہ تک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بیت المقدس (مسجد اقصی) کی جانب رخ کر کے ہی نماز ادا کرتے تھے پھر تحویل قبلہ کا حکم آنے کے بعد مسلمانوں کا قبلہ خانہ کعبہ ہوگیا۔ مسلمانوں کے نزدیک مسجد حرام اور مسجد نبوی کے بعد تیسرا مقدس ترین مقام مسجد اقصیٰ ہے۔ مقامی مسلمان اسے المسجد الاقصیٰ یا حرم قدسی شریف کہتے ہیں۔ یہ مشرقی یروشلم میں واقع ہے جس پر اسرائیل کا قبضہ ہے۔ یہ یروشلم کی سب سے بڑی مسجد ہے جس میں پانچ ہزار نمازیوں کی گنجائش ہے، جبکہ مسجد کے صحن میں بھی ہزاروں افراد نماز ادا کر سکتے ہیں۔ نبی کریمؐ سفر معراج کے دوران مسجد حرام سے یہاں پہنچے تھے اور بیت المقدس میں تمام انبیاء کی نماز کی امامت کرنے کے بعد براق کے ذریعے سات آسمانوں کے سفر پر روانہ ہوئے۔ قرآن مجید کی سورہ الاسراء میں اللہ تعالیٰ نے اس مسجد کا ذکر ان الفاظ میں کیا ہے: ''پاک ہے وہ ذات جو اپنے بندے کو رات ہی رات میں مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ لے گئی جس کے آس پاس ہم نے برکت دے رکھی ہے اس لئے کہ ہم اسے اپنی قدرت کے بعض نمونے دکھائیں یقیناً اللہ تعالیٰ ہی خوب سننے والا اور دیکھنے والا ہے'' (سورہ الاسراء) احادیث کے مطابق دنیا میں صرف تین مسجدوں کی جانب سفر کرنا باعث برکت ہے جن میں مسجد حرام، مسجد نبوی اور مسجد اقصیٰ شامل ہیں۔ مسجد اقصیٰ روئے زمین پر بنائی گئی دوسری مسجد ہے۔ جہاں ایک نماز کا ثواب ڈھائے سو اور بعض روایتوں کے مطابق ۲۵ ہزار ملتا ہے۔

بیت المقدس انبیاء علیہم السلام کی سرزمین فلسطین میں واقع ہے، جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت ہوئی تو اس وقت اس پر سلطنت روم کے عیسائیوں کا قبضہ تھا اور سلطنت روم اس وقت بہت طاقتور تھا۔ لیکن اسی وقت نبی کریمؐ نے بیت المقدس کی آزادی کی خوشخبری سنائی اور اس کو قیامت کی نشانیوں میں سے قرار دیا۔ حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنے دور خلافت ۱۶ھ مطابق ۶۳۲ میں بیت المقدس کو یہود و نصاریٰ کے ہاتھوں سے آزاد کرایا تھا۔ اس دور میں بہت سے صحابہ نے تبلیغ اسلام اور اشاعت دین کی خاطر بیت المقدس میں اقامت اختیار کی۔ سن ۶۶ھ اور ۸۶ھ کے درمیان خلیفہ عبدالملک بن مروان نے مسجد اقصیٰ کی تعمیر شروع کرائی اور سن ۸۶ھ اور ۹۶ھ کے درمیان ان کے صاحبزادے خلیفہ ولید بن عبد الملک نے اس کی تعمیر مکمل کی اور اس کی تزئین و آرائش کی۔ عباسی خلیفہ ابوجعفر منصور نے بھی اس مسجد کی مرمت کرائی۔

بیت المقدس کی یہ مقدس سرزمین تقریباً عباسی دور تک مسلمانوں کے ماتحت رہی پھر جیسے جیسے ان میں آپسی اختلاف وانتشار، خانہ جنگی، سیاسی فتنوں اور باطنی تحریکوں کی وجہ سے عباسی حکومت کمزور پڑنے لگی تو گھات میں بیٹھے ہوئے صلیبیوں کو موقع مل گیا۔ اور ادھر فاطمی حکومت نے بھی اپنی حکومت کی مضبوطی اور استحکام اور شام سے سلجوقیوں کے خاتمے کیلئے ان صلیبیوں سے مدد طلب کی اور انہیں کئی طرح کی سہولتیں فراہم کر دیں اور بیت المقدس میں آنے جانے کی اجازت دے دی۔ بالآخر ان تمام باتوں کا فائدہ اٹھاتے ہوئے صلیبیوں نے بغاوت کردی اور اپنے فاطمی خلفاء کے ساتھ غداری اور دھوکہ کیا۔ اور القدس پر قبضہ کیلئے اپنی فوج کو تیار کرلیا اور پھر ۷۰ ہزار سے زائد مسلمانوں کو شہید کرتے ہوئے بالآخر ۴۹۲ مطابق ۱۰۹۹ء کو صلیبیوں نے بیت المقدس کو مسلمانوں سے چھین لیا۔ اور یروشلم پر اپنی مسیحی حکومت قائم کردی۔ پہلی صلیبی جنگ کے بعد جب عیسائیوں کا بیت المقدس پر قبضہ ہوگیا تو انہوں نے مسجد اقصیٰ میں بہت ردوبدل کیا۔ انہوں نے مسجد میں رہنے کے لیے کئی کمرے بنالیے اور اس کا نام معبد سلیمان رکھا، نیز متعدد دیگر عمارتوں کا اضافہ کیا جو بطور جائے ضرورت اور اناج کی کوٹھیوں کے استعمال ہوتی تھیں۔ انہوں نے مسجد کے اندر اور مسجد کے ساتھ ساتھ گرجا بھی بنالیا۔

پھر اس کے بعد سلطان صلاح الدین ایوبیؒ نے قبلۂ اول کی آزادی کے لئے تقریبا 16 / جنگیں لڑیں۔ اور بالآخر ۵۳۸ھ مطابق ۱۱۸۷ء میں سلطان صلاح الدین ایوبیؒ نے پیہم معرکہ آرائیوں کے بعد بیت المقدس کو صلیبیوں سے آزاد کروالیا۔ اور مسجد اقصیٰ کو عیسائیوں کے تمام نشانات سے پاک کیا اور محراب اور مسجد کو دوبارہ تعمیر کیا۔ اس طرح ۸۸ سال بعد بیت المقدس دوبارہ مسلمانوں کے بازیابی میں آ گیا اور ارض مقدسہ سے عیسائی حکومت کا صفایہ ہوگیا۔ اس طرح ارض مقدسہ پر تقریباً ۷۶۱ برس مسلسل مسلمانوں کی سلطنت رہی۔ پھر پہلی جنگ عظیم دسمبر ۱۹۱۷ء کے دوران میں انگریزوں نے بیت المقدس اور فلسطین پر قبضہ کر کے یہودیوں کو آباد ہونے کی عام اجازت دے دی۔ یہود و نصاریٰ کی سازش کے تحت نومبر ۱۹۴۷ء میں اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی نے دھاندلی سے کام لیتے ہوئے فلسطین عربوں اور یہودیوں میں تقسیم کر دیا۔ یہاں تک کہ ۱۴/ مئی ۱۹۴۸ء میں امریکہ، برطانیہ اور فرانس کی سازشوں سے ارض فلسطین کے خطہ میں صیہونی سلطنت قائم کی گئی اور جب ۱۹۴۸ء کو یہودیوں نے اسرائیل کے قیام کا اعلان کر دیا، تو پہلی عرب اسرائیل جنگ چھڑ گئی۔ اس جنگ کے نتیجے میں اسرائیلی، فلسطین کے ۷۸ فیصد رقبے پر قابض ہو گئے۔ تاہم مشرقی یروشلم (بیت المقدس) اور غرب اردن کے علاقے اردن کے قبضے میں آ گئے۔ پھر تیسری عرب اسرائیل جنگ جون ۱۹۶۷ء میں اسرائیلیوں نے بقیہ فلسطین اور بیت المقدس پر بھی تسلط جما لیا۔ اور اس طرح ۱۹۶۷ء سے بیت المقدس پر یہودیوں نے قبضہ کرلیا اور اب پوری طرح انکے قبضہ میں ہے۔

اسلام اور ملت اسلامیہ کے خلاف یہودیوں کی دشمنی تاریخ کا ایک مستقل باب ہے۔ یہودِ مدینہ نے عہد رسالت مآبؐ میں جو شورشیں اور سازشیں کیں ان سے تاریخ اسلام کا ہر طالبعلم آگاہ ہے۔ گزشتہ چودہ صدیوں سے یہود نے مسلمانوں کے خلاف بالخصوص اور دیگر انسانیت کے خلاف بالعموم معادانہ رویہ اپنا رکھا ہے۔ بیسویں صدی کے حادثات وسانحات میں سب سے بڑا سانحہ مسئلہ فلسطین ہے۔ یہود ونصاریٰ نے یہ مسئلہ پیدا کر کے گویا اسلام کے دل میں خنجر گھونپ رکھا ہے۔ ۱۹۴۸ء میں اسرائیل کے قیام کے بعد یورپ سے آئے ہوئے غاصب یہودیوں نے ہزاروں سال سے فلسطین میں آباد فلسطینیوں کو ان کی زمینوں اور جائدادوں سے بیدخل کر کے انہیں کیمپوں میں نہایت ابتر حالت میں زندگی بسر کرنے پر مجبور کردیا ہے۔ ۲۱/ اگست ۱۹۶۹ء کو ایک آسٹریلوی یہودی ڈینس مائیکل روحان نے قبلۂ اول کو آگ لگادی جس سے مسجد اقصیٰ تین گھنٹے تک آگ کی لپیٹ میں رہی اور جنوب مشرقی جانب عین قبلہ کی طرف کا بڑا حصہ گر پڑا۔ محراب میں موجود منبر بھی نذر آتش ہوگیا جسے سلطان صلاح الدین ایوبیؒ نے فتح بیت المقدس کے بعد نصب کیا تھا۔ دراصل یہودی اس مسجد کو ہیکل سلیمانی کی جگہ تعمیر کردہ عبادت گاہ سمجھتے ہیں اور اسے گرا کر دوبارہ ہیکل سلیمانی تعمیر کرنا چاہتے ہیں حالانکہ وہ کبھی بھی بذریعہ دلیل اس کو ثابت نہیں کر سکے کہ ہیکل سلیمانی یہیں تعمیر تھا۔ گزشتہ نصف صدی سے زائد عرصہ کے دوران اسرائیلی یہودیوں کی جارحانہ کاروائیوں اور جنگوں میں ہزاروں لاکھوں فلسطینی مسلمان شہید، زخمی یا بے گھر ہو چکے ہیں اور لاکھوں افراد مقبوضہ فلسطین کے اندر یا آس پاس کے ملکوں میں کیمپوں کے اندر قابل رحم حالت میں زندگی بسر کر رہے ہیں بلکہ غزہ تو مکمل ایک زندان بن چکی ہے۔ اور اقوام متحدہ اور اس کے کرتا دھرتا امریکہ اور یورپ کے ممالک یہودیوں کے سرپرست اور پشتیبان بنے ہوئے ہیں۔ افسوس کا مقام ہیکہ بعض نام نہاد مسلم ممالک اپنی ذاتی حقیر مفادات اور اپنی چندروزہ شان وشوکت اور عارضی کرسی کی بقا کی خاطر یا تو ان دشمنان اسلام کی حمایت کر رہی ہے یا خاموش تماشائی بنی ہوئی ہے۔ لیکن یہ یہود اور اس کے حواریں یاد رکھیں کہ شام جو زمانہ قدیم میں لبنان، فلسطین، اردن اور شام کی سرزمین پر مشتمل تھا، جہاں آج یہ یہود قابض ہیں، احادیث کے مطابق قرب قیامت میں وہاں اسلام کا غلبہ ہوگا اور ایمان اور اہل ایمان فتنوں کے اس دور میں زیادہ تر شام کے علاقوں میں ہی ہوں گے۔ فتنوں کے اس زمانے میں اہل اسلام کی مختلف علاقوں میں مختلف جماعتیں اور لشکر ہونگے اس دور میں آپؐ نے شام اور اہل شام کے لشکر کو اختیار کرنے کی ترغیب دلائی کیونکہ اس دور میں ان کی حفاظت کی ذمہ داری اللہ تعالیٰ (باقی صـ۱۴ پر)

اس میں کوئی شک نہیں کہ فلسطینی مسلمان اب تقریباً ایک صدی سے تکلیف اور آزمائش کی چکی میں پس رہے ہیں اور یہ دنیا کی وہ واحد قوم ہے جو خود اپنے ہی علاقے اور اپنے وطن میں مہاجروں کی سی زندگی گزارنے پر مجبور ہے لیکن یہ بھی سچ ہے کہ دنیا بھر کے مسلمانوں کے دل اہل فلسطین کے ساتھ دھڑکتے ہیں اور وہ کسی بھی صورت اسرائیل کا غاصبانہ قبضہ تسلیم کرنے کیلئے تیار نہیں ہیں۔ فلسطین کا غم امت مسلمہ کا مشترکہ غم ہے اور اہل فلسطین کا درد بھی سانجھا ہے۔

عالمی خبریں

انڈیا میں متنازعہ قانون کے تحت زیر حراست پادری کی جیل میں موت

حکام کے مطابق انسداد دہشت گردی قوانین کے تحت نو ماہ سے بغیر کسی مقدمے کے قید میں رکھے گئے انسانی حقوق کے کارکن اور مذہبی پیشوا کی پیر کو ضمانت کی درخواست کی سماعت سے قبل موت واقع ہوگئی۔ فرانسیسی خبر رساں ایجنسی اے ایف پی کے مطابق ۸۴ سالہ پادری اسٹین سوامی نے پسماندہ قبائلی کمیونٹیز کے لیے مہم چلائی، انہیں ۲۰۱۸ء میں انڈیا کی مختلف ذاتوں کو مبینہ تشدد پر اکسانے کے الزام میں گرفتار کیا گیا تھا۔ پارکنسن اور دیگر بیماریوں میں مبتلا ہونے کے باوجود پادری اسٹین سوامی کی ضمانت کی درخواست مسترد کردی گئی تھی۔ کورونا وائرس سے متاثر ہونے کے بعد انہیں مئی میں ہسپتال میں داخل کیا گیا تھا جبکہ ہفتے کے اختتام پر ان کو ہارٹ اٹیک بھی ہوا تھا۔ سوامی کو غیر قانونی سرگرمیوں کے انسداد کا ایکٹ (یو اے پی اے) کے تحت تحویل میں لیا گیا تھا۔ اس قانون کے تحت ملزمان کو غیر معینہ مدت تک تحویل میں رکھنے کی اجازت ہے۔ وزیر اعظم نریندر مودی کی حکومت نے اس قانون کو صحافیوں، طلبہ اور دیگر افراد کو گرفتار کرنے کے لیے استعمال کیا ہے۔ ناقدین کا کہنا ہے کہ یہ حکومت کی جانب سے اختلاف رائے کو ختم کرنے کی کوشش ہے۔ فروری میں حکومت نے کہا تھا کہ ۲۰۱۶ء اور ۲۰۱۹ء کے درمیان تقریباً چھ ہزار افراد کو غیر قانونی سرگرمیوں کے انسداد کے ایکٹ (یو اے پی اے) کے تحت گرفتار کیا گیا تھا اور ۱۳۲/ افراد کو سزا سنائی گئی۔

سائبر حملے: امریکی صدر کا انٹیلیجنس ایجنسیوں کو تحقیقات کا حکم

امریکہ کے صدر جو بائیڈن نے انٹیلیجنس ایجنسیوں کو سینکڑوں کاروباری اداروں کو نشانہ بنانے والے سائبر حملوں کے پیچھے چھپے کرداروں کی تفتیش کی ہدایت کی ہے۔ خبر رساں ادارے روئٹرز کے مطابق رینسم ویئر اٹیک یعنی تاوان وصول کرنے کے لیے کیے گئے ایک سائبر حملے میں امریکہ کی سینکڑوں کمپنیاں متاثر ہوئی ہیں۔ امریکہ میں حکام کو اس سائبر حملے کے پیچھے ایک روسی گروپ کے سرگرم ہونے کا شبہ ہے۔ سائبر سکیورٹی کے لیے کام کرنے والی ایک کمپنی ہنٹریس لیب کا ماننا ہے کہ نیا حملہ بھی روسی ہیکرز نے اپنے سافٹ ویئر سے کیا۔ خیال رہے کہ ہیکرز نے امریکی آئی ٹی کمپنی کاسیا کو نشانہ بنایا اور اس کے بعد کاسیا کے کارپوریٹ نیٹ ورک کو استعمال کرنے والی تمام کمپنیوں کو ہدف بنایا گیا۔ اس تازہ ترین سائبر حملے میں ۲۰۰ کے لگ بھگ امریکی تجارتی کمپنیاں متاثر ہوئی ہیں۔ امریکی صدر نے کہا کہ انہوں نے انٹیلیجنس ایجنسیوں کو تفتیش کے لیے ہدایات جاری ہیں اور امریکہ جواب دے گا اگر اس نتیجے پر پہنچے کہ روس ملوث ہے۔

افغانستان سے امریکی انخلا اگست کے آخر تک مکمل ہوگا: وہائٹ ہاؤس

وائٹ ہاؤس نے کہا ہے کہ افغانستان سے امریکی فوجیوں کا انخلا اگلے مہینے کے آخر تک مکمل کیا جائے گا۔ خبر رساں ادارے اے ایف پی کے مطابق وائٹ ہاؤس کے پریس سیکریٹری جین پساکی نے صحافیوں سے گفتگو میں بتایا کہ ہمیں امید ہے امریکی فوجیوں کا افغانستان سے انخلا اگست کے آخر تک مکمل ہوجائے گا۔ خیال رہے امریکی افواج کی افغانستان میں سب سے بڑے ایئر بیس بگرام کو خالی کرنے کی خبر نے افواہوں کو جنم دیا تھا کہ امریکی افواج کا افغانستان سے انخلا آئندہ چند دنوں میں مکمل کیا جائے گا۔

یومِ عرفہ کی فضیلت

احادیث نبوی کی روشنی میں

تحریر: مولانا عبدالرشید طلحہ نعمانی

اللہ تبارک وتعالیٰ نے امت محمدیہ کو بے شمار خصوصیات سے نوازا؛من جملہ ان میں ایک یہ بھی ہے کہ اپنے خصوصی فضل وکرم اورنوازش و عطاء سے نیکی وطاعت کے لیے کچھ خاص اوقات مقرر فرمادیے ؛جن میں اعمالِ صالحہ کا اجرکئی گنا بڑھ جاتا ہےاور باری تعالیٰ کی رحمتِ کاملہ بطورِخاص متوجہ ہوتی ہے تاکہ لوگ اس میں زیادہ سے زیادہ نیک عمل کرکے اپنے رب کا قرب حاصل کرسکیں خوش قسمت، نیک بخت اور سعادت مند ہیں وہ لوگ جوایسے لمحات واوقات کی قدرکرکے ان سے صحیح فائدہ اٹھاتے ہیں اورلاپرواہی، سستی اورکوتاہی کے بجائے خوب محنت کرکے اپنی آخرت کے لیےزادراہ جمع کرتے ہیں اللہ تعالی کی یہ سنت ہے کہ اس نے اپنی مخلوق میں سے بعض کوبعض پر فضیلت دی ہے اسی طرح کچھ مہینوں کوکچھ مہینوں پرکچھ دنوں کوکچھ دنوں پرکچھ راتوں کوکچھ راتوں پر اور کچھ وقتوں کو کچھ وقتوں پرشرف اور بزرگی عطا فرمائی ہےرب العالمین کی جانب سےنیکیوں کے یہ خصوصی لمحات اس لئے عطا کیئے گئے تاکہ اس کے بندے نیکیوں کے اس موسم کوغنیمت جانیں اورکم وقت میں زیادہ سے زیادہ نیکیاں کرکے اجر عظیم حاصل کرلیں ان اشرف واعلیٰ اوقات میں عشرہ ذی الحجہ اور یوم عرفہ بھی شامل ہےقرآن اور سنت رسول میں ذی الحجہ کے پہلے دس ایام اوران میں بھی یوم عرفہ کی بڑی فضیلت بیان کی گئی ہے ؛لہذاایک عقل مندانسان کے لیےضروری ہے کہ ان دنوں کوضائع نہ کرےاوراپنےلیےآخرت کی زاد راہ تیارکرے اس سفر کے لیے سامان جمع کرے جوانتہائی طویل ترین اورسخت ترین اور مشکل ترین ہے ایسا سفرجس پرسب کو جانا ہے چاہےکوئی اس کی تیاری کرے یانہ کرے۔

یوم عرفہ، اللہ تعالی کی پہچان اور شناخت کا دن ہےجس میں اللہ تعالی نے اپنے بندوں کواپنی عبادت اوراطاعت کی دعوت دی ہے اور اپنے بندوں کے لئے اپنے احسان وکرم اور جودوسخا کے دسترخوان بچھا دیئے ہیں، یہ دن اللہ تعالی کی پہچان ،معرفت اورمحبت کامظہرہے۔

۹رذوالحجہ کا دن اس اعتبارسے بھی نہایت مبارک ہے کہ اس میں حج کا سب سے بڑا رکن وقوف عرفہ ادا ہوتا ہے، اوراس دن بے شمارلوگوں کی بخشش اور مغفرت کی جاتی ہے ؛مگر اللہ تعالیٰ نے اس دن کی برکات سے غیرحاجیوں کوبھی محروم نہیں فرمایا:اس دن روزے کی عظیم الشان فضیلت مقررکرکے سب کواس دن کی فضیلت سےاپنی شان کے مطابق مستفید ہونے کا موقع عنایت فرمایا۔

عرفہ کی وجہ تسمیہ

عرفہ ایک مخصوص جگہ کا نام ہےاور یہ زمان کےمعنی میں بھی استعمال ہوتا ہے، بایں طورکہ نویں ذی الحجہ کوعرفہ کا دن کہتے ہیں لیکن عرفات جمع کے لفظ کے ساتھ صرف اس مخصوص جگہ کے لیے استعمال ہوتا ہے اور یہ جمع اطراف و جوانب کے اعتبار سے ہے۔ عرفات، مکہ مکرمہ سے تقریباً ساڑھے پندرہ میل) ۲۰-۲۵کلومیٹر(کے فاصلے پر ہے، یہ ایک وسیع میدان ہے جواپنی تینوں جانب سے پہاڑیوں میں گھرا ہوا ہے، اس کے درمیان میں شمالی جانب جبلِ رحمت ہے۔ عرفات کی وجہِ تسمیہ کے متعلق بہت سے اقوال ہیں؛جن میں سے تین کوعلماءکرام نے بہ طورخاص بیان فرمایاہے:

ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بلاشبہ اللہ تعالی نے آدم علیہ السلام کی ذریت سے عرفہ میں میثاق لیا اورآدم علیہ السلام کی پشت سے ساری ذریت نکال کرذروں کی مانند اپنے سامنے پھیلا دی اوران سے آمنے سامنے بات کرتے ہوئے فرمایا : کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں ؟ سب نے جواب دیا کیوں نہیں؟ ہم سب گواہ بنتے ہیں، تا کہ تم لوگ قیامت کے روز یوں نہ کہو کہ تم تو اس سے محض بے خبرتھے یا یوں کہو کہ پہلے پہلے شرک توہمارے بڑوں نے کیا اورہم توان کے بعد ان کی نسل میں ہوئے توکیا ان غلط راہ والوں کے فعل پرتو ہم کو ہلاکت میں ڈال دے گا ؟

(۱) حضرت ابراہیم کوآٹھ ذی الحجہ کی رات خواب میں نظرآیا کہ وہ اپنے بیٹے کوذبح کررہے ہیں،تو ان کواس خواب کےاللہ تعالی کی طرف سے ہونے یانہ ہونے میں کچھ تردد ہوا، پھرنو ذی الحجہ کودوبارہ یہی خواب نظرآیا توان کو یقین ہوگیا کہ یہ خواب اللہ تعالی کی طرف سے ہی ہے، چونکہ حضرت ابراہیمؑ کو یہ معرفت اوریقین نو ذی الحجہ کوحاصل ہوا تھا،اسی وجہ سےنو ذی الحجہ کو یومِ عرفہ کہتے ہیں۔

(۲) نو ذی الحجہ کوحضرت جبرائیل نے حضرت ابراہیمؑ کوتمام مناسکِ حج سکھلائے تھے، ووہ اس دوران ان سے پوچھتے ؛عرفتَ ؟یعنی جوتعلیم میں نے دی ہے، کیاتم نے اسے جان لیا؟ حضرت ابراہیمؑ جواب میں کہتے ؛ عرفتُ ، ہاں میں نے جان لیا۔آخرکار دونوں کے سوال وجواب میں اس کلمے کااستعمال اس جگہ کی وجہ تسمیہ بن گیا۔

(۳) حضرت ادمؑ اورحضرت حواؑ جنت سے اترکر اس دنیا میں آئےتو وہ دونوں سب سے پہلے اسی جگہ ملے، اس تعارف کی مناسبت سے اس کا نام عرفہ پڑ گیا اور یہ جگہ عرفات کہلائی۔

جس دن کی اللہ تعالی نےقسم اٹھائی ہے:

عظیم الشان اورمرتبہ والی ذات عظیم الشان چیز ہی کی قسم اٹھاتی ہےاوریہی وہ یوم المشہود ہے جواللہ تعالی نے اپنے فرمان میں کہا ہے :قسم ہے اُس دن کی جو حاضر ہوتا ہے اور اُس کی کہ جس کے پاس حاضر ہوتے ہیں۔(البروج) روایات میں آیاہے کہ شاہد جمعہ کا دن ہےاورمشہودعرفہ کا دن اس کے علاوہ شاہد ومشہود کی تفسیر میں اقوال بہت ہیں۔لیکن اوفق بالروایات یہی قول ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یوم موعود قیامت کا دن اور یوم مشہود عرفہ کا دن اورشاہد جمعہ کادن ہے۔(ترمذی)

اسی طرح حضرت ابوازبیرؓ نےحضرت جابر سے روایت کیا ہے :رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے والفجر ولیال عشر کے متعلق فرمایاہے :یہ ذی الحجہ کا پہلاعشرہ ہےاورفرمایا کہ وتر سے مراد یومِ عرفہ اورشفع سے مراد یومِ نحریعنی دسویں ذی الحجہ ہے۔(شعب الایمان)

شیطان کی ذلت وخواری کا دن

حضرت طلحہ بن عبیداللہ بن کریز کہتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا:ایسا کوئی دن نہیں،جس میں شیطان اتنا زیادہ ذلیل و خوار،حقیراورغیظ سےپُر دیکھا گیا ہوجتنا وہ عرفہ کے دن ہوتا ہے، جب کہ وہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے نازل ہوتی ہوئی رحمت اوراس کی طرف سے بڑے بڑے گناہوں کی معافی دیکھتا ہے۔

دین اسلام کی تکمیل اورنعمتوں کے اتمام کادن:

صحیحین میں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی ہے کہ ایک یہودی نے حضرت عمر بن خطابؓ سے کہا، اے امیرالمومنین! تم ایک آیت قرآن مجید میں پڑھتے ہو اگر وہ آیت ہم یہودیوں پرنازل ہوتی توہم اس دن کو عید کا دن بناتے۔حضرت عمررضی اللہ تعالی عنہ کہنے لگے،وہ کون سی آیت ہے؟اس نے کہا:الیوم أکملت لکم دینکم وأتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمانے لگے :ہمیں اس دن اور جگہ کا بھی علم ہے، جب یہ آیت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پرنازل ہوئی وہ جمعہ کا دن تھا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم عرفہ میں تھے۔ اور حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ یہ آیت (الیوم اکملت) جمعہ اورعرفہ والے دن نازل ہوئی، اور یہ دونوں ہمارے لیےعید کے دن ہیں۔

عہد میثاق کادن

ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بلاشبہ اللہ تعالی نے آدم علیہ السلام کی ذریت سے عرفہ میں میثاق لیا اورآدم علیہ السلام کی پشت سے ساری ذریت نکال کرذروں کی مانند اپنے سامنے پھیلا دی اوران سے آمنے سامنے بات کرتے ہوئے فرمایا: کیامیں تمہارارب نہیں ہوں؟سب نے جواب دیا کیوں نہیں؟ ہم سب گواہ بنتے ہیں،تاکہ تم لوگ قیامت کے روزیوں نہ کہوکہ تم تواس سے محض بے خبرتھے یایوں کہوکہ پہلے پہلے شرک توہمارے بڑوں نے کیا اورہم توان کے بعدان کی نسل میں ہوئے تو کیا ان غلط راہ والوں کے فعل پرتو ہم کو ہلاکت میں ڈال دے گا؟

گناہوں کی بخشش اور آگ سے نجات کادن:

صحیح مسلم میں عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالی یوم عرفہ سے زیادہ کسی اوردن اپنے بندوں کوآگ سے آزادی نہیں دیتا اور بلاشبہ اللہ تعالی ان کےقریب ہوتا ہےاورپھرفرشتوں کےسامنے ان سےفخرکرکےفرماتا ہےیہ لوگ کیا چاہتے ہیں؟

عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالی بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالی یوم عرفہ کی شام فرشتوں سےمیدان عرفات میں وقوف کرنے والوں کے ساتھ فخرکرتے ہوئے کہتے ہیں میرے ان بندوں کودیکھو میرے پاس گردوغبار سےاٹے ہوئے آئے ہیں (رواہ الطبرانی)

اجابت دعاء کا بہترین دن :

حضرت عمروبن شعیب اپنے والد (حضرت شعیب) سے اور وہ اپنے دادا (حضرت عبداللہ بن عمرو) سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریمؐ نے فرمایا: سب سے بہتر دعا عرفہ کے دن کی ہے (خواہ وہ میدان عرفات میں مانگی جائے یاکسی بھی جگہ)اوران کلمات میں جومیں نے یامجھ سے پہلے انبیاء نے بطور دعا پڑھے ہیں سب سے بہتر یہ کلمات ہیں لا الہ الا اللہ وحدہ لاشریک لہ لہ الملک ولہ الحمد وہوعلی کل شے قدیر۔اللہ کےسوا کوئی معبود نہیں جو یکتا وتنہا ہےاس کا کوئی شریک نہیں، اسی کے لئے بادشاہت ہےاور اسی کے لئے تعریف ہےاوروہ ہر چیز پرقادر ہے۔اس روایت سےمعلوم ہواکہ یہ دن دعاء کے لیےسب سے بہتر ہےجس کی بناءپراللہ تعالی اس دن دعاءکوردنہیں فرماتا۔

عرفے کے روزے کی فضیلت

حضرت مسروق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ اللہ کے رسولؐ نے فرمایا: سال بھر میں مجھے کوئی روزہ عرفہ کےدن سےزیادہ محبوب نہیں۔

اس حدیث میں نو ذوالحجہ کے دن کے روزے کی بیش بہا فضیلت بیان کی گئی ہے۔ایک روایت میں حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سےمروی ہے کہ رسول اللہؐ سے عرفہ یعنی ۹رذلجہ کے روزہ کے بارے میں پوچھا گیا، رسول اللہ صل؟ الل؟ علی؟ وسلم نے فرمایا:۹ ذوالحجہ کا روزہ رکھنا ایک سال گزشتہ اور ایک سال آئندہ کے گناہوں کا کفارہ ہے۔(مسلم،مسند احمد)□□

نعتِ رسولِ کرم صلی اللہ علیہ وسلم

ذکی طارق بارہ بنکوی

عرش پر جس کا ہے نقشِ پا سوچئے
وہ مجھ عاصی کا ہے رہنما سوچئے
لطفِ آقا کا یہ زاویہ سوچئے
ہم سے لکھوا رہے ہیں ثنا سوچئے
دل کی دھڑکن میں بھی فکرِ امت رہی
میرے سرکار کا سوچنا سوچئے
ہوگی محشر میں جو ہم پہ سایہ فگن
وہ نبی کی مکرم ردا سوچئے
جب یہ دنیا ہے اتنی حسیں تو ذرا
حسن لولاک کی وجہ کا سوچئے
رحمتیں برکتیں کلمہ ایماں درود
ہم پہ کیا کیا ہیں ان کی عطا سوچئے
ابتداء میں ہی آئے ہیں جبریل امیں
ہوگی پھر کیا بھلا انتہا سوچئے
میں نے سب کچھ تو سرکار کو کہہ دیا
آپ اب بیٹھ کر مسئلہ سوچئے
جب اشارے سے ٹکڑے میں بٹتا ہے چاند
ہوگا کیا پھر نبی کا کہا سوچئے

گوشۂ خواتین

بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا (۴)

بی بی عائشہؓ نےفوجوں کی کمانڈ کی ہے، میدانِ جنگ میں تقریریں کی ہیں،فوجوں کا معائنہ کیا ہے،نقشۂ جنگ دیکھا ہےاور تیارکیا ہے۔بی بی عائشہؓ رضا کارانہ کمرپرمشک لادکرزخمیوں کو پانی پلاتی تھیں، برچھوں اورتیروں سے نہ ڈرتی تھیں اورسپاہیوں کی مدد کرتی تھیں۔بی بی عائشہؓ نے سیاست پر ایسی تقریریں کی ہیں جن سےلوگوں کے دل ہل گئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعداُن کا گھرحدیث رسول کی درسگاہ تھا۔دوردور سے لوگ آکرسبق لیتے تھے۔بڑے بڑے صحابہ ان کے شاگرد تھے۔اگرغلطی کرتے توبی بی عائشہؓ ٹوک دیتیں۔

ایک دفعہ ایک صحابی نے کہا: گھروالے میّت پرروتے ہیں تو میّت پرعذاب ہوتا ہے۔بی بی عائشہؓ نےیہ بات سنی توفرمایا:ان صاحب نے ادھوری بات کہی، بھلا یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ روئے کوئی اورسزاملے کسی کو، کیااُنھوں نے قرآن نہیں پڑھا ہےجس میں صاف صاف تعلیم ہے:

ولاتزرو وازرۃ وزر اخریٰ. ایک کابوجھ دوسرا نہیں اُٹھاتا۔□□

بچّوں کا گوشہ

صحت

اچھی غذا بس جو بھی کھائے — تندرستی وہ اپنی بنائے
انڈا مرغا بکرا کھاؤ — دودھ دہی کو بھول نہ جاؤ
سبزی سے بھی رکھو یاری — آگے بچو مرضی تمہاری
دلیہ کھچڑی گھر میں پکتی — محشر منی چولہا تکتی
مرغ مسلّم کھائیں ڈٹ کے — دال پکے تو بیٹھیں ہٹ کے
پتوں کی بھی سبزی کھائیں
ساتھ میں لیکن مچھلی کھائیں

صفحہ تحفظ ختم نبوت

رفع نزول حضرت عیسیٰ علیہ السلام ۲

قرآن واحادیث کی روشنی میں

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلی رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کا ترجمہ اس طرح فرماتے ہیں: نباشد ہیچ کس از اہل کتاب الا؛ البتہ ایمان آرد بعیسی پیش از مردنِ اُو۔ مرزا غلام احمد قادیانی کے پہلے خلیفہ حکیم نورالدین کے نزدیک بھی ﴿قَبۡلَ مَوۡتِهٖ﴾ کی ضمیر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف راجع ہے۔ (دیکھئے: فصل الخطاب ۲/۸۰)

اس سے متصل گذشتہ آیت میں باری تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے قتل وصلب کی نفی فرمادی ہے۔ اس پر سوال ہوسکتا ہے کہ زمین پر تو اُن کی موت طبعی نہیں ہوئی، تو کیا آسمان پر اُٹھالئے جانے کے بعد وہیں وفات پائیں گے۔ اسی سوال اور شبہ کا جواب آیت حاضرہ میں دیا گیا ہے کہ وہ ابھی زندہ ہیں، اور اُن کے نزول کے بعد اُن کی وفات سے پہلے پہلے اُس وقت کے تمام یہود ونصاریٰ اُن پر ضرور ایمان لائیں گے۔

اچانک اللہ تعالیٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو مبعوث فرمائیں گے، وہ دمشق کی جامع مسجد کے سفید مشرقی منارے پر اُتریں گے، وہ دو زرد چادریں پہنے ہوں گے، اور اپنے دونوں ہاتھوں کو دو فرشتوں کے بازوؤں پر رکھے ہوئے ہوں گے۔

اَحادیث نبویہ

(۱) ایک طویل حدیث میں حضرت نواس بن سمعان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: إذ بعث اللّٰه المسيح بن مريم فينزل عند المنارة البيضاء شرقي دمشق بين مهرودتين واضعًا كفيه على أجنحة ملكين (إلى قوله) فيطلبه حتى يدركه بباب لد فيقتله. (صحيح مسلم رقم: ۲۹۳۷)

اچانک اللہ تعالیٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو مبعوث فرمائیں گے، وہ دمشق کی جامع مسجد کے سفید مشرقی منارے پر اُتریں گے، وہ دو زرد چادریں پہنے ہوں گے، اور اپنے دونوں ہاتھوں کو دو فرشتوں کے بازوؤں پر رکھے ہوئے ہوں گے۔ پھر دجال کی تلاش میں نکلیں گے؛ تا آنکہ اُسے بابِ لد کے مقام پر پائیں گے پھر اُسے قتل کریں گے۔

(۲) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: كيف أنتم إذا نزل ابن مريم فيكم وإمامكم منكم. (صحيح البخاري رقم: ۳۴۴۹، صحيح مسلم رقم: ۱۵۵) تمہاری خوشی کا اس وقت کیا حال ہوگا جب کہ عیسیٰ بن مریم تم میں نازل ہوں گے، اور تمہارا امام تم میں سے ہوگا یعنی امام مہدی تمہارے امام ہوں گے۔

(۳) نیز سیدنا حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: والذي نفسي بيده ليوشكن أن ينزل فيكم ابن مريم حكمًا عدلاً فيكسر الصليب ويقتل الخنزير ويضع الحرب ويفيض المال حتى لا يقبله أحد حتى تكون السجدة الواحدة خيرًا من الدنيا وما فيها ...... ثم يقول أبوهريرة: واقرأوا ان شئتم: ﴿وَاِنۡ مِّنۡ اَهۡلِ الۡكِتٰبِ اِلَّا لَيُؤۡمِنَنَّ بِهٖ قَبۡلَ مَوۡتِهٖۚ وَيَوۡمَ الۡقِيٰمَةِ يَكُوۡنُ عَلَيۡهِمۡ شَهِيۡدًا﴾ (صحيح البخاري رقم: ۴۹۰، مشكاة المصابيح ۲/۴۷۹)

اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے، عنقریب تم میں عیسیٰ بن مریم حاکم عادل کے طور پر نازل ہوں گے، پس وہ صلیب توڑ ڈالیں گے اور خنزیر قتل کردیں گے، اور جہاد کو ختم کردیں گے، اور مال کی افراط اس قدر ہوگی کہ کوئی بھی اس کو قبول نہیں کرے گا؛ یہاں تک کہ

تحریر: ابوجندل قاسمی

ایک سجدہ دنیا ومافیہا سے بہتر ہوگا۔ ...... پھر حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ اگر تمہارا جی چاہے تو اس آیت کو پڑھ لو: ﴿وَاِنۡ مِّنۡ اَهۡلِ الۡكِتٰبِ اِلَّا لَيُؤۡمِنَنَّ بِهٖ قَبۡلَ مَوۡتِهٖۚ وَيَوۡمَ الۡقِيٰمَةِ يَكُوۡنُ عَلَيۡهِمۡ شَهِيۡدًا﴾ (اور اہل کتاب میں سے کوئی نہ رہے گا، مگر وہ عیسیٰ علیہ السلام کی اُن کے مرنے سے پہلے ضرور تصدیق کرلے گا، اور قیامت کے روز وہ اُن پر گواہی دیں گے) (ترجمہ شیخ الہند)

(۴) امام المغازی محمد بن اسحٰقؒ سے مروی ہے کہ نجران کے نصاریٰ کا ایک وفد حضور اکرم علیہ السلام کی خدمت میں آیا، اور وہ لوگ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں بحث کرنے لگے، تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ألستم تعلمون أن اللّٰه حي لا يموت وأن عيسىٰ يأتي عليه الفناء۔ (کیا تم نہیں جانتے کہ اللہ تعالیٰ زندہ ہے کبھی نہیں مرے گا، اور عیسیٰ علیہ السلام پر موت طاری ہوگی) اس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ ابھی حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام زندہ ہیں، قربِ قیامت میں آسمانوں سے نزول کے بعد اُن کی وفات ہوگی۔ (تفسیر کبیر ۷/۱۶۷، روح المعانی/سورہ آل عمران ۳/۷۵)

(۵) مشہور تابعی حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے مرسلاً روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہود سے ارشاد فرمایا: إن عيسىٰ لم يمت وإنه راجع إليكم قبل يوم القيامة (حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو موت نہیں آئی ہے، اور وہ روز قیامت سے پہلے تمہاری جانب لوٹ کر آئیں گے) (تفسیر ابن کثیر ۲/۴۰)

(۶) حضرت عیسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی حیات اور رفع ونزول قیدہ آیاتِ قرآنیہ اور احادیث شریفہ کے علاوہ اجماعِ اُمت سے بھی ثابت ہے؛ چناں چہ علامہ ابوحیان اندلسیؒ فرماتے ہیں: أجمعت الأمة على ما تضمنه الحديث المتواتر من أن عيسىٰ في السماء حي وأنه ينزل في آخر الزمان الخ. (تفسير البحر المحيط ۲/۴۹۷)

یعنی حدیث متواتر کی بنا پر اُمت کا اس بات پر اجماع ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر زندہ ہیں، اور آخری زمانے میں نازل ہوں گے۔

ابن عطیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حياة المسيح بجسمه إلى اليوم ونزوله من السماء بجسمه العنصري مما أجمع عليه الأمة وتواتر به الأحاديث. (تفسير البحر المحيط ۲/۴۹۷)

تمام اُمت مسلمہ کا اس پر اجماع ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام اس وقت آسمان پر زندہ ہیں، اور قربِ قیامت میں بجسم عنصری پھر تشریف لانے والے ہیں، جیسا کہ احادیث متواترہ سے ثابت ہے۔ اس سلسلے میں ایک سو سے زیادہ اَحادیث شریفہ تقریباً تیس صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مروی ہیں۔ ہم نے چند ہی ذکر کی ہیں۔

قادیانی ٹولہ قرآن وحدیث کے ان دلائل میں کچھ مغالطات بھی دیتا ہے، مثلاً: متوفیک کے بارے میں یہ گروہ کہتا ہے کہ توفی کے معنی موت کے ہیں۔ اور متوفیک کے معنی ہیں ممیتک یعنی میں تم کو موت دینے والا ہوں، معلوم ہوا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی موت ہوگئی۔ مگر جواب یہ ہے کہ جس شخصیت (رئیس المفسرین عبداللہ بن عباسؓ) سے یہ معنی منقول ہیں، اُسی شخصیت سے یہ بھی منقول ہے کہ یہاں تقدیم وتاخیر ہے؛ جیسا کہ علامہ جلال الدین سیوطیؒ کے حوالے سے گذر چکا ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ رافعک ثم متوفیک فی آخر الزمان (یعنی میں آپ کو فی الحال اُٹھانے والا ہوں پھر آخری زمانے میں (بعد نزول) موت دوں گا)

اسی طرح ﴿بَلۡ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيۡهِ﴾

تمام اُمت مسلمہ کا اس پر اجماع ہے کہ عیسیٰؑ اس وقت آسمان پر زندہ ہیں، اور قربِ قیامت میں بجسم عنصری پھر تشریف لانے والے ہیں جیسا کہ احادیث متواترہ سے ثابت ہے۔ اس سلسلے میں ایک سو سے زیادہ اَحادیث شریفہ تقریباً تیس صحابہ کرامؓ سے مروی ہیں۔

کے بارے میں قادیانی گروہ کہتا ہے کہ یہاں رفع روحانی یا رفع درجات مراد ہے؛ نہ کہ رفع بجسد عنصری اور سارے قرآنِ کریم میں ایک آیت بھی ایسی نہیں کہ جس سے حضرت مسیح کا زندہ بجسد عنصری آسمان پر جانا ثابت ہو۔

اس کا جواب یہ ہے کہ رفع کے حقیقی معنی رفع جسمانی کے ہیں، اور رفع روحانی مجازی معنی ہیں، اور مجازی معنی اُسی وقت مراد لئے جاسکتے ہیں، جہاں حقیقی معنی مراد نہ ہوسکے۔ جب کہ یہاں ﴿وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيۡزًا حَكِيۡمًا﴾ بتلا رہا ہے کہ رفع سے مراد رفع جسمانی ہے، ورنہ اللہ تعالیٰ کی اس صفت کے ذکر کرنے کے کوئی معنی نہ ہوں گے۔ معلوم ہوا کہ یہ شبہات محض دجل وتلبیس ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس تحریر کو قبول فرمائیں، اور روز قیامت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت نصیب فرمائیں، آمین ثم آمین۔ □□

سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم

مولانا عثمان احمد قاسمی جونپوری

اے مرے ہمسفر کرلے نیچی نظر، سرورِ انبیاء کا یہ دربار ہے
جبرئیل امیں بھی جھکاتے ہیں سر، ہے تجھے کچھ خبر یہ وہ سرکار ہے

گردشِ وقت سے ہم پریشان ہیں، کیا گزارش کریں سخت حیران ہیں
اے شہ بحر وبر کیجیے اِک نظر، دور ساحل ہے کشتی ہے منجدھار ہے

ہاں وہ وقتِ سحر گنبدِ سبز پر، ہر طرف سے اٹھی عاشقوں کی نظر
روشنی دل میں آئی اسے دیکھ کر، حجرۂ نور کیسا ضیا بار ہے

واہ مسجد کے مینار کی روشنی رات میں جیسے انوار کی چاندنی
دیکھ کر یہ ضیا میرے دل نے کہا کہ یہی عرش اعظم کا مینار ہے

آپ کے در پہ ایک عاشق زار ہے، آپ کی یاد میں محو وسرشار ہے
اس کو اپنی محبت عطا کیجیے، وہ فقط آپ ہی کا طلب گار ہے

آپ کے نور سے ہے منوّر جہاں، یہ نجوم وقمر اور یہ کہکشاں
آپ کے فیض سے ہیں تجلّی فشاں، آپ کی ذات ہی بحر انوار ہے

ہے صداقت عدالت کا سودا یہاں، ہے سخاوت شجاعت کا سودا یہاں
ہے محبت مروّت کا سودا یہاں، دیکھ لو یہ مدینے کا بازار ہے

کیجیے اِک نظر اپنے عثمان پر، بے کس و بے قرار و پریشان پر
اس کے غم کا مداوا نہیں ہے یہاں، وہ تو شہرِ مدینہ کا بیمار ہے

جمعیۃ علماء ہند کے نائب صدر حضرت الاستاذ مولانا ریاست علی ظفر بجنوریؒ کی
حیات وخدمات پر مشتمل
ہفت روزہ الجمعیۃ دھلی کی
خصوصی اشاعت
مولانا ریاست علی ظفر بجنوریؒ نمبر
اپنی تمام تر خوبیوں، بہترین مضامین، شاندار طباعت اور دیدہ زیب ٹائٹل کے ساتھ منظر عام پر آچکا ہے۔
صفحات ۱۹۶ | سائز: ۲۳×۳۶/۸ | قیمت -/150
رابطہ ہفت روزہ الجمعیۃ، مدنی ہال (بیسمینٹ) ۱، بہادر شاہ ظفر مارگ، نئی دہلی ۲
موبائل: 09868676489

ہفت روزہ الجمعیۃ نئی دہلی کی
خصوصی پیشکش
تحفظ ختم نبوت نمبر
انشاء اللہ العزیز انتہائی آب وتاب کے ساتھ بہت جلد منظر عام پر آرہا ہے
مکمل تفصیلات آئندہ ملاحظہ فرمائیں
رابطہ ہفت روزہ الجمعیۃ، مدنی ہال (بیسمینٹ) ۱، بہادر شاہ ظفر مارگ، نئی دہلی ۲
موبائل: 09868676489 — ای میل: aljamiatweekly@gmail.com

گزشتہ ایک دہائی میں نقل مکانی میں دوگنا اضافہ: اقوامِ متحدہ

خانہ جنگی، تشدد اور جھڑپ کے سبب مختلف ممالک سے عالمی وبا کورونا کے عہد میں بھی لوگوں کی نقل مکانی جاری ہے جس کی وجہ سے نقل مکانی کرنے والوں کو متعدد مشکلات کا زبردست سامنا ہے۔ اقوام متحدہ نے کہا ہے کہ کورونا وائرس وبا کے باوجود گزشتہ سال جنگ اور تشدد سے فرار ہونے والے افراد کی تعداد میں اضافہ جاری ہے جس سے عالمی سطح پر نقل مکانی کرنے والے افراد کی تعداد ایک دہائی قبل کے اعداد وشمار سے دوگنے آٹھ کروڑ بیس لاکھ ہوگئی ہے۔ ڈان میں شائع ایک رپورٹ کے مطابق اقوامِ متحدہ کی مہاجرین کے لیے قائم کردہ ایجنسی کی ایک تازہ رپورٹ میں بتایا گیا ہے کہ ۲۰۱۹ء میں پہلے ہی سارے ریکارڈ ٹوٹ گئے تھے تاہم اب ۲۰۲۰ء میں عالمی سطح پر نقل مکانی کے اعداوشمار میں ۳۰ لاکھ کے قریب اضافہ ہوا۔ اس رپورٹ میں روشنی ڈالی گئی کہ شام، افغانستان، صومالیہ اور یمن جیسے بحرانوں نے لوگوں کو نقل مکانی پر مجبور کیا جبکہ ایتھوپیا اور موزمبیق جیسے مقامات پر تشدد کی وجہ سے بڑے پیمانے پر نقل مکانی ہوئی ہے اور حقیقت یہ ہے کہ نویں سال بھی تعداد میں اضافہ تباہ کن ہے کیونکہ کورونا وائرس کی وجہ سے عائد پابندیوں سے توقع میں کمی آئے گی۔ یواین ایچ سی آر کے سربراہ فلپو گرانڈی نے بتایا ہے کہ اس وبائی بیماری کے دوران معیشتوں سمیت سب کچھ رک گیا تاہم جنگیں اور تنازع، تشدد اور امتیازی سلوک اور ظلم وستم ان تمام عوامل جن کی وجہ سے لوگ نقل مکانی پر مجبور ہوتے ہیں، اب بھی جاری ہے۔

اقوام متحدہ کی ایجنسی کو معلوم ہوا ہے کہ ۲۰۲۰ء کے آخر تک ریکارڈ آٹھ کروڑ چوبیس لاکھ افراد مہاجرین یا پناہ کے متلاشی کی حیثیت سے زندگی گزار رہے ہیں یا اپنے ہی ملکوں میں نام نہاد داخلی نقل مکانی میں ہیں۔ ۲۰۱۱ء میں یہ تعداد چار کروڑ تھی۔ ناروے کی مہاجرین کونسل کے سربراہ جان ریگلینڈ کا کہنا ہے کہ آج کے عالمی سطح پر نقل مکانی کرنے والے افراد کے اعداد وشمار انسانیت کی ایک عظیم الشان ناکامی ہیں۔ دوسری جنگ عظیم کے مقابلے میں آج کے دور میں کہیں زیادہ لوگ نقل مکانی کررہے ہیں۔ ان کا کہنا تھا کہ حیرت انگیز اعداد وشمار کے باوجود عالمی رہنما ہماری نسل کی سب سے بڑی ہنگامی صورتحال کو حل کرنے میں ناکام ہیں۔

یواین ایچ سی آر کی رپورٹ میں روشنی ڈالی گئی کہ پوری دنیا سے بے گھر ہونے والے ۴۲ فیصد اٹھارہ سال سے کم عمر ہیں۔ ۲۰۲۰ء کے آخر میں تقریباً دو کروڑ ۶۴ لاکھ افراد مہاجر کی حیثیت سے زندگی گزار رہے تھے جن میں ۵۷ لاکھ فلسطینی بھی شامل ہیں۔ تقریباً ۳۹ لاکھ وینزویلاین بھی اپنی سرحدوں سے دور پناہ گزین سمجھے بغیر نقل مکانی کی زندگی گزار رہے ہیں جبکہ دنیا بھر میں ۴۱ لاکھ افراد پناہ کا مطالبہ کررہے ہیں۔ رپورٹ کے مطابق جہاں مہاجرین اور پناہ گزین دونوں کی تعداد ۲۰۱۹ء سے نسبتاً فلیٹ رہی ہیں، اپنے ہی ملک میں بے گھر ہونے والے افراد کی تعداد دو کروڑ سے بڑھ کر چار کروڑ ۸۰ لاکھ ہوگئی ہے۔ ۲۰۲۰ء میں کووڈ ۱۹ کے باعث کم از کم ۱۶۴ ممالک نے اپنی سرحدیں بند کردیں اور ان میں سے نصف سے زیادہ پناہ گزینوں کو اپنی جان بچاکر فرار ہونے میں کوئی رعایت نہیں ملی۔

فلپو گرانڈی نے صحافیوں سے گفتگو کرتے ہوئے بتایا کہ بڑھتے ہوئے تنازعہ اور تشدد کی صورتحال میں کووڈ کی وجہ سے سرحدوں کو عبور کرنا مشکل ہوگیا ہے تاہم داخلی طور پر بے گھر افراد کی تعداد میں اضافہ ہوا ہے۔ اس رپورٹ میں بتایا گیا ہے کہ گزشتہ سال ایک کروڑ دس لاکھ سے زائد افراد بے گھر ہوئے جو ۲۰۱۹ء کے مقابلے میں کچھ زیادہ تھے۔ ان میں ایک دہائی سے زیادہ عرصہ سے جنگ کا سامنا کرنے والا ملک شام بھی شامل ہے جہاں ایک کروڑ ۳۵ لاکھ افراد ملک کے اندر یا بیرون ملک نقل مکانی کر چکے ہیں، جو اس کی نصف سے زیادہ آبادی اور کل عالمی نقل مکانی کا چھٹا حصہ ہے۔ دنیا کے دوتہائی سے زیادہ پناہ گزین کا تعلق صرف پانچ ممالک سے ہے جن میں شام، وینزویلا، افغانستان، جنوبی سوڈان اور میانمار شامل ہیں۔

رپورٹ میں ایتھوپیا کے تشدد سے متاثرہ ٹگری خطے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا گیا ہے کہ متعدد نئے بحرانوں کی وجہ سے نقل مکانی دیکھی گئی ہے جس میں صرف ۲۰۲۰ء کے آخری مہینوں میں سوڈان میں ۵۴ ہزار سے زائد افراد علاقہ چھوڑنے پر مجبور ہوئے۔ شمالی موزمبیق میں سینکڑوں ہزاروں افراد مہلک جہادی تشدد سے بھی بچ گئے جبکہ سینکڑوں ہزاروں افراد افریقہ کے مزاحمتی ساحلی علاقے میں تازہ طور پر بے گھر ہوگئے۔ ☐☐

اترپردیش-اسمبلی انتخابات ۲۰۲۲ء میں بھی یوگی ہی ہوں گے وزارتِ علیا کا چہرہ

اسمبلی الیکشن ۲۰۲۲ء کے لیے بی جے پی اور اس کی نظریہ ساز تنظیم آر ایس ایس میں ہفتوں سے جاری منتھن کے بعد یہ واضح اشارے مل گئے ہیں کہ نائب وزیر اعلیٰ کیشو پرساد موریہ اور دیگر کئی اہم لیڈروں اور پارٹی ہائی کمان کے تمام تر اعتراضات کے باوجود آر ایس ایس کی ہدایت کے مطابق یوگی آدتیہ ناتھ ہی وزیر اعلیٰ کے عہدہ کے لیے بی جے پی کا چہرہ ہوں گے۔ پارٹی ان کی قیادت میں انتخابی دنگل میں اترے گی اور ان کی حکومت کے ساتھ ساتھ مودی سرکار کی حصولیابیوں پر الیکشن لڑے گی تاہم سابقہ انتخابات کی طرح بوتھ مینجمنٹ پر اس بار بھی خاص توجہ دی جائے گی۔ پارٹی کا نعرہ ہوگا ''اب کی بار ۳۰۰ پار'' یعنی بی جے پی اپنے دم پر ۳۰۰ سیٹیں جیتنے کے ہدف کے ساتھ میدان میں اُترے گی۔

ادھر بی جے پی کی اتحادی جماعتوں نے اس کی ابتر پوزیشن کو دیکھتے ہوئے دباؤ کی سیاست تیز کردی ہے۔ نشاد پارٹی نے نائب وزیر اعلیٰ کا عہدہ مانگنا شروع کردیا ہے جبکہ اپنا دل پارٹی کی لیڈر انو پریہ پٹیل کو مرکز میں وزارت دینے کے ساتھ ساتھ ریاستی حکومت میں اپنا رول بڑھانے کا مطالبہ کررہی ہے ساتھ ہی چار ضلع پنچایت چیئر مین سیٹیں بھی مانگ رہی ہے۔

لکھنؤ میں قیام پذیر بی جے پی کے قومی جنرل سکریٹری اور پارٹی امور کے انچارج بی ایل سنتوش اور یوپی انچارج رادھا موہن سنگھ کے زیر قیادت جاری میٹنگوں کا دور ختم ہوگیا ہے۔ ادھر آر ایس ایس لیڈران دتا تریہ ہوسبولے اور کرشن گوپال کے ساتھ ریجنل پرچارک انل سنگھ بھی منتھن کرتے رہے۔ بالآخر یہ واضح اشارے مل رہے ہیں کہ آر ایس ایس کی صاف ہدایت ہے کہ یوگی ہی انتخابی مہم کو لیڈ کریں گے اور ان کے چہرے پر ہی الیکشن لڑا جائے گا۔ ساتھ ہی مرکزی حکومت کی حصولیابی اور وزیر اعظم کے چہرے کو بھی بھنانے کی ہر ممکن کوشش کی جائے گی۔

پارٹی ذرائع بتاتے ہیں کہ الیکشن ۲۰۲۲ء میں بھی آر ایس ایس اور بی جے پی پوری طاقت جھونک دے گی اور یوتھ مینجمنٹ پر خاص توجہ ہوگی۔ اس مرتبہ پارٹی ''اس بار ۳۰۰ کے پار'' نعرے کے ساتھ میدان میں اترے گی۔ کئی دور کی میٹنگوں میں بی ایل سنتوش اور رادھا موہن سنگھ نے وزراء کی کارکردگی کا بھی جائزہ لیا جس کی رپورٹ انھوں نے مرکزی لیڈرشپ کو پیش کردی ہے۔ وزیر اعلیٰ یوگی آدتیہ ناتھ ان کے دونوں نائب کیشو پرساد موریہ اور ڈاکٹر دنیش شرما، سریش کھنہ، پارٹی امور کے انچارج سنیل بنسل، سوتنتر دیو سنگھ کے ساتھ کئی دور کی میٹنگیں ہوئیں۔ بالآخر قومی لیڈران اس بات سے مطمئن تھے کہ ریاستی حکومت کی کارکردگی اتنی بہتر ہے کہ ان حصولیابیوں پر ہی الیکشن جیتا جاسکتا ہے حالانکہ اس دوران یوگی کے مخالف خیمے کی جانب سے جی توڑ کوششیں ہوئیں کہ انھیں وزارتِ علیا کا امیدوار نہ بنایا جائے لیکن یہ خیمہ اور اس کی کوششیں فی الحال ناکام نظر آرہی ہیں کیونکہ یوگی آدتیہ ناتھ نے اپنے آپ کو اس طرح سے پیش کیا ہے کہ اب ان کی شبیہ مودی کے بعد دوسرے بڑے ہندوتو لیڈر کی بن گئی ہے۔ دوسری طرف آر ایس ایس نے یہ طے کیا ہے کہ اب اگلے الیکشن کے اختتام تک وہ یوپی میں اپنی سرگرمیاں بڑھائے گا۔ اس نے اپنے پرچارکوں اور کارکنان کو الرٹ کردیا ہے جو مختلف مہمات چلائیں گے۔ آر ایس ایس راشٹرواد اور بھارتیہ سنسکرتی پر فوکس کرتے ہوئے مہم چلائے گا۔ آر ایس ایس کاریہ سیوک رکشا بندھن وجیا دشمی، گرو پورنیما، مکر سنکرانتی جیسے تہواروں کے موقع پر خاص پروگرام منعقد کرکے زیادہ سے زیادہ ہندوؤں کو اپنی اور بی جے پی کی جانب راغب کرنے کی کوشش کرے گا۔ ☐☐

اگر ہندو کہتا ہے کہ ہندوستان میں کوئی مسلمان نہیں رہنا چاہیے تو وہ ہندو نہیں ہے: موہن بھاگوت

آر ایس ایس کے سربراہ موہن بھاگوت نے مسلم راشٹریہ منچ کی ایک تقریب سے خطاب کرتے ہوئے کہا ہے کہ ''ہندو-مسلم اتحاد اپنے آپ میں گمراہ کن ہے، کیونکہ یہ (ہندو اور مسلمان) دونوں الگ الگ نہیں ہیں، بلکہ ایک ہی ہیں۔ ہر ہندوستانی کا ڈی این اے ایک جیسا ہی ہے۔'' موہن بھاگوت نے مزید کہا کہ ''ہم جمہوریت ہیں اور اس میں ہندو یا مسلمان کا دبدبا نہیں ہوتا بلکہ اس میں ہندوستانی کا دبدبا ہوتا ہے۔''

اپنے خطاب کے آغاز میں ہی موہن بھاگوت نے کہا کہ وہ نہ تو شبیہ بنانے اور نہ ہی ووٹ حاصل کرنے کے لئے یہ خطاب کررہے ہیں کیونکہ نہ تو سنگھ سیاست میں ہے اور نہ ہی وہ اپنی شبیہ بنانے کے لیے کوئی کام کرتا ہے۔ اترپردیش اسمبلی انتخابات سے چند ماہ پہلے جب سنگھ سے منسلک برسر اقتدار جماعت بی جے پی کی شبیہ بہت خراب ہورہی ہے اور وہ کئی سوالوں کے گھیرے میں پھنسی ہوئی ہے اس وقت آر ایس ایس کے سربراہ کا مسلم راشٹریہ منچ کے اجلاس سے خطاب کرنا خود اپنے آپ میں یہ ظاہر کرتا ہے کہ بھاگوت بھی ان حالات سے پریشان ہیں۔

موہن بھاگوت نے گائے کے نام پر ہونے والی لنچنگ یا ہجومی تشدد کی مخالفت کرتے ہوئے کہا کہ جو لوگ 'پاک جانور' گائے کی حفاظت کے نام پر لوگوں کو لنچ کرتے ہیں وہ ہندوتوا کے خلاف کام کر رہے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ مسلمانوں کو اس خوف کے جھانسے میں نہیں آنا چاہیے کہ ہندوستان میں اسلام خطرے میں ہے۔ موہن بھاگوت نے اس تعلق سے مزید آگے بڑھتے ہوئے کہا کہ ''اگر کوئی ہندو یہ کہتا ہے کہ ہندوستان میں مسلمان نہیں رہنا چاہیے تو وہ شخص ہندو نہیں ہے۔'' گائے سے ہندوؤں کو عقیدت ہے لیکن جو اس کی حفاظت کے نام پر لوگوں کی جان لے رہے ہیں، وہ ہندوتوا کے مخالف ہیں اور اس میں قانون کو اپنا کام کرنا چاہیے۔

تجزیہ

عبدالعزیز

ممتا بنرجی کے سیاسی عزائم اور بنگال کی بھاجپا میں انتشار

عام طور پر یہ دیکھنے میں آیا ہے کہ ریاست میں الیکشن کے بعد ہنگامہ آرائی ختم ہوجاتی ہے لیکن مغربی بنگال میں ایسا کچھ ہوا نہیں ابھی تک حالات نارمل نہیں ہوئے۔ الیکشن کے فوراً بعد سیاسی تشدد کی لہر شروع ہوگئی جسے بی جے پی نے فرقہ وارانہ رنگ دینے کی کوشش کی۔ ممتا بنرجی حلف وفاداری کے بعد تشدد کو کم کرنے میں بہت حد تک کامیاب ہوئیں حالانکہ گورنر مغربی بنگال نے مودی-شاہ کو خوش کرنے کے لئے ہنگامہ آرائی کو خوب بڑھا چڑھا کر پیش کیا۔ بی جے پی کے لیڈران خاص طور سے شوبھندو ادھیکاری نے تشدد کی بنیاد پر مغربی بنگال میں صدر راج نافذ کرنے کا مرکزی حکومت سے مطالبہ کرڈالا۔ شوبھندو ادھیکاری کے سر میں سر ارجن سنگھ ایم پی اور سمترا خان ایم پی نے بھی ملایا۔ اس کے برعکس بی جے پی کے کچھ لیڈروں نے آواز بلند کی۔ سب سے پہلے موکل رائے کے بیٹے نے ٹویٹ کیا کہ ترنمول کانگریس جو جیت کر حکومت کررہی ہے اس پر تنقید کرنے کے بجائے اپنی پارٹی کا جائزہ لینا زیادہ بہتر ہے۔ ترنمول کانگریس سے بی جے پی میں شامل سابق ریاستی وزیر راجیب بنرجی نے ان لوگوں کو نصیحت کی جو لوگ صدر راج نافذ کرنے کی وکالت کررہے تھے انہوں نے کہا کہ یہ بات اچھی نہیں ہے ایسے مطالبہ سے باز آنا چاہئے۔ انہوں نے ممتا بنرجی کی قائدانہ صلاحیتوں کی تعریف بھی کی۔ مودی جی نے ممتا بنرجی پر نشانہ سادھنے کیلئے ان کے سابق چیف سکریٹری الاپن بندو پادھیائے کو اپنے جال میں پھنسانے کی ہر طرح سے کوشش کی مگر مودی کو اس معاملے میں بھی منہ کی کھانی پڑی۔ شوبھندو ادھیکاری دہلی گئے ہوئے ہیں انہوں نے مودی-شاہ کے علاوہ بی جے پی کے صدر نڈا سے بھی ملاقات کی کہنے کو تو وہ اپنے نئے بزرگوں سے آشیرواد لینے گئے ہیں مگر انہیں ملاقات سے اپنے قد کو دلیپ گھوش (صدر مغربی بنگال بی جے پی) سے بڑھانے کی خواہش ہے۔ دلیپ گھوش سے پوچھا گیا تو انہوں نے کہا کہ انہیں نہیں معلوم ہے وہ کیوں دہلی گئے ہیں۔ شوبھندو ادھیکاری کے سر میں سر ملانے والے ارجن سنگھ اور سمترا خان بھی پہنچے ہوئے ہیں۔ بعد میں کچھ ایم ایل اے بھی پہنچے ہیں کلکتہ میں جو پارٹی کی میٹنگ جائزہ لینے کیلئے ہوئی اس میں بہت سے لوگوں نے شرکت نہیں کی۔ مکل رائے بھی شریک نہیں ہوئے۔ بہت سارے لوگ جو ترنمول سے گئے ہیں وہ بھی واپسی کیلئے پر تول رہے ہیں۔ سونالی گوہا جیسے کچھ لوگوں نے دیدی سے معافی بھی مانگ لی ہے۔ وہ اپنے آپ کو جل بن مچھلی سے تشبیہ دے رہے ہیں۔ ترنمول کانگریس کے لیڈر کنال گھوش نے کہا ہے کہ پینتیس ایم ایل اے ترنمول کانگریس کے ٹچ میں ہیں، اس میں تین ایم پی ہیں۔ کہا جارہا ہے کہ بہت سی ریاستوں میں اپنی ضرورت کے تحت بی جے پی نے کنول آپریشن کرکے مخالف پارٹی میں توڑ پھوڑ کی ہے۔ بنگال میں دو جوڑا پھول کا آپریشن جاری ہے جس سے بی جے پی کو اپنا منتشر کنبہ سنبھالنا مشکل ہورہا ہے۔ مودی جی کو بھی موکل رائے کو فون کرنا پڑ رہا ہے۔ الگ الگ لوگ دہلی جاکر رونا رو رہے ہیں کہ پارٹی کو بنگال میں منتشر ہونے سے بچائیے۔

ایک طرف بی جے پی مغربی بنگال میں اپنے کنبہ کو سنبھالنے میں لگی ہوئی ہے تو دوسری طرف ممتا بنرجی کے عزائم بڑھ رہے ہیں عزائم بڑھانا غلط نہیں ہوتا لیکن حد سے زیادہ ہر چیز نقصان دہ ہوتی ہے۔ پہلا کام انہوں نے یہ کیا کہ اپنے بھتیجے ابھیشیک بنرجی کو، ترنمول کانگریس کا قومی جنرل سکریٹری بنادیا جو پوسٹ پارٹی میں نمبر دو ہوتا ہے اس پر فائز کردیا۔ موکل رائے اور شوبھندو ادھیکاری کو ایک شکایت یہ تھی کل جو سیاست یا پارٹی میں آیا ہے اسے نمبر دو بنانا پرائیوٹ لمیٹڈ بنانے کے ہم معنی ہے اب بھی کچھ لوگوں کو پسند نہیں آیا ہوگا لیکن ممتا بنرجی کے سامنے کوئی مجال ہے کہ منہ کھولے ظاہر ہے غیر جمہوری پارٹی میں ایسا ہوتا ہے لیکن آمریت کی عمر زیادہ نہیں ہوتی۔ ممتا بنرجی اگر یہ سمجھتی ہیں کہ ان کی وجہ سے ہی ترنمول کانگریس کامیاب اور کامران ہوئی ہے تو یہ ان کی خام خیالی ہے۔ بہت سے فیکٹرس بی جے پی کی ہار اور ترنمول کی جیت میں شامل تھے کسی ایک عنصر سے ایسا غیر معمولی نتیجہ سامنے نہیں آیا۔ ممتا بنرجی کی لہر نہیں تھی دراصل مودی اور بی جے پی کے خلاف لہر تھی جس میں ممتا بنرجی کی جدوجہد کا بھی حصہ ہے۔ ممتا بنرجی اگر سمجھتی ہیں کہ سماجی سطح سے بھی بی جے پی اور آر ایس ایس کو شکست دے چکی ہیں تو یہ ان کی بھول ہے۔ بنگال میں بی جے پی کو ۲۹ فیصد لوگوں نے ووٹ دیئے ہیں۔ نندی گرام میں ممتا بنرجی کو ہار کا سامنا کرنا پڑا ہے۔ بی جے پی تین سیٹوں سے ۷۷ سیٹیں حاصل کرنے میں کامیاب ہوئی ہے۔ آر ایس ایس کی جڑیں ممتا بنرجی کے راج میں مضبوط سے مضبوط تر ہوئی ہیں اس میں ممتا بنرجی کی غلط حکمت عملی کو بڑا دخل ہے۔ وہ مسلم نوازی کی کھلے عام بات کرتی رہی ہیں اور زمینی سطح پر مسلمانوں کیلئے کوئی ٹھوس قدم نہیں اٹھایا۔ پہلے انہوں نے ۵۴ سیٹوں پر مسلم امیدواروں کو کھڑا کیا تھا اس بار ۴۰ سیٹوں پر ٹکٹ دیا اس طرح ممتا بنرجی نے قانون ساز ادارے میں مسلمانوں کی نمائندگی کم کی۔ سچر کمیٹی کی سفارشات کو بھی پس پشت ڈال دیا۔ مدرسوں کیلئے کچھ بھی نہیں کیا ملازمت میں مسلمانوں کی شرح فیصد میں کوئی اضافہ نہیں ہوا۔ سروس کمیشن میں ایک مسلمان ممبر رہا کرتا تھا اس میں ممتا بنرجی نے دس سال میں کسی مسلمان کو بنانا گوارا نہیں کیا۔

عالیہ یونیورسٹی، یونانی میڈیکل کالج اور اسپتال اور ملی کالج کی حالت کو ممتا بنرجی نے ذاتی دلچسپی لے کر ناگفتہ بہ اور تشویشناک حالت تک پہنچادیا آرمڈ پولیس کیمپس میں سی پی ایم کے زمانے میں جو مسجد تعمیر ہورہی تھی اسے ۲۰۱۱ء میں اقتدار میں آتے ہی رکوادیا۔ وہاں کیمپس میں چار شاندار مندر ہیں۔ اس طرح مسلمانوں کے بہت سارے مسائل ہیں جنہیں وہ سننا بھی گوارا نہیں کرتیں۔ ہونا تو یہ چاہیے کہ مسلمانوں کے بیباک لیڈروں سے ملیں تاکہ مسلمانوں کی زبردست ناراضگی کا انہیں علم ہو۔ دس سال سے زیادہ ہوگیا مگر انہوں نے ایک دوائمہ کو بلاکر ڈکٹیشن دیا مگر کسی مسلم تنظیم کے سربراہ یا حقیقی لیڈر سے ملنا گوارا نہیں کیا۔ مسلمانوں نے الیکشن میں بی جے پی کے خلاف ووٹ دیئے ہیں اس کا بھی انہیں علم ہو۔ تیسری بات یہ ہے کہ ملک کی دوسری ریاستوں میں ان کی پارٹی ٹی ایم سی کی زمینی سطح پر کوئی بنیاد نہیں ہے۔ لوگ صرف ممتا بنرجی کے نام کو جانتے ہیں یا سن رکھا ہے۔ الیکشن کو تین سال رہ گئے ہیں۔ اس میں انہیں متحد اور منظّم اپوزیشن بنانے میں اہم کردار ادا کرنا چاہیے تاکہ لوک سبھا کے الیکشن میں مودی کو چیلنج دیا جاسکے۔ جس طرح اکھلیش اور تیجسوی یادو نے بنگال میں آکر ان کی حمایت کی وہ اترپردیش میں یا جہاں الیکشن ہونے والا ہے وہاں اپوزیشن پارٹیوں کی مدد کریں خاص طور سے یوپی میں سیمی فائنل ہونے جارہا ہے وہاں بی جے پی کو شکست فاش دلانے میں اپنا اہم کردار ادا کریں۔ بنگال کی سرزمین اور ماحول ہر علاقے اور ریاست میں نہیں ہے اس کو بخوبی ممتا بنرجی اور ابھیشیک بنرجی کو سمجھنا ہوگا۔ بنگال میں ٹی ایم سی سے لوگوں کو لگاؤ ہے یہاں اس کا کچھ کام ہے مگر دوسری جگہوں میں لوگ صرف ممتا بنرجی سے واقف ہیں۔ ٹی ایم سی سے نہیں ممتا بنرجی اگر بعض لوگوں کے بہکاوے میں آکر وزیر اعظم کا خواب دیکھنے لگیں گی تو ان کی خام خیالی ہوگی ابھی وہ مغربی بنگال کو سنبھالیں جہاں انہیں بہت کام کرنا ہے۔ بی جے ممتا بنرجی سے بدلہ لینے کے لئے پر تول رہی ہے۔ ریاست میں غربت اور بے روزگاری دوسری ریاستوں سے زیادہ ہے ایک ماہر معاشیات کا کہنا ہے کہ اگر ممتا بنرجی غربت، افلاس اوز بے روزگاری دور نہیں کرسکیں تو اپوزیشن انعکاس کرسکتی ہے۔

کھیل کی دنیا
ٹیسٹ کرکٹ میں کیشو مہاراج کی ہیٹ ٹرک

کیشو مہاراج ٹیسٹ کرکٹ میں ہیٹ ٹرک انجام دینے والے جنوبی افریقہ کے دوسرے اور کل ملاکر ۴۲ویں بالر بنے۔ انھوں نے گروس آئسلیٹ میں ویسٹ انڈیز کے خلاف کھیلے گئے دوسرے ٹیسٹ کے چوتھے دن ویسٹ انڈیز کی دوسری اننگ میں اپنے نویں اوور میں ایسا کیا جو ویسٹ انڈیز کی اننگ کا ۳۷واں اوور تھا۔ اس پر ہیٹ ٹرک سے جنوبی افریقہ نے اس ٹیسٹ میں ۱۵۸ رن سے جیت اپنے نام کی تھی۔ بائیں ہاتھ سے اسپین بالنگ کرانے والے کیشو مہاراج نے اپنے نویں اوور کی تیسری بال پر کیرون پاول کو انرچ نورٹجی کے ہاتھوں کیچ کراکے اس ہیٹ ٹرک کی شروعات کی تھی۔ چوتھی بال پر جیسن ہولڈر کیگان پیٹرسن کے ہاتھوں اور پھر جوشواڈا اسلوا کو ڈیان مولڈر کے ہاتھوں کیچ کراکے وہ ہیٹ ٹرک کرنے والوں میں جگہ حاصل کرنے میں کامیاب ہوئے۔

ٹیسٹ کرکٹ میں پہلی ہیٹ ٹرک انجام دینے والے پہلے بالر آسٹریلیا کے فیڈریک سپوفورتھ تھے۔ اس تیز بالر نے انگلینڈ کے خلاف ملبورن میں ۷۹-۱۸۷۸ء میں ایسا ورنن رویال، فرانسس میک کینون اور ٹام ایمیٹ کو آؤٹ کر کے ٹیسٹ کرکٹ میں ہیٹ ٹرک کی شروعات کی تھی۔ جنوبی افریقہ کی جانب سے کیشو مہاراج سے پہلے واحد ہیٹ ٹرک انجام دینے والے بالر جیف گریفین تھے۔ دائیں ہاتھ سے تیز بالنگ کرانے والے اس کھلاڑی نے انگلینڈ کے خلاف لارڈز میں ۱۹۶۰ء میں ہوئے ٹیسٹ میں مائیک اسمتھ، پیٹر والکر اور فریڈ ٹرومین کو آؤٹ کر کے ایسا کیا تھا۔ انھوں نے ننانوے کے اسکور پر مائیک اسمتھ کو وکٹ کیپر جان ویٹ کے ہاتھوں کیچ کرایا تھا جبکہ پیٹر والکر اور فریڈ ٹرومین بولڈ ہوئے تھے۔ اس ہیٹ ٹرک کے باوجود جنوبی افریقہ کو اس ٹیسٹ میں ایک اننگ اور ۷۳ رن سے شکست ہوئی تھی۔

کیشو مہاراج کی ہیٹ ٹرک ٹیسٹ کرکٹ میں ۴۶ویں تھی۔ آسٹریلیا کے تھامس جیمس متھیوز اور ہگ ٹرمبل، انگلینڈ کے اسٹورٹ براڈ اور پاکستان کے وسیم اکرم ایسے چار بالر ہیں جنھوں نے دو دو مرتبہ یہ کارنامہ انجام دیا ہے۔ مانچسٹر میں ۱۹۱۲ء میں جنوبی افریقہ کے خلاف آسٹریلیا کے تھامس جیمس متھیوز نے دونوں اننگوں میں ہیٹ ٹرک انجام دی تھی۔ ٹیسٹ کی دونوں اننگوں میں ہیٹ ٹرک کرنے والے وہ واحد بالر ہیں۔ اس ٹیسٹ میں آسٹریلیا نے ایک اننگ اور ۸۸ رن سے جیت حاصل کی تھی۔ آسٹریلیا کے ہگ ٹرمبل ملبورن میں ۰۲-۱۹۰۱ء میں انگلینڈ کے خلاف ٹیسٹ میں اپنی پہلی ہیٹ ٹرک کرنے کے بعد اسی میدان میں ۰۴-۱۹۰۳ء میں دوسری مرتبہ ایسا کرنے میں کامیاب رہے تھے۔ ان دونوں ٹیسٹ میچوں میں آسٹریلیا نے کامیابی اپنے نام کی تھی۔ پاکستان کے وسیم اکرم نے لاہور میں ۹۹-۱۹۹۸ء میں سری لنکا کے خلاف ہیٹ ٹرک کرنے کے بعد اسی ٹیم کے خلاف ڈھاکہ میں اسی سیزن میں دوسری مرتبہ ایسا کیا تھا۔

پہلا ٹیسٹ تو برابر رہا تھا جبکہ ایشیائی ٹیسٹ چمپئن شپ کے فائنل میں پاکستان نے ایک اننگ اور ۱۷۵ رن سے جیت حاصل کی تھی۔ اسٹیورٹ براڈ نے انگلینڈ کے لیے اپنی پہلی ہیٹ ٹرک ہندستان کے خلاف ۲۰۱۱ء میں ناٹنگھم میں انجام دی تھی۔ تین سال بعد وہ اپنی دوسری ہیٹ ٹرک لیڈز میں سری لنکا کے خلاف انجام دینے میں کامیاب ہوئے تھے۔ ویسٹ انڈیز کے خلاف ابھی تک ٹیسٹ کرکٹ میں سات ہیٹ ٹرک ہوئی ہیں۔ اس میں سے تین ہیٹ ٹرک ویسٹ انڈیز میں ہوئی ہیں جبکہ چار مرتبہ ایسا ویسٹ انڈیز سے باہر ہوا ہے۔ ویسٹ انڈیز کے خلاف ہیٹ ٹرک کرنے والے پہلے بالر انگلینڈ کے پیٹر لوڈر تھے۔ دائیں ہاتھ سے تیز بالنگ کرانے والے اس کھلاڑی نے لیڈز میں ۱۹۵۷ء میں ہوئے ٹیسٹ میں ویسٹ انڈیز کی پہلی اننگ میں لگاتار تین بالوں پر تین کھلاڑیوں کو آؤٹ کیا تھا۔ اس ٹیسٹ میں انگلینڈ نے ایک اننگ اور پانچ وکٹ سے جیت اپنے نام کی تھی۔

آسٹریلیا کے تیز بالر مروہیوز نے پرتھ میں ۸۹-۱۹۸۸ء میں ہوئے ٹیسٹ میں ویسٹ انڈیز کے تین کھلاڑیوں کو لگاتار تین بالوں پر آؤٹ کیا تھا۔ ان کی یہ ہیٹ ٹرک دو اننگوں میں مکمل ہوئی تھی۔ ان کے علاوہ دو اننگوں میں ہیٹ ٹرک ویسٹ انڈیز کے تیز بالر کورٹنی والش نے آسٹریلیا کے خلاف اسی سریز میں برسبین میں انجام دی تھی۔ مروہیوز نے ویسٹ انڈیز کی پہلی اننگ کے اپنے ۳۶ویں اوور کی آخری بال پر کرٹلی امبروز کو وکٹ کیپر ایان ہیلی کے ہاتھوں کیچ کرایا۔ اگلے اوور کی پہلی بال پر انھوں نے پیٹرک پیٹرسن کو ٹونی ڈوڈیمیٹ کے ہاتھوں کیچ کرایا۔

ویسٹ انڈیز کی دوسری اننگ میں ان کے پہلے اوور کی پہلی بال پر گارڈن گرینج ایل بی ڈبلیو قرار دیے گئے۔ تین اوور میں ہیٹ ٹرک مکمل کرنے والے مروہیوز واحد بالر ہیں۔ مانچسٹر میں ۱۹۹۵ء میں ہوئے ٹیسٹ میں انگلینڈ کے تیز بالر ڈومینک کورک نے ویسٹ انڈیز کے خلاف تیسری ہیٹ ٹرک کی تھی جبکہ پرتھ میں ۰۱-۲۰۰۰ء میں آسٹریلیا کے تیز بالر گلین میک گراہ نے ہیٹ ٹرک کر کے اپنی ٹیم ایک اننگ اور ۲۷ رن سے جیت دلائی تھی، اس ہیٹ ٹرک میں عظیم بلے باز برائن لارا کی وکٹ بھی شامل تھی۔

ویسٹ انڈیز میں ویسٹ انڈیز کے خلاف پہلی ہیٹ ٹرک انگلینڈ کے تیز بالر متھیو ہوگارڈ نے انجام دی تھی۔ برج ٹاون میں ۰۴-۲۰۰۳ء میں ویسٹ انڈیز کی دوسری اننگ میں انھوں نے ایسا کیا تھا۔ ویسٹ انڈیز کے سبھی کھلاڑی ۴۲.۱ اوور میں ۹۴ رن بنا کر آؤٹ ہوئے تھے اور وہ یہ ٹیسٹ آٹھ وکٹ سے ہاری تھی۔

ہندستان کے جسپریت بمراہ نے کنگسٹن میں ۲۰۱۹ء میں ویسٹ انڈیز کی پہلی ہیٹ ٹرک کی تھی۔ ویسٹ انڈیز کے سبھی کھلاڑی اس اننگ میں ۴۷.۱ اوور میں ۱۱۷ رن بنا کر آؤٹ ہوئے تھے۔ جسپریت بمراہ نے چھ وکٹ لیے تھے جو ٹیسٹ کرکٹ میں ان کی سب سے اچھی بالنگ کارکردگی ہے۔ ہندستان نے اس ٹیسٹ میں ۲۵۷ رن سے جیت حاصل کی تھی۔ ❑❑

طب وصحت
بھنڈی - موسم گرما کی ایک مفید سبزی

بھنڈی موسم گرما کی ایک پسندیدہ سبزی ہے۔ طب یونانی میں مزاج کے اعتبار سے یہ سرد تر درجہ دوم ہے۔ اس میں حیاتین الف، ب، ج، معدنی نمکیات، چونا، فاسفورس، آئیوڈین اور لوہا موجود ہوتے ہیں۔

گھر کے باغیچوں میں بھنڈی کی کاشت بڑی آسانی سے کی جاسکتی ہے، اس کی گھریلو فصل پورے موسم میں آپ کے باورچی خانے کی ضروریات پوری کرسکتی ہے، اسے خشک کر کے محفوظ بھی کیا جاسکتا ہے۔ بھنڈی کی کاشت کے لیے گرم مرطوب موسم موزوں ہوتا ہے، ۲۵ سے ۳۰ درجہ سینٹی گریڈ کی حرارت میں اس کا بیج تیزی سے اگتا اور بڑھتا ہے۔ پنجاب کے میدانی علاقوں میں بھنڈی کی سال میں دو فصلیں کاشت کی جاتی ہیں۔ پہلی فصل فروری سے مارچ کے آخر تک لگائی جاتی ہے، یہ فصل مئی جون تک پھل دیتی ہے۔ دوسری فصل کا بیج جون میں بویا جاتا ہے اور اس کا پھل نومبر تک ملتا رہتا ہے۔

بھنڈی کے لیے زمین تیار کرتے وقت گوبر کی کھاد استعمال کی جاتی ہے، بیج ڈالتے وقت سپر فاسفیٹ کی ضرورت پڑتی ہے۔ سرد موسم میں بیج زیادہ ڈالا جاتا ہے۔ موسم گرم ہو تو کم بیج بھی زیادہ فصل دیتا ہے۔ بیج بونے کے بعد ایک ماہ تک ہر ہفتے ہلکی آبپاشی کی جاتی ہے۔ پودوں کی جڑیں لمبی اور گہری ہوجائیں تو زیادہ پانی دیتے ہیں لیکن وقفہ بڑھا دیا جاتا ہے۔ بھنڈی کا پودا پچاس دن بعد پھل دینے لگتا ہے۔ ہر دوسرے یا تیسرے دن پھل توڑ لینا چاہیے ورنہ وہ سخت ہونے لگتا ہے۔

نائٹروجن اور فاسورس کی کھاد سے بھنڈی کی فصل میں بیماریوں کا مقابلہ کرنے کی صلاحیت بڑھ جاتی ہے۔ اطباء کے نزدیک درجہ دوم میں سرد تر ہونے کی وجہ سے بھنڈی ان لوگوں کے لیے مفید ہے جو گرمی سے پریشان ہوجاتے ہیں۔ اس میں غذائی حرارے کم ہوتے ہیں اس لیے موٹاپا پیدا نہیں کرتی۔ اعصاب کو سکون دیتی ہے، یہ دیر ہضم ہے، پیٹ میں ریاح پیدا کرتی ہے۔ کالی مرچوں سے اس کی کچھ اصلاح ہوجاتی ہے۔ بھنڈی کا سالن پکاتے وقت اسے گھی میں تلنا یا زیادہ دیر تک بھوننا نہیں چاہیے۔ آگ پر زیادہ دیر رکھنے سے اس میں شامل وٹامن اور کئی مفید اجزاء ضائع ہوجاتے ہیں۔ بھنڈی کو باریک کھاٹ کر سلاد میں شامل کر کے کچا بھی کھایا جاسکتا ہے۔

سالن کے علاوہ بھنڈی بطور دوا بھی استعمال کی جاتی ہے۔ مثانے کے ورم، پیشاب کی نالی میں سوزش اور پیشاب میں جلن ہو تو بھنڈی کا جوشاندہ فوری طور پر سکون دیتا ہے، ڈیڑھ چھٹانک بھنڈیاں اتنے ہی پانی میں تین منٹ تک اُبال کو جوشادہ تیار کیا جاتا ہے۔ اسے چھان کر اور چینی ملا کر مریض کو دیتے ہیں۔ سبز اور نرم بھنڈیوں کو خشک کر کے ان کا سفوف بنالیا جائے تو ہر موسم میں بطور دوا اس سے فائدہ اُٹھایا جاسکتا ہے۔ ❑❑

دہی کے انسانی جسم پر اثرات

دہی انسانی صحت کے لیے مفید ترین غذاؤں میں سے ایک ہے۔ یہ کیلشیم سے بھرپور ہوتا ہے جو ہڈیوں کو مضبوط بناتا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ یہ پروٹین سے بھی بھرپور ہوتا ہے جو مسلز مضبوط بنانے میں مددگار رہوتے ہیں۔ اس کے علاوہ کھانے کے بعد دہی کا استعمال کیا جائے تو یہ کھانا جلد ہضم کرنے میں مدد دیتا ہے اور دیگر کھانوں کی غذائیت جذب کرنے میں بھی انسانی جسم کے معاون کا کام کرتا ہے۔ یہ بہترین اینٹی آکسیڈنٹ بھی ہے یعنی جسم کو زہریلے مادّے اور خطرناک مواد سے پاک بھی کرتا ہے۔ دہی میں موجود بیکٹیریا قوتِ مدافعت میں اضافے کا باعث ہوتا ہے۔ اس طرح اس میں انسانی جسم کے لیے ضروری وٹامنز بھی کافی مقدار میں موجود ہوتے ہیں۔ اسے سر پر لگا کر آپ خشکی سے نجات بھی حاصل کرسکتے ہیں۔ اس کے علاوہ اس میں وٹامن ای، زنک اور فاسورس ہوتے ہیں جو انسانی جلد کے لیے انتہائی مفید ہیں۔

ادبیات

ماں کی چشم مہرباں ہے دلنواز و جانفروز

مولانا سیّد محمد ثانی حسنی

لائق حمد و ستائش ہے تو ہی پروردگار — تیرے احسانات ہم پر بے حساب و بے شمار
کیا زمین و آسماں کیا مہر و ماہ و انس و جاں — ہر جگہ تیری حکومت سب پہ تیرا اقتدار
ایسی ایسی نعمتیں بخشی ہیں تو نے اے خدا — جن کو پاکر حق تو یہ ہے جان و دل سے ہوں نثار
صرف تیرا ہی کرم خالص ترا احسان ہے — ورنہ اس قابل کہاں ہم کمترین و خاکسار
تیری رحمت کے تصدق تیری شفقت کے نثار

ایسی ماں جس نے مصیبت جھیل کر پالا ہمیں — ایسی ماں جس نے دیا ہر ہر قدم پر اپنا پیار
ایسی ماں جس نے ہمیں اخلاق کی تعلیم دی — ایسی ماں جس نے بنایا حق شناس و حق شعار
علم کی راہیں ہمارے واسطے ہموار کیں — کی دعائیں لی بلائیں لمحہ لمحہ بار بار
مختصر سے لفظ 'ماں' میں کتنی عظمت ہے نہاں — ہے عیاں کیسی وفا کتنی محبت آشکار
صرف تیرا ہے کرم، خالص ترا احسان ہے — ورنہ اس قابل کہاں ہم کمترین و خاکسار
تیری رحمت کے تصدق تیری شفقت کے نثار

ماں کی چشم مہرباں ہے دلنواز و جانفروز — ماں کا ہر موجِ تبسم ہے نسیم مشکبار
ماں کا دل سرچشمۂ رحم و کرم، مہر و وفا — ماں کے میٹھے بول میں پوشیدہ تسکین و قرار
ماں کے ہی قدموں تلے جنت کی نہریں ہیں رواں — ماں کی آغوشِ محبت میں ہے جنت کی بہار
جو ملی عزت ہمیں ماں کی دعاؤں سے ملی — ماں کے صدقے سے ہوئے ہم ہر خوشی سے ہمکنار
صرف تیرا ہے کرم خالص ترا احسان ہے — ورنہ اس قابل کہاں ہم کمترین و خاکسار
تیری رحمت کے تصدق تیری شفقت کے نثار

تو نے بخشی اے خدا اپنے کرم سے ہم کو ماں — نیک خو پاکیزہ رو، ہمدرد و مشفق غمگسار
ایسی مشفق ماں کو یارب تو جزائے خیر دے — ہر دم و لحظہ ہو ان پر تیری رحمت نور بار
اے خدا اپنے کرم سے تو ہمیں توفیق دے — زندگی بھر ہم رہیں ماں باپ کے خدمت گزار
صرف تیرا ہے کرم خالص ترا احسان ہے — ورنہ اس قابل کہاں ہم کمترین و خاکسار
تیری رحمت کے تصدق تیری شفقت کے نثار

اے خدا بندوں پہ تو ہے ماں سے زیادہ مہرباں — ماں سے زیادہ تو ہے مشفق ماں سے زیادہ غمگسار
تو ہے اللہ تو ہے رحماں تو ہے والی تو رحیم — تو ہے ربّ العالمین تو مالک یوم القرار
حمد تیری ہم کریں، کرتے رہیں شام و سحر — ہو نہیں سکتا ادا حق ہم کریں کوشش ہزار
ہم صفت تیری بیاں کرتے رہیں گے رات دن — ہم زبان شکر سے کہتے رہیں گے بار بار
صرف تیرا ہے کرم خالص ترا احسان ہے — ورنہ اس قابل کہاں ہم کمترین و خاکسار
تیری رحمت کے تصدق تیری شفقت کے نثار

جانے کیا بات ہے دل کو مرے راحت بھی نہیں

ذکی طارق بارہ بنکوی

حیراں ہوں ان کا مجھے شوقِ زیارت بھی نہیں — اور آنکھوں میں کوئی دوسری صورت بھی نہیں
بھر لوں مٹھی میں ستارے مجھے خواہش بھی ہے — کیا کروں میری چھلانگوں میں یہ رفعت بھی نہیں
حوروں کے قرب کی امید بھی رکھتا ہوں بہت — اور اعمال کی تقدیر میں جنت بھی نہیں
ان کے بن زندگی کٹ بھی نہیں سکتی میری — سوچوں تو ان سے کوئی خاص محبت بھی نہیں
اس کی ہمراہی مری زیست کا حاصل بھی ہے — اس کو پاجانے کی دل میں مرے حسرت بھی نہیں
اس کے ہی وصل کا ہر وقت ہے نشہ رہتا — اس کی مدت سے میسر مجھے قربت بھی نہیں
ہو جو تشخیص تو نکلے نہ مرض بھی کوئی — جانے کیا بات ہے دل کو مرے راحت بھی نہیں
کیا عجب ہے کہ جسے ڈھونڈتا رہتا ہوں میں
اس کی ہی مجھ کو ذکی کوئی ضرورت بھی نہیں

لگاؤ ہوتا تو دردِ نہاں سمجھ لیتا

فاروق ارگلی

خموشیوں کی اگر وہ زباں سمجھ لیتا — تو اپنے بارے میں میرا بیاں سمجھ لیتا
نگاہ ہوتی تو وہ دل میں جھانک سکتا تھا — لگاؤ ہوتا تو دردِ نہاں سمجھ لیتا
حیات ایک تماشہ تھی میں تماشائی — تو پھر تماشے کو کیوں امتحاں سمجھ لیتا
اُجاڑ دیتا وہ خود اپنے ہاتھ سے گلشن — حدیثِ گل کو اگر باغباں سمجھ لیتا
بس اِک نگاہ میں مجھ کو خرید سکتا تھا — اگر وہ خوبیِ جنسِ گراں سمجھ لیتا
کبھی اٹھاتا نہ دستِ طلب تری جانب — زمین خود کو تجھے آسماں سمجھ لیتا
بھٹکتے راہی کو منزل ضرور مل جاتی — جو گردِ راہ کو بھی کارواں سمجھ لیتا
خود اپنے آپ کو فاروق جب سمجھ نہ سکا
ترے کلام کو کیوں یہ جہاں سمجھ لیتا

بقیہ: —— گاہے گاہے باز خواں...

مسلمان یا عیسائی بن جاتا ہے تو وہ ریزرویشن سے محروم ہو جاتا ہے جبکہ کوئی دلت اگر ہندو، سکھ یا بودھ بن جاتا ہے تو اسے ریزرویشن کی مراعات حاصل رہتی ہیں۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ دلتوں کیلئے ریزرویشن میں جتنا رول پسماندگی کا ہوتا ہے اتنا ہی مذہب کا بھی ہوتا ہے اس لیے مسٹر ملہوترہ اور ان کی پارٹی بی جے پی کی یہ بات سو فیصد غلط ہے کہ ملک میں مذہب کی بنیاد پر کسی کو ریزرویشن نہیں دیا جا سکتا۔

اس سچائی سے بھی انکار ممکن نہیں ہے کہ اسلام میں ہر شخص کو مساویانہ حقوق حاصل ہونے کی وجہ سے ان میں دلت یا ذات پات کا کوئی تصور نہیں ہے تمام مسلمان آپس میں ایک دوسرے کو بھائی اور اپنے مساوی سمجھتے ہیں اور جو بھی مذہب تبدیل کر کے اسلام میں داخل ہوتا ہے اسے بھی مسلم سماج میں دیگر مسلمانوں کی طرح مساوی درجہ دیا جاتا ہے۔ البتہ عیسائیت میں تبدیلیٔ مذہب کے باوجود دلت کا تصور ختم نہیں ہوتا۔ رہی بات ریزرویشن کی تو اگر اس کی بنیاد مذہب نہیں پسماندگی ہے تو یہ تین مخصوص مذاہب تک محدود نہیں ہونا چاہیے۔ جو لوگ یہ شور مچاتے ہیں کہ دلتوں کے ریزرویشن کے دائرے میں کچھ اور مذاہب کے پسماندہ لوگوں کو شامل نہیں کیا جا سکتا کیونکہ یہ مذہب کی بنیاد پر ریزرویشن ہوگا وہ حقیقت میں بددیانتی کرتے ہیں، اگر وہ اپنے موقف کے تئیں اتنے ہی ایماندار ہیں تو وہ دلتوں کے لیے مخصوص ریزرویشن سے مذہب کی بنیاد کیوں نہیں ختم کرتے جس سے ملک کی فرقہ پرستانہ ذہنیت کی بو آتی ہے اور آئین میں مذہبی تعصب سے کام لینے کا الزام لگایا جاتا ہے۔ آخر دلت ہندوؤں، سکھوں، بودھوں اور اقلیتوں میں یہ تفریق کیوں؟ ایک دلت ہندو مسلمان یا عیسائی بن جاتا ہے تو وہ ریزرویشن سے محروم کیوں ہو جاتا ہے؟ یہ سوال انتہائی شدت کے ساتھ اپنے جواب کا طالب ہے اور ہمیں یقین ہے کہ ایک نہ ایک دن انسانی مساوات کے ان دشمنوں کو اس کا جواب دینا ہی ہوگا۔

بقیہ: —— دریچے

اچھے دن غائب ہوتے نظر آ رہے ہیں، کیونکہ عوام نے آنکھیں کھولنی شروع کر دی ہیں اور وہ زمینی حقیقت کو سمجھنے لگے ہیں ان کو احساس ہو گیا ہے کہ وہ اچھے دنوں کے نعرے میں چھلے گئے ہیں۔

بی جے پی کو آج ہر ریاست میں پریشانی کا سامنا ہے چاہے وہ اتر پردیش ہو، چاہے وہ کرناٹک ہو، چاہے وہ مدھیہ پردیش ہو، اتراکھنڈ میں چار مہینے میں ہی وزیر اعلیٰ بدلنے کی مجبوری ہے کیونکہ چار ماہ پہلے جس کو وزیر اعلیٰ بنایا گیا تھا اس نے استعفیٰ دے دیا ہے۔ اس کے سب سے پرانے سیاسی ساتھی اکالی دل اور شیو سینا اس کا ساتھ چھوڑ چکے ہیں اور کورونا وبا نے جس طرح گورننس کی پول کھولی ہے اس نے عوام کو خواب سے باہر بھی نکالا ہے اور اس کی وجہ سے ان کے غصہ میں اضافہ ہو رہا ہے۔ اب حکمراں جماعت کی سب سے بڑی پریشانی یہ ہے کہ عوام خواب غفلت سے باہر آ گئے ہیں اور حقیقت کو دن کی روشنی میں جاگتے ہوئے دیکھ رہے ہیں۔

اعلان مفقود الخبر

منجانب امارت شرعیہ راجستھان

شاخ پھلودی، ضلع جودھپور، راجستھان

—— معاملہ نمبر: ۱۴۴۲۸/ ۵۷ ——

شاہدہ بانو بنت اسحاق محمد، اسلامیہ مسجد کے پاس، پیپلی چوک، جھنجھنو، راجستھان

بنام

سیّد انتخاب عالم ولد معین الدین قاضی، محلّہ لاٹیکان، جودھپور، راجستھان

اطلاع بنام فریق

معاملہ فریق اوّل نے فریق دوم کے خلاف محکمہ شرعیہ امارت شرعیہ راجستھان جودھپور میں عرصہ گیارہ سال سے غائب ولاپتہ ہونے کی بنیاد پر نکاح فسخ کرنے کا دعویٰ دائر کیا ہے۔ اس اعلان کے ذریعہ آگاہ کیا جاتا ہے کہ آپ جہاں کہیں بھی ہوں فوراً اپنی موجودگی کی اطلاع دیں اور آئندہ تاریخ سماعت ۶/ ذی الحجہ ۱۴۴۲ھ مطابق ۱۷/ جولائی ۲۰۲۱ء بروز سنیچر تین بجے آپ خود مع گواہان وثبوت محکمہ شرعیہ امارت شرعیہ جودھپور حاضر ہو کر رفع الزام کریں۔ واضح رہے کہ تاریخ مذکورہ پر حاضر نہ ہونے پر اور کوئی پیروی نہ کرنے پر معاملہ ہذا کا تصفیہ کیا جا سکتا ہے۔ فقط

مہر

قاضی شریعت محکمہ شرعیہ امارت شرعیہ راجستھان
مسلم مزدور کالونی، پرتاپ نگر، جودھپور، راجستھان

عیدالاضحیٰ کے پُرمسرّت ومبارک موقع پر
ہفت روزہ
الجمعیۃ نئی دہلی کا
عیدالاضحیٰ نمبر
اپنی تمام تر خصوصیات کے ساتھ انشاء اللہ ۱۶/ جولائی ۲۰۲۱ء کو منظر عام پر آ رہا ہے۔ قارئین حضرات نوٹ فرمالیں۔
مضمون نگار حضرات ۱۹/ جولائی ۲۰۲۱ء تک اپنی نگارشات ارسال فرما کر ممنون فرمائیں
صفحات ۱۶ | سائز: ۲۲×۳۲/۴ | قیمت ۵ روپے
رابطہ ہفت روزہ الجمعیۃ، مدنی ہال (بیسمینٹ) ۱ بہادر شاہ ظفر مارگ، نئی دہلی ۲
موبائل: 09868676489 — ای میل: aljamiatweekly@gmail.com

مرکز تحفظ اسلام ہند کے زیر اہتمام کل ہند نعتیہ مشاعرہ کا انعقاد، ملک کے مشہور شعراء نے کی شرکت

بنگلور، ۲۶/ جون: مرکز تحفظ اسلام ہند کے زیر اہتمام گزشتہ دنوں عظیم الشان آن لائن کل ہند نعتیہ مشاعرہ کا انعقاد ہوا جس کی صدارت مرکز تحفظ اسلام ہند کے سرپرست حضرت مولانا محمد عمرین محفوظ رحمانی صاحب (سکریٹری آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ) نے فرمائی جبکہ نظامت کے فرائض مدرسہ تعلیم القرآن شاخ دارالعلوم ندوۃ العلماء کے صدر المدرسین مولانا غفران احمد ندوی نے انجام دیئے۔ نعتیہ مشاعرہ میں ملک کے مشہور ومعروف شعراء اسلام نے شرکت کی۔ اس موقع پر اپنے صدارتی خطاب میں حضرت مولانا محمد عمرین محفوظ رحمانی صاحب نے فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت اور الفت رکھنا ایمان کا تقاضا ہے اور محبت کا معیار اور تقاضا یہ ہے کہ ہمیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت اپنی جان ومال، اولاد ووالدین، عزیز واقارب حتیٰ کہ ہر عزیز چیز سے زیادہ ہونی چاہیے اور یہی دین وایمان کی اساس اور بنیاد ہے اور اگر اس میں کمی ہوگی تو دین وایمان میں کمی اور خامی باقی رہ جائے گی۔ اس موقع پر عالمی شہرت یافتہ شعراء عظام قاری اسعد بستوی (ممبئی)، قاری تابش ریحان (مئوناتھ بھنجن)، قاری ضیاء الرحمٰن فاروقی (ڈائریکٹر تحفظ دین میڈیا سروس)، قاری محمد عمران مصباحی (رکن مرکز تحفظ اسلام ہند)، قاری محمد اسامہ قاسمی (فیض آباد، یوپی) وغیرہ نے منفرد انداز اور مسحور کن لہجے میں قیمتی اور ایمان افروز اشعار ونعتیہ کلام پیش کرتے ہوئے سامعین کے دلوں کو مزین کر دیا۔ اس عظیم الشان کل ہند نعتیہ مشاعرہ کا آغاز مرکز تحفظ اسلام ہند کے آرگنائزر حافظ محمد حیات خان کی تلاوت سے ہوا۔ جبکہ مرکز کے رکن شوریٰ قاری عبد الرحمٰن الخبیر قاسمی بستوی نے تمام شعراء کا استقبال کرتے ہوئے مرکز کی خدمات پر مختصراً روشنی ڈالی۔ پروگرام کے اختتام پر مرکز کے بانی وڈائریکٹر محمد فرقان نے تمام ہی شعراء، مہمانان خصوصی اور آنے والے سامعین کا شکریہ ادا کیا۔

بقیہ — نفاق اور منافقت....

نے لی ہوگی۔ یہ حضرت مہدی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا لشکر ہوگا۔ اور آخری وقت زمانہ قرب قیامت میں خلافت اسلامیہ کا مرکز ومحور ارض مقدسہ ہوگی۔ قیامت سے قبل مدینہ منورہ ویران ہو جائے گا اور بیت المقدس آباد ہوگا، تو یہ زمانہ بڑی لڑائیوں اور فتنوں کا ہوگا، اس کے بعد دجال کا خروج ہوگا۔ دجال شام اور عراق کے درمیان میں سے نکلے گا۔ دجال کا فتنہ اس امت کا بہت بڑا فتنہ ہے اس سے ہر نبی نے اپنی قوم کو ڈرایا۔ مگر دجال مکہ، مدینہ، بیت المقدس اور کوہ طور میں داخل نہیں ہو سکے گا۔ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کا نزول بھی ان ہی علاقوں دمشق کے مشرق میں سفید مینار کے پاس ہوگا۔ اور وہ دجال کو باب لد کے پاس قتل کریں گے۔ باب لد فلسطین کے علاقے میں بیت المقدس کے قریب ہے، جس پر اسرائیل غاصب نے قبضہ کر رکھا ہے۔ اور اسی طرح فتنہ یاجوج وماجوج کی ہلاکت اور انتہاء بھی بیت المقدس کے قریب جبل الخمر کے پاس ہوگی۔ یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہیکہ قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی کہ جب تک یہودیوں کو صفحہ ہستی سے مٹا نہ دیا جائے، آج پوری دنیا سے یہودی اپنے مقتل ''اسرائیل'' میں جمع ہو رہے ہیں، قیامت سے پہلے یہ وقت ضرور آئے گا کہ مسلمان یہودیوں کو چن چن کر قتل کریں گے اور ایک بار پھر اللہ تعالیٰ کے حکم سے قیامت کے قریب حضرت امام مہدی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ظہور کے بعد ایک مومن جماعت کے ہاتھوں بزور شمشیر مسلمانوں کا قبلہ اول بیت المقدس فتح ہوگا۔ بیت المقدس اور فلسطین کے موجودہ حالات سے یہ بات واضح ہیکہ وہ وقت اب قریب ہے، لہٰذا مسلمانوں کو چاہیے کہ وہ قبلہ اول کی حفاظت اور آزادی کیلئے ہمہ وقت تیار رہیں اور اپنی نسلوں کو اسکی تاریخ سے واقف کرواتے ہوئے اسکی بازیابی کیلئے تیار کریں!

اٹھ باندھ کمر مرد مجاہد کا جگر لے
مومن ہے تو پھر مسجد اقصیٰ کی خبر لے ◻◻

بقیہ — نفاق اور منافقت....

سے روایت ہے، رسول اللہؐ نے فرمایا: مومن کی مثال کھیتی کے پودوں کی طرح ہے کہ ہوا کبھی اس کو اِدھر اُدھر جھکا دیتی ہے اور کبھی سیدھا کر دیتی ہے۔ اور منافق کی مثال صنوبر کے درخت کی طرح ہے کہ وہ ہمیشہ سیدھا قایم ودایم رہتا ہے، یہاں تک کہ ایک ہی دفعہ اکھڑ جاتا ہے۔ (بخاری)

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں، رسول اللہؐ نے فرمایا: جو مومن قرآن پڑھتا ہے اور اس پر عمل کرتا ہے وہ مثل سنگترے کے ہے، جس کا مزہ اچھا ہے اور بو بھی اچھی ہے۔ اور جو مسلمان قرآن نہیں پڑھتا اور عمل کرتا ہے، تو وہ کھجور کی طرح ہے کہ اس کا مزہ تو اچھا ہے، مگر بو کچھ نہیں۔ اور اس منافق کی مثال جو قرآن پڑھتا ہے، خوشبودار پھول کی طرح ہے کہ اس کی بو تو اچھی ہے، مگر مزہ کڑوا ہے۔ اور اس منافق کی مثال جو قرآن نہیں پڑھتا اندرائن کے پھل کی سی ہے، جس کا مزہ بھی برا ہے اور بو بھی خراب۔ (بخاری)

نفاق سے نجات کا راستہ: توبہ

جیسا کہ اوپر گزرا، منافقین کو قیامت میں سخت ترین عذاب دیا جائے گا۔ ارشادِ ربانی ہے: ایقین جانو کہ منافقین جہنم کے سب سے نچلے طبقے میں ہوں گے اور ان کے لیے تم کوئی مددگار نہیں پاؤ گے، البتہ جو لوگ توبہ کر لیں گے، اپنی اصلاح کر لیں گے، اللہ کا سہارا مضبوطی سے تھام لیں گے اور اپنے دین کو خالص اللہ کے لیے بنا لیں گے، تو ایسے لوگ مومنوں کے ساتھ شامل ہو جائیں گے، اور اللہ مومنوں کو ضرور اجرِ عظیم عطا کرے گا۔ (النساء) اسود سے روایت ہے کہ ہم اور چند دوسرے لوگ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک صحابی حذیفہ بن یمان آئے اور سلام کیا۔ پھر کہا کہ نفاق ایسی بلا ہے جو تم سے اچھے لوگوں پر نازل ہو چکی ہے۔ میں نے ذرا تعجب سے کہا: سبحان اللہ! اللہ تعالیٰ تو فرماتا ہے کہ منافق دوزخ کے نچلے حصّے میں رہیں گے! حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ مسکرائے اور حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ اٹھ کر مسجد کے ایک گوشے میں بیٹھ گئے۔ حضرت عبداللہ کے شاگرد بھی اٹھ گئے۔ حضرت حذیفہ نے ایک کنکری میری طرف پھینکی اور اشارے سے اپنے پاس بلایا اور کہا: میں عبداللہ بن مسعود کے مسکرانے سے تعجب میں پڑ گیا، کیونکہ جو کچھ میں نے کہا، وہ انھوں نے اچھی طرح سمجھ لیا۔ بے شک نفاق اس قوم پر آیا جو تم سے بہتر تھی پھر اسلام سے پھر گئی، پھر توبہ کی تو اللہ تعالیٰ نے ان کی خطا کو معاف کر دیا۔ (بخاری: ۴۶۰۲) ◻◻

دنیا کا عظیم ترین
سکندر اعظم بھارت میں طاقت کا کیپسول
نیا بھروسہ ایک ہی کیپسول سے زبردست طاقت و جسمانی کمزوری دور کریں
میڈیکل اسٹور سے خریدیں یا فون کریں:
09212358677, 09015270020

جمعیۃ علماء ہند کے محترم صدر اور دارالعلوم دیوبند کے معاون مہتمم
امیرالہند حضرت مولانا قاری **سیدمحمد عثمان** صاحب منصورپوری نوراللہ مرقدہٗ
کی حیات و خدمات پر مشتمل
ہفت روزہ الجمعیۃ نئی دہلی کا
امیرالہند رابع نمبر
انشاء اللہ ماہ اگست ۲۰۲۱ء کے آخر تک منظرعام پر آرہا ھے
جس میں امیرالہندؒ کے احوالِ زندگی، قومی وملّی خدمات اور دینی، علمی واصلاحی سرگرمیاں تفصیل کے ساتھ پیش کی جائیں گی
مضمون نگار حضرات اپنے مضامین ۳۱/ جولائی ۲۰۲۱ء تک حسب سہولت دستی، بذریعہ ڈاک یا بذریعہ ای میل ارسال فرما کر ممنون فرمائیں
رابطہ ہفت روزہ الجمعیۃ، مدنی ہال (بیسمینٹ) ۱ بہادر شاہ ظفر مارگ، نئی دہلی ۲
موبائل: 09868676489 — ای میل: aljamiatweekly@gmail.com

جمعیۃ علماء ضلع نئی دہلی کو ماڈل یونٹ بنایا جائے گا

تنظیم کے اجلاس منتظمہ میں اصلاح معاشرہ، تعلیم بالغان سمیت کئی اہم امور پر فیصلہ

نئی دہلی ۲ر جولائی ۲۰۲۱ء: جمعیۃ علماء ضلع نئی دہلی کے مجلس منتظمہ کا اہم اجلاس مدرسہ تعلیم القرآن تکیہ کالے خان نئی دہلی میں مولانا قاسم نوری صدر جمعیۃ علماء نئی دہلی کے زیر صدارت منعقد ہوا، جس میں تنظیمی استحکام، تعلیم بالغان، اصلاح معاشرہ اور جدید دفتر کے قیام پر خاص طور سے غور وخوض ہوا۔ مجلس کا آغاز مولانا شفیق احمد القاسمی مالیگانوی کی تلاوت سے ہوا، جب کہ سابقہ کارروائی کی خواندگی جناب اسعد میاں ناظم جمعیۃ علماء نئی دہلی نے کی۔

اجلاس میں موجودہ حالات میں خود کو اندر سے مستحکم کرنے اور دنیا کے لوگوں کے لیے مفید بنانے کے پہلوؤں پر غور ہوا، اس موقع پر اپنے خطاب میں صدر اجلاس مولانا قاسم نوری نے کہا کہ ہمیں فرد کی تعمیر کرنی ہے، کیوں کہ جب تک فرد کی تعمیر نہیں ہوگی، ملت کی تعمیر نہیں ہوگی۔ انھوں نے کہا کہ جب انسان خود کے لیے کارگر نہیں ہوسکتا، وہ دوسروں کے لیے کیا کارگر ہوگا۔ اس لیے جمعیۃ علماء ضلع نئی دہلی یہ فیصلہ کرتی ہے کہ اصلاح معاشرہ اور تعلیم بالغان کے ذریعہ ملت کے نوجوانوں کی اصلاح اور ان کے اندر خودی کی پہچان پیدا کرنے کی کوشش کی جائے گی۔ انھوں نے کہا کہ نئی دہلی ہندستان کی سیاست کا محور ہے، اس لیے ہمارا ضلع ملک بھر میں قائم جمعیۃ علماء کی یونٹوں کے لیے ماڈل ہونا چاہیے۔ اس موقع پر خادم الحجاج اسعد میاں ناظم جمعیۃ علماء نئی دہلی نے کہا کہ جمعیۃ علماء ہند کے صدر حضرت مولانا محمود مدنی کی ہر ہدایت اور جمعیۃ علماء کے دستور میں موجود رہنما اصول کو نئی دہلی میں نافذ کیا جائے گا، انھوں نے نئی دہلی میں جمعیۃ علماء سے محبت کرنے والوں سے اپیل کی کہ وہ آگے آئیں اور جمعیۃ علماء کے اس کارواں میں ہمارا حصہ بنیں، اللہ ان کو مقام عطا کرے گا۔ مجلس منتظمہ نے اپنے اجلاس میں فی الوقت تعلیم بالغان پر توجہ دینے کا فیصلہ کیا، اس کے لیے دینیات کا نصاب مطالعہ کے بعد نافذ کیا جائے گا، اس موقع پر رکن منتظمہ مولانا یٰسین جہازی نے کہا کہ انھوں نے مطالعہ کرکے تعلیم بالغان پر کچھ مواد تیار کیے ہیں، ان کا بھی مطالعہ کیا جائے۔ اصلاح معاشرہ سے متعلق یہ طے ہوا کہ مرکزی دفتر جمعیۃ علماء ہند اور صوبائی دفتر سے جو بھی ہدایت آئے گی اس پر عمل کیا جائے گا۔

اس اجلاس میں جمعیۃ علماء نئی دہلی کے لیے ایک جدید دفتر پر بھی غور ہوا، چنانچہ یہ طے ہوا کہ اس کو حاصل کرنے کے لیے ایک تین رکنی کمیٹی بنائی جائے جس کا جناب رفیق احمد نائب صدر جمعیۃ علماء نئی دہلی کو کنوینر بنایا گیا، باقی دو ارکان مولانا قاسم نوری اور جناب اسعد میاں ہوں گے۔ نیز صدر صاحب کو اختیار دیا گیا کہ وہ مالی فراہمی کے لیے تدابیر اختیار کریں۔ نئی دہلی یونٹ کے خازن جناب محمد مبشر صاحب نے مالی نظام کو مستحکم کرنے کے طور طریقوں پر روشنی ڈالی۔

جناب اسعد میاں جنرل سکریٹری جمعیۃ علماء نئی دہلی کی سفارش پر جناب مولانا غیاث الدین مظاہری صاحب امام وخطیب جامع مسجد ترکمان گیٹ اور جناب مولانا سلمان صاحب امام وخطیب این جے پی کالونی مسجد کو ضلع کا سکریٹری مقرر کیا گیا۔ اجلاس کا اختتام نائب صدر کی دعاء پر ہوا۔ اجلاس میں صدر اجلاس وناظم کے علاوہ مولانا ابوبکر صاحب نائب صدر، مولانا عظیم اللہ قاسمی، ڈاکٹر ابومسعود، مولانا شفیق احمد القاسمی مالیگانوی، مولانا علیم الدین اجمیری، مولانا یاسین جہازی، جناب حافظ محمد افضل، مولانا عرفان قاسمی، مولانا غیاث مظاہری، مولانا سلمان، محمد جاوید، جناب محمد مبشر خازن، رفیق احمد عرف لڈو نائب صدر، حافظ توحید عالم، قاری حفظ الرحمٰن، مولانا رفیق عالم مظاہری، حافظ عبدالحلیم وغیرہ شریک تھے۔

وسیم رضوی کے خلاف لدھیانہ میں مسلمانوں کا شدید احتجاج

لدھیانہ، ۳ر جولائی ۲۰۲۱ء: مقدس قرآن شریف کی شان میں بار بار گستاخیاں اور بے ادبی کرکے بھارت میں آباد امن پسند مسلم بھائی چارے کے مذہبی جذبات کو ٹھیس پہنچانے والے شیعہ وقف بورڈ یوپی کے سابق چیئرمین وسیم رضوی کے تئیں مسلمانوں میں بھاری غم وغصہ ہے۔ وسیم رضوی کے خلاف مقدمہ درج کرکے اس کو گرفتار کیے جانے کی مانگ کو لے کر آج مسلم بھائی چارے کے لوگوں نے بارہ بجے دوپہر ادارہ شرعیہ پنجاب کے زیر اہتمام جمع ہوکر ڈی سی پی ہیڈ کوارٹر محترمہ اشونی گوٹیال آئی پی ایس لدھیانہ کو ایف آئی آر درج کرنے اور جناب سکتر سنگھ بل اے ڈی سے ضلع لدھیانہ کے ذریعے راشٹرپتی جناب رام ناتھ کووند کو میمورنڈم بھیج کر رضوی کو گرفتار کرنے کی مانگ کیں۔ اس موقع پر مولانا حسن رضا قادری، حافظ شمشاد رضا نعیمی، مفتی شرف عالم نظامی، ادارہ شرعیہ پنجاب کے صدر الحاج مولانا محمد فاروق عالم نے کہا کہ ہندوستانی قانون کے طرف سے ملک میں بولنے لکھنے کی آزادی دیئے گئے اختیارات کا وسیم رضوی جیسے فرقہ وارانہ ذہنیت والے لوگ ناجائز فائدہ اٹھاتے ہوئے غلط حرکات کرکے بھارت کی ایکتا، اکھنڈتا اور آپسی بھائی چارے کو توڑنے کی ناپاک کوششیں کر رہے ہیں۔ وسیم رضوی کی طرف سے قرآن کریم کے بارے میں کی گئی غلط بیان بازی کی سخت مذمت کرتے ہوئے آنریبل سپریم کورٹ نے رضوی کی عرضی کو حالانکہ پہلے ہی خارج کرکے اس کو پچاس ہزار روپے کا جرمانہ بھی کیا لیکن پھر بھی اپنی شیطانی منصوبوں کو ظاہر کرتے ہوئے پچھلے دنوں خود ہی مقدس قرآن کی ۲۶ آیتوں کو نکال کر اپنی الگ سے قرآن کی کاپی چھپوائی اور اس کتاب کا نام مثلث التوحید رکھا۔ اور ان کی مذکورہ ۲۶ آیات کو یہ رضوی شیطان ایک ویڈیو کلپ بنا کر پھاڑتا دکھائی دے رہا ہے۔ رضوی کی اس حرکت نے بھارتی مسلمانوں کے دلوں کو جھنجھوڑ کر رکھ دیا ہے۔ وسیم رضوی کے خلاف سخت قانونی کارروائی کے جانے کا مطالبہ کرتے ہوئے بھائی چارے نے ملک کے راشٹرپتی کو اپیل کی کہ وسیم رضوی کی طرف سے شائع کی گئی مذکورہ کتاب پر فوراً پابندی لگائی جائے۔ احتجاجی دھرنے کے آخر میں عمران خان کانگریس پارٹی جنرل سکریٹری اقلیتی مورچہ پنجاب اور ایڈوکیٹ مہر علی نے چتاونی دیتے ہوئے کہا کہ اگر سرکار یا انتظامیہ نے وسیم رضوی کے خلاف جلد کارروائی عمل میں نہ لائی تو ملک بھر کا مسلم بھائی چارہ اپنے طریقہ کے ساتھ رضوی کے خلاف کارروائی کرکے اس کو قانون کے شکنجے میں جکڑے گا کیونکہ کوئی بھی مسلمان مقدس قرآن کی شان میں کسی بھی طرح کی گستاخی کو برداشت نہیں کرسکتا۔ اس احتجاجی دھرنے میں جناب انور علی منّا جنرل سکریٹری پنجاب گانگریس اقلیتی مورچہ حاجی عبدالستار نقشبندی، حاجی جمال اختر، حاجی سلیم خان حاجی عبدالرشید، حاجی محمود عالم خان، ماسٹر شمس الدین، حاجی شمیم اختر بنارسی، ماسٹر افتخار عالم، سید حامد علی، حاجی غلام محمد، لیاقت علی شاہ، محمد یعقوب خان، ساجد خان، آمیر خان، ذیشان خان، پرویز خان، انیس خان، پرویز احمد، ڈاکٹر محمد اسلام، ڈاکٹر ناصر جوشی، عبدالرازق، محمد شاویز رضا، محمد کلیم خان، احمد رضا دانش، ماسٹر نوشاد عالم، خامد علی صدر سیوا دل گانگریس پارٹی ضلع لدھیانہ، خورشید جمال، محمد سہیل، ٹھیکیدار محمد اسلام شیخ، مہتاب عالم، جاوید علی انصاری، اور بھی بہت سے لوگ موجود تھے۔

امارت شرعیہ کو اپنے مفاد میں استعمال نہیں ہونے دیا جائے گا: تحفظ ملی کونسل کمیٹی

پٹنہ، ۴ر جولائی: مولانا انیس الرحمٰن پٹنہ میں لابنگ کے بعد دہلی گئے ہیں۔ اب وہ دہلی میں بہار کے لوگوں کے درمیان لابنگ کر رہے ہیں۔ ملی کونسل اور فقہ اکیڈمی کو اس کے لئے استعمال کیا جا رہا ہے۔ اوکھلا کے مہنگے ہوٹل مکہ پیلس میں ان کا قیام رہا۔ یہ ہوٹل ملی کونسل اور فقہ اکیڈمی کے درمیان واقع ہے۔ کرائے کے لوگ لاکر مہم پر لگائے گئے ہیں۔ یہ سب پیسے کہاں سے آرہے ہیں۔ پٹنہ میں قوم کے پیسے سے چلنے والی تنظیم ملی کونسل کا دفتر سرگرم ہے۔ اور ملی کونسل کے مرکزی سربراہان خاموش تماشائی بنے ہوئے ہیں۔

ڈاکٹر منظور عالم اور مولانا عبداللہ مغیثی فوراً مولانا انیس الرحمٰن کو عہدہ سے معزول کریں۔ جس زمین پر مولانا انیس الرحمٰن نے مکان بنایا ہے اسے امارت شرعیہ سے کیسے خرید لیا اور کتنے میں خرید لیا۔ یہ سب سوال میرے نہیں ہیں بلکہ ہر اس شخص کے ہیں جسے مولانا انیس الرحمٰن کے ناظم رہتے ہوئے امارت شرعیہ میں گھپلے کے الزام پر سخت تشویش ہے۔ اس تشویش کا اظہار تحفظ ملی کونسل کمیٹی کے جنرل سکریٹری محمد اقبال، سبزی باغ پٹنہ نے کیا۔ انہوں نے یہ بھی کہا کہ پٹنہ کے گلیاروں میں مولانا انیس الرحمٰن کی شبیہ اچھی نہیں ہے۔ عوام کو اپنے پیسوں کا حساب لینے کا حق ہے۔ انہوں نے اس پر سخت افسوس کا اظہار کیا کہ امارت کو اپنے مفاد میں استعمال کرنے کے لئے ہر طرح کے ہتھکنڈے اپنائے جا رہے ہیں۔ پٹنہ میں دو چار لوگوں کے ذریعہ مولانا انیس الرحمٰن کے لئے بیان دلوایا جا رہا ہے۔ میٹنگ ہو رہی ہے جس میں دستخطی مہم اور خانقاہ رحمانی کی کوششوں کو غیر دستوری بتایا جا رہا ہے لیکن اس میٹنگ میں وہی سب کچھ ہو رہا ہے۔ وہاں سے مولانا انیس الرحمٰن کے نام کی پیروی کی جا رہی ہے۔ تو یہ سب اقدام دستوری کس طرح ہوگیا۔

محمد اقبال نے مزید کہا کہ اگر دوسرا فریق اپنی کوشش کرے تو غیر دستوری کا ہنگامہ کیا جا رہا ہے لیکن اس سے بڑھ کر ہر طرح کی حرکتیں مولانا انیس الرحمٰن کر رہے ہیں۔ پٹنہ سے دہلی تک لابنگ میں لگے ہیں۔ اسے دستوری کیسے کہا جائے گا۔ یہاں تک کہ تعزیتی نشست میں بھی اس طرح کی قرارداد منظور کی جا رہی ہے جو انتہائی شرمناک ہے۔ اور اس میں وہ لوگ بھی شامل ہیں جنہوں نے ہمیشہ اداروں کو تقسیم اور کمزور کیا ہے۔

امارت شرعیہ ایسی غیر دستوری میٹنگ کی مذمت کرے اور ارباب حل وعقد بغیر کسی دباؤ کے ایسے لالچی شخص کو مسترد کریں اور لائق اور مناسب امیر شریعت کا انتخاب کریں جو ذاتی لالچ سے پرے ہوکر امارت کے کاز کو آگے بڑھائیں۔ یہ ان کی دینی اور اخلاقی ذمے داری ہے۔

مراسلات

ادارہ کا مراسلہ نگار کی رائے سے اتفاق ضروری نہیں

ایک باکمال اور متواضع عالم ومصنف کی وفات

کائنات کی سب سے یقینی چیز موت ہے، جو شخص بھی دنیا میں آیا ہے وہ جانے کے لیے آیا ہے، ہمیشہ ہمیش کی زندگی اس فانی دنیا میں کسی کو نہیں دی گئی، ہر شخص کا وقت مقرر اور اجل متعین ہے، جب وقت آجاتا ہے تو انسان چاہے یا نہ چاہے اسے دنیا سے رخصت ہونا پڑتا ہے، ادھر کچھ عرصے سے دنیا سے رخصت ہونے والوں کی کثرت ہوگئی ہے، ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جیسے تسبیح کا دھاگہ ٹوٹ گیا ہے اور دانے پر دانے گر رہے ہیں، یا درخت کے پتے خزاں رسیدہ ہوگئے اور ایک بعد ایک جھڑتے چلے جارہے ہیں، گزشتہ چند مہینوں میں کیسی نامی گرامی ہستیاں اور شرف وشعور رکھنے والی شخصیات دنیا سے رخصت ہوئیں، علماء بھی، اہل دانش وبینش بھی، ملت کا درد رکھنے والے اور ملک کی تعمیر وترقی میں دلچسپی لینے والے کتنے بیش قیمت افراد نے داغ مفارقت دیا، رخصت ہونے والوں کا سلسلہ تھمنے کا نام نہیں لے رہا ہے۔ ۱۶ر شوال المکرّم ۱۴۴۲ھ مطابق ۲۸ر مئی ۲۰۲۱ء ملک کے ممتاز عالم دین اور ندوۃ العلماء کے لائق احترام استاذ حضرت مولانا نذر الحفیظ ندوی ازہریؒ بھی اللہ کی جوار رحمت میں حاضر ہوگئے انا للہ وانا الیہ راجعون، اللھم اغفرلہ وارحمہ وعافہ واعف عنہ

حضرت مولانا نذر الحفیظ ندوی ازہری کی رحلت کی خبر نے دل کو بے قرار اور آنکھوں کو اشکبار کردیا، وہ بڑے خاموش مزاج، متواضع اور صاحب علم وقلم انسان تھے، حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ کی فکر جلیل اور ان کے مزاج تعلیم وتربیت کے حامل ووارث تھے، ان میں علم کی گہرائی، عمل کی تابندگی اور فکر کی سلامتی تھی، اس حقیر کو متعدد بار ان سے ندوۃ العلماء میں نیاز حاصل کرنے کا موقع ملا اور ہر مرتبہ ان کی شرافت کا نقش دل پر گہرا ہوتا گیا، مجھے یہ سعادت بھی حاصل ہوئی کہ کئی پروگراموں میں ان کے ساتھ شریک ہوا، ایسے ہی ایک پروگرام میں جو لکھنؤ کے ایک اسلامک اسکول میں منعقد ہوا تھا، ان کی شرافت تواضع اور انکساری کا یہ منظر دیکھنے کو ملا کہ ان کی تقریر کے دوران جب مخدوم گرامی مرتبت حضرت مولانا سعید الرحمٰن اعظمی دامت برکاتہم (مہتمم ندوۃ العلماء لکھنؤ) جلسہ گاہ میں داخل ہوئے تو انہوں نے اپنی بات درمیان ہی میں ادھوری چھوڑ دی اور حضرت مولانا اعظمی کے احترام میں یکلخت اپنی تقریر ختم کردی، بڑوں سے یہ تعلق اور ان کے احترام کا یہ انداز اب کہاں دیکھنے کو ملتا ہے؟ کوئی شک نہیں کہ وہ خود بہت بڑے انسان تھے، لیکن انہوں نے اپنے آپ کو چھوٹا بنا کر رکھا، مجھے مرشد الامت حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی دامت برکاتہم (ناظم ندوۃ العلماء لکھنؤ) کی خدمت میں انہیں حاضر ہوتے ہوئے اور مجلس میں باادب بیٹھتے ہوئے دیکھنے کا متعدد بار موقع ملا ہے، اپنی تمام تر علمی وعملی بلندی کے باوجود وہ حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی دامت برکاتہم کے سامنے جس طرح مؤدب بیٹھتے تھے اور جس انہماک، توجہ اور یکسوئی کے ساتھ ان کی بات سنتے تھے اور ان کے چہرے بشرے اور اعضاء وجوارح سے جس طرح کی محبت، انسیت اور تواضع کا اظہار ہوتا تھا، وہ چیز بس دیکھنے سے تعلق رکھتی تھی، ندوہ کی مسجد میں قرآن مجید کی تلاوت میں مگن ہوتے تھے تو ایسا لگتا تھا کہ دنیا ومافیہا سے بے خبر ہیں، قرآن مجید سے بہت ہی گہرا تعلق اور لگاؤ انہیں حاصل تھا، اور کلام ربانی کی عظمت رگ وپے میں سرایت کرچکی تھی، فکر قرآنی کے سانچے میں ڈھل جانے کی وجہ سے وہ حکمت کا سرچشمہ بن گئے تھے، وہ بڑے دھیمے لب ولہجے میں بہت کام کی باتیں کہہ جایا کرتے تھے، ندوۃ العلماء لکھنؤ سے ان کا قلبی تعلق تھا، جس چمنستان علم سے انہوں نے فیض پایا، زندگی کی آخری سانس تک اسی کی خدمت میں مشغول رہے اور ''وفاداری بشرط استواری'' کی ایک مثال قائم کرگئے، کوئی شک نہیں کہ ان کی رحلت ندوی برادری اور دینی اور علمی حلقوں کے لیے بہت ہی غم انگیز سانحہ ہے، ایسے وقت میں جب کہ اکابر اہل علم ایک کے بعد ایک رخصت ہورہے ہیں، حضرت مولانا نذر الحفیظ ندوی ازہری کا اٹھ جانا پوری ملت اسلامیہ کے لئے ناقابل تلافی نقصان ہے۔

زندگی کے اچھے اعمال کی برکت اچھی موت کی شکل میں بھی ظاہر ہوتی ہے، حضرت مولاناؒ نے بڑی پاکیزہ اور قابل رشک زندگی گزاری، اور اخلاص وللّٰہیت کے ساتھ خدمت دین سے جڑے رہے، اور تقریباً پچاس سالہ مدت تدریس میں ہزاروں طالبان علم نبوت کو فیض پہنچایا، اسی طرح اپنے صاف ستھرے قلم سے متعدد اہم کتابیں تصنیف فرماکر ملت اسلامیہ کی رہنمائی فرمائی اور اپنے علم کا رشتہ ہمیشہ عمل سے جوڑے رکھا، اللہ نے اس کی یہ برکت ظاہر کی کہ انہیں جمعہ کے دن نماز جمعہ سے قبل سورہ یاسین شریف کی تلاوت کرتے ہوئے پاک پروردگار کے یہاں سے بلاوا آیا اور قابل رشک زندگی گذارنے والے نے بہترین موت بھی حاصل کی اور اس طور پر اللہ پاک کے حضور میں حاضر ہوئے جس پر بجا طور پر رشک کیا جاسکتا ہے، جمعہ کے دن تلاوت قرآن کرتے ہوئے اللہ کی بارگاہ میں حاضر ہونا ان کے عنداللہ مقبول ہونے اور حسن خاتمہ کی نعمت حاصل ہونے کی نشانی ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ حضرت مرحوم کی مغفرت فرمائے، ان کے درجات بلند فرمائے، ان کے پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے اور ندوۃ العلماء کو ان کا نعم البدل عطا فرمائے۔ آمین یارب العالمین

محمد عمرین محفوظ رحمانی

علامتی قربانی کس بلا کا نام ہے؟

اس بات سے انکار نہیں ہے کہ متعدی وبائی امراض کے زمانے میں بہت سی باتوں میں احتیاط لازمی ہوتی ہے۔ اس سلسلے میں حکومت کو گائڈ لائن بھی جاری کرنی ہوتی ہے۔ ظاہری بات ہے کہ جب آپ ذمہ دار ہیں تو رعایا کے نفع ونقصان کا خیال رکھنا ہی ہوگا۔ جیسے ہم دیکھ رہے ہیں کہ آج کورونا کے دور میں دنیا کے سبھی حکمراں اس سلسلے میں فکرمند ہیں۔ کورونا سے بچنے کے لیے تدبیریں کریں، یہ تدبیریں اور اقدامات عملی ہیں علامتی نہیں۔ اس لیے کہ بہت سے ایسے کام ہیں جو عملی طور پر انجام دینے پڑتے ہیں۔ قربانی بھی ایک عملی بلکہ عظیم الشان عمل ہے۔ اب اس عمل کو علامتی طور پر کرنے کے لیے کوئی کہے گا یا سوچے گا تو سوائے شیخ چلی کے پلاؤ کے اور کیا ہوگا۔ آپ کون کون سے افعال واعمال کو علامتی طور پر انجام دیں گے۔ چلئے علامتی تجارت، علامتی کھانا پکانا، علامتی شادی بیاہ، علامتی حکومت وملازمت، علامتی تنخواہ، کیا کیا علامتی کروگے؟ اور اگر ایسا ہونے لگے تو سوچو کبھی ایسا ہوتو کیا ہو۔ سال گزشتہ بھی علامتی قربانی کا شوشہ چھوڑا گیا تھا۔ ارے بھائی! شوشے چھوڑنا بند کرو، کام کرو، یہ عملی دنیا ہے۔

مولانا نظام الدین فخرالدین، پونہ

ALJAMIAT (URDU WEEKLY) NEW DELHI
Publishing Date: 2 July 2021
Postal Registration No. DL(C)-01/1267/2021-23
Posting Days MON. TUE. at N.D.P.S.O. New Delhi
R.N.I. 38985/82

امارت شرعیہ ہند کے نمائندہ اجتماع میں امیر الہند کے عہدۂ جلیلہ کیلئے

حضرت مولانا سیّد ارشد مدنی دامت برکاتہم کا انتخاب

نائب امیر الہند کیلئے مولانا مفتی محمد سلمان منصور پوری منتخب کئے گئے

نام کی تجویز مولانا سیّد محمود مدنی نے پیش کی

مولانا مفتی ابوالقاسم نعمانی نے نام کا اعلان کیا

نئی دہلی ۳؍جولائی ۲۰۲۱ء:

جمعیۃ علماء ہند کے صدر دفتر نئی دہلی میں واقع مدنی ہال میں امارت شرعیہ ہند کا ایک روزہ نمائندہ اجتماع حضرت مولانا مفتی ابوالقاسم نعمانی مہتمم و شیخ الحدیث دارالعلوم دیوبند کے زیر صدارت منعقد ہوا، جس میں ملک بھر سے امارت شرعیہ ہند کے ارکان شوریٰ، جمعیۃ علماء ہند کے ذمہ داران اور منتخب ارباب حل و عقد شریک ہوئے۔ اجتماع میں حضرت مولانا قاری سید محمد عثمان منصور پوری کی وفات کے بعد خالی 'امیر' کی جگہ پر کرنے کی تجویز پیش کرتے ہوئے صدر جمعیۃ علماء ہند حضرت مولانا محمود اسعد مدنی نے اس باوقار منصب کے لیے جامع کمالات شخصیت حضرت مولانا سید ارشد صاحب مدنی صدر جمعیۃ علماء ہند و صدر المدرسین دارالعلوم دیوبند کا نام پیش کیا، انھوں نے کہا کہ اس وقت ملّی ضروریات میں جن اہم کاموں کو اوّلیت حاصل ہے اس میں امارت کا کام بھی شامل ہے، آج مسلم معاشرہ بالخصوص خانگی مسائل میں کافی بگاڑ پیدا ہوگیا ہے، اس کو حل کرنے کے لیے محکمہ شرعیہ کے نظام بڑھانے اور اصلاح معاشرہ کی تحریک کی ضرورت ہے، انھوں نے ان تمام لوگوں کا شکریہ ادا کیا جو آج کے اجلاس میں شریک ہوئے۔ اجتماع میں مولانا حکیم الدین قاسمی ناظم عمومی جمعیۃ علماء ہند نے امیر الہند مرحوم حضرت مولانا قاری سید محمد عثمان منصور پوریؒ پر ایک تجویز تعزیت پیش کی، تجویز میں امیر الہند کے سانحہ ارتحال پر غم کا اظہار کرتے ہوئے کہا گیا کہ ان کا وجود پوری ملت اسلامیہ کے لیے باعث خیر و برکت تھا اور ان کی ذات تقویٰ، دیانت اور حسن انتظام کے اعتبار سے قابل تقلید تھی۔

حضرت مولانا محمود مدنی کی تجویز کی تائید حضرت مولانا نعمت اللہ اعظمی استاذ حدیث دارالعلوم دیوبند، حضرت مولانا عبدالعلیم فاروقی امیر شریعت اتر پردیش، حضرت مولانا رحمت اللہ کشمیری رکن شوریٰ دارالعلوم دیوبند امیر شریعت جموں و کشمیر، حضرت مولانا سید اسجد مدنی، حضرت مفتی احمد دیولہ نائب صدر جمعیۃ علماء گجرات، حضرت مولانا سید اشہد رشیدی مہتمم جامعہ قاسمیہ شاہی مرادآباد، حضرت مولانا بدر احمد مجیبی خانقاہ مجیبیہ پٹنہ بہار، حضرت مولانا یحییٰ باسکنڈی امیر شریعت آسام، حضرت مولانا بدرالدین اجمل صدر جمعیۃ علماء آسام نے کی۔ ان تائیدات کے بعد صدر اجتماع حضرت مولانا مفتی ابوالقاسم نعمانی نے حضرت مولانا سید ارشد صاحب مدنی کے نام کا اعلان کیا۔ حالاں کہ حضرت مولانا مدنی نے اپنی ضعیف العمری کی وجہ سے معذرت ظاہر کی تاہم تمام مجمع کی تائید کے بعد وہ امیر الہند خامس منتخب ہوئے۔ بعد میں شریک علماء، داعیان نیز دیگر حاضرین نے ان کے ہاتھ پر بیعت سمع وطاعت کی۔

بعد ازاں حضرت امیر الہند خامس نے اپنے کلیدی خطاب میں کہا کہ اسلام میں امارت کا بہت بڑا مقام ہے۔ انھوں نے کہا کہ جمعیۃ علماء ہند کے قیام کے محض ایک سال بعد ۱۹۲۰ء میں حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن دیوبندیؒ مالٹا سے واپس تشریف لائے تو آپ کو جمعیۃ علماء ہند کا مستقل صدر منتخب کیا گیا، چنانچہ آپ کی صدارت میں جمعیۃ علماء ہند کا اجلاس دوم منعقد ہوا، اس میں حضرت شیخ الہندؒ نے قومی سطح پر امیر الہند کے انتخاب کی تجویز پیش کی۔ بعد میں محض بارہ دن بعد حضرتؒ کا انتقال ہوگیا، تو ان کے جانشین حضرت شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنیؒ نے اس مشن کو آگے بڑھایا، لیکن بعض وجوہ سے اس وقت یہ کام آگے نہیں بڑھ پایا، بعد میں اللہ تعالیٰ نے حضرت فدائے ملت مولانا سید اسعد مدنیؒ کو توفیق بخشی جن کی قیادت میں امارت شرعیہ ہند کا قیام عمل میں آیا، آج امارت شرعیہ ہند کے تحت سو سے زائد محاکم شرعیہ چل رہے ہیں، اس بات کی سخت ضرورت ہے کہ ملک کے کونے کونے میں محاکم شرعیہ قائم کیے جائیں اور امارت کے نظام کو صوبائی سطح پر مستحکم کیا جائے، اس موقع پر اہل مدارس سے اپیل کرتا ہوں کہ وہ اپنے مدرسوں میں دارالقضاء کا کورس شروع کریں اور پھر داخل طلباء کو تربیت دے کر محاکم شرعیہ میں مقرر کریں۔ امیر الہند خامس نے اپنے خصوصی اختیارات کا استعمال کرتے ہوئے حضرت مفتی سید محمد سلمان منصور پوری استاذ حدیث جامعہ قاسمیہ شاہی مرادآباد و جنرل سکریٹری مرکزی دینی تعلیمی بورڈ جمعیۃ علماء ہند کو نائب امیر الہند بنائے جانے کا بھی اعلان کیا، جس کی اجتماع نے تائید کی۔

اس سے قبل امارت شرعیہ کا تعارف پیش کرتے ہوئے حضرت مولانا مفتی سید محمد سلمان منصور پوری نے کہا کہ دنیا کے نظام میں دو شعبوں کی بڑی اہمیت ہے، ایک تو حکومتی شعبہ ہے اور دوسرا عدلیہ کا شعبہ ہے۔ عدلیہ کا کام یہ ہے کہ وہ فیصلہ کرے کہ کون حق پر ہے اور کون ناحق ہے۔ اب عدلیہ کے تحت بھی دو معاملات آتے ہیں، ایک فوجداری کے معاملات، دوسرے سول معاملات، فوجداری کے معاملات کے لیے قوت نافذہ کی ضرورت ہوتی ہے، جب تک ہمارے ملک میں اسلامی حکومت قائم تھی، کوئی مسئلہ نہیں تھا، لیکن جب مسلمانوں کا اقتدار ختم ہوگیا تو ہمارے اکابر کی کوشش سے ملک کے بعض حصوں میں قاضی کو اختیارات دیے گئے، لیکن مرکزی طور پر اسے منظوری نہیں ملی، ایسی صورت میں ہمارے اکابر نے عائلی و شرعی مسائل میں کئی طرح کی کوششیں کیں، خاص طور سے خواتین کے ذریعہ اپنے ظالم شوہر سے نجات کے لیے حضرت اقدس مولانا اشرف علی تھانویؒ کی کتاب 'الحیلۃ الناجزہ' کی روشنی میں محاکم شرعیہ کا نظام جاری کیا گیا۔ امیر الہند رابع حضرت اقدس مولانا قاری سید محمد عثمان منصور پوریؒ نے بالخصوص اس کتاب کی تلخیص کی ہدایت دی اور اسے امارت شرعیہ ہند کے تحت شائع کروایا، تلخیص کی وجہ سے مسائل کو سمجھنے میں کافی آسانی پیدا ہوئی۔

انھوں نے کہا کہ امارت کے انتخاب کی پہلی تجویز حضرت شیخ الہندؒ نے جمعیۃ علماء ہند کے اجلاس دوم میں رکھی اور اس کے بعد ہمیشہ جمعیۃ علماء کے اجلاسوں میں یہ موضوع زیر بحث رہا، مختلف کاوشوں کے بعد ۱۹۸۶ء میں قومی سطح پر امارت شرعیہ ہند کا قیام عمل میں آیا، حالانکہ اس سے قبل حضرت شیخ الہندؒ کی تجویز پر عمل کرتے ہوئے ابوالمحاسن حضرت مولانا محمد سجاد بہاریؒ نے پٹنہ میں امارت شرعیہ بہار کو قائم کیا جو آج تک قائم و دائم ہے۔ ۱۹۸۶ء میں امارت شرعیہ ہند کے قیام کے بعد اس ادارہ نے قومی سطح پر محاکم شرعیہ قائم کیے اور اس کے کاموں کو پوری دلجمعی سے انجام دیا، اس کے لیے امارت شرعیہ ہند کے سابق ناظم حضرت مولانا معزالدین احمدؒ کی خدمات قابل ذکر ہیں۔ انھوں نے اجتماع میں موجود ارباب حل و عقد سے کہا کہ آپ اگر اس کام کو دین کا سمجھ کر کریں گے تو ان شاء اللہ اکابرؒ کی یہ فکر ملک کے کونے کونے میں پہنچے گی۔

اخیر میں مولانا مفتی ابوالقاسم نعمانی کی رقت آمیز دعاء پر دوپہر بارہ بجے اس نمائندہ اجلاس کا اختتام عمل میں آیا، مولانا مفتی محمد سلمان منصور پوری نے نظامت کے فرائض انجام دیے جب کہ اجتماع کا آغاز مفتی محمد عفان منصور پوری کی تلاوت اور قاری احمد عبداللہ رسولپوری کی نعت سے ہوا۔□□

> **جمعیۃ علماء ہند کے اجلاس دوم میں حضرت شیخ الہندؒ نے قومی سطح پر امیر الہند کے انتخاب کی تجویز پیش فرمائی تھی۔ حضرت شیخ الہندؒ کے انتقال کے بعد ان کے جانشین شیخ الاسلام حضرت مولانا سیّد حسین احمد مدنی قدس سرہ نے اس مشن کو آگے بڑھایا لیکن بعض وجوہ سے اس وقت یہ کام آگے نہیں بڑھ پایا، بعد میں حضرت فدائے ملتؒ کو اللہ تعالیٰ نے توفیق بخشی جن کی قیادت میں امارت شرعیہ ہند کا قیام عمل میں آیا۔**
> (حضرت مولانا امیر الہند) **سیّد ارشد مدنی مدظلہٗ**

> **اس وقت ملی ضروریات میں جن اہم کاموں کو اوّلیت حاصل ہے ان میں امارت کا کام بھی شامل ہے۔ آج مسلم معاشرہ بالخصوص خانگی مسائل میں کافی بگاڑ پیدا ہوگیا ہے۔ اس کو حل کرنے کے لیے محکمہ شرعیہ کا نظام بڑھانے اور اصلاح معاشرہ کی تحریک کی ضرورت ہے۔**
> (مولانا) **سیّد محمود مدنی** (صدر جمعیۃ علماء ہند)

> **مختلف کاوشوں کے بعد ۱۹۸۶ء میں قومی سطح پر امارت شرعیہ ہند کا قیام عمل میں آیا حالانکہ اس سے قبل حضرت شیخ الہندؒ کی تجویز پر عمل کرتے ہوئے ابوالمحاسن مولانا محمد سجاد بہاریؒ نے پٹنہ میں امارت شرعیہ بہار کو قائم کیا جو آج تک قائم و دائم ہے۔**
> (مفتی) **محمد سلمان منصورپوری** (نائب امیر الہند)

شرح خریداری

سالانہ	200/-
ششماہی	100/-
فی پرچہ	5/-
پاکستان اور بنگلہ دیش کے لئے	2500/-
دیگر ممالک کے لئے	3000/-

رابطہ: منیجر ہفت روزہ الجمعیۃ مدنی ہال (بیسمینٹ) ۱، بہادر شاہ ظفر مارگ، نئی دہلی ۲
فون: 011-23311455

ضروری اعلان

آپ براہِ کرم مدتِ خریداری ختم ہوتے ہی زرِ سالانہ ارسال فرمائیں۔ خط وکتابت میں خریداری نمبر کا حوالہ ضرور دیں۔
ادائیگی کے طریقے: (1) بذریعہ منی آرڈر
(2) Paytm یا PhonePe کے ذریعہ
9811198820 پر
ALJAMIAT WEEKLY
(3) آن لائن ادائیگی کیلئے بینک اکاؤنٹ کی تفصیل
A/c. 912010065151263
Axis Bank, Branch: Chitranjan Park, N.D.
IFS Code : UTIB0000430

ہفت روزہ الجمعیۃ انٹرنیٹ پر بھی دستیاب ہے، لاگ آن کریں: www.aljamiat.in
رابطہ: 9811198820 ای میل: aljamiatweekly@gmail.com

Printed & Published by **SHAKIL AHMAD SYED** on behalf of **Jamiat Trust Society** printed at **Shervani Art Printers**, 1480, Qasimjan Street, Ballimaran, Delhi-6 and Published from Madani Hall,1, Bahadur Shah Zafar Marg, New Delhi-110002. Editor **MOHD. SALIM**, Ph. No. 23311455, 23317729, Fax No.: 23316173.
Designing & Composing: HUMRAN AZMI